ادارۂ معارفِ اسلامی

www.KitaboSunnat.com

اسلامی صحافت

سیّد عُبید السّلام زینی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ادارۂ معارفِ اسلامی لاہور

یہ ادارہ اسلامی علوم و معارف کی ترویج و تحقیق کے لیے قائم کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد قائدِ تحریکِ اسلامی مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ نے جولائی ۱۹۶۲ء میں رکھی تھی اور اس کا پہلا مرکز کراچی میں قائم کیا گیا تھا۔ بعد ازاں فروری ۱۹۷۹ء میں لاہور کو دوسرا مستقر بنایا گیا۔ اب کراچی اور لاہور کے ادارۂ معارفِ اسلامی کے دونوں مرکز داخلی طور پر خود مختارانہ اور مقصدی اور آئینی طور پر ہم آہنگی سے کام کر رہے ہیں۔

عصرِ حاضر کے تقاضوں کی رعایت سے بلند پایہ لٹریچر شائع کرنے کے علاوہ محترم مؤسس کے پیشِ نظر خاص مقصد یہ تھا کہ اسلامی موضوعات پر کام کرنے والے مصنفین اور محققین کے لیے ایسا سازگار اور پُرسکون ماحول مہیا کیا جائے جس میں وہ پورے انہماک اور فراغت کے ساتھ اپنی کوششیں جاری رکھ سکیں۔

بحمد اللہ اپنی تشکیل کے پہلے دن ہی سے یہ ادارہ ان دونوں مقاصد کے لیے قابلِ فخر انداز میں کام کر رہا ہے۔ اب تک جو منصوبے زیرِ عمل آچکے ہیں اُن کا مجمل سا خاکہ یہ ہے:

(۱) مختلف موضوعات کی بہت سی بلند پایہ کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور یہ سلسلہ تیزی سے آگے بڑھ رہا ہے۔

(۲) ایسے مصنفین اور محققین کا پُرخلوص تعاون حاصل کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے جو نئی کتابیں تصنیف کرنے اور غیر زبانوں کی اہم کتابیں اُردو میں ترجمہ کرنے کے علاوہ اُردو زبان میں شائع شدہ بہترین کتابوں کو عربی، انگریزی، فارسی، فرانسیسی، جرمن اور دوسری اہم زبانوں میں منتقل کرنے کا کام کر رہے ہیں۔ ایسی کتابوں میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ کی کتب کو اوّلیت کا درجہ حاصل ہے۔

(۳) مصنفین، محققین اور طلباء کے استفادے کے لیے ایک لائبریری کی بنیاد رکھ دی گئی ہے جس میں اُردو کے علاوہ عربی اور دوسری زبانوں کی ضروری کتابیں جمع کی جا رہی ہیں۔

(۴) اُردو اور انگریزی کے اخبارات و جرائد کے تراشوں سے بہت احتیاط اور توجہ کے ساتھ ایسا ریکارڈ تیار کیا جا رہا ہے جس سے کسی بھی موضوع پر کام کرنے والے مصنفین اور محققین استفادہ کر سکتے ہیں۔

اِن مساعی کو بہت وقیع قرار نہیں دیا جا سکتا، لیکن یہ بات بہت اعتماد سے کہی جا سکتی ہے کہ ملّتِ اسلامیہ جن مشکلات و مسائل سے دوچار ہے، اُن سے عہدہ برآ ہونے اور اتحاد و ترقی کی کوششوں کو آگے بڑھانے میں یہ حقیر مساعی ضرور معاون ثابت ہوں گی اور انشاء اللہ اِن میں روز بروز اضافہ ہوتا جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِسلامی صحافت

سیّد عُبید السّلام زینی

ادارۂ معارفِ اسلامی منصورہ ملتان روڈ

لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یکے از مطبوعاتِ ادارۂ معارفِ اسلامی، لاہور

حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب ——— اسلامی صحافت
مصنف ——— سید علیدالسلام زینی
مطبع ——— میٹرو پرنٹرز۔ لاہور
قیمت ——— -/۴۵ روپے
بار اوّل (ایک ہزار) ——— ۱۹۸۸ء

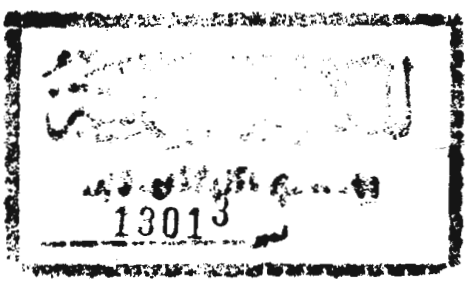

تقسیم کنندہ :

المنار بک سنٹر منصور، ملتان روڈ

لاہور ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

والدِ محترم کے نام		۱۰
پیش لفظ	ملک غلام علی، سابق جج وفاقی شرعی عدالت	۱۱
غایتِ تصنیف	مصنف	۱۳
اسلامی نظریۂ صحافت	ڈاکٹر مسکین علی حجازی	۱۸
عالم اسلام کے لیے چیلنج	پروفیسر ڈاکٹر یاسر جاوید	۲۲
پہلا باب ..... صحافت کیا ہے ؟		۲۵
دوسرا باب ..... صحافت اور اسلام		۳۷
صحافت کا مقصد		۳۹
صحافت کی دینی ضرورت		۴۴
تیسرا باب ..... صحافت پر پابندی کیوں ؟		۴۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھا باب ۔۔۔ آزادیٔ صحافت کے حدود ۶۵

پانچواں باب ۔۔۔۔ صحافت اور ضمیر کی آواز ۷۵

چھٹا باب ۔۔۔۔ تحریر و نگارش کے اخلاقی پہلو ۸۹

مقصدِ تحریر ۹۲

خود نمائی سے بچیں ۹۳

حمایت و مخالفت ۹۴

انصاف کی بات کہو ۹۵

شہادت نہ چھپاؤ ۹۶

تحریف نہ کرو ۹۸

اکثریت کی پسند معیارِ حق نہیں ۹۹

ایمان و ضمیر کا سودا نہ کرو ۹۹

شہادتِ زور ۱۰۱

بات حکمت سے کہی جائے ۱۰۱

بلا تحقیق قبول یا رد نہ کرو ۱۰۳

حد سے تجاوز نہ کیا جائے ۱۰۴

عالی ظرفی سے کام لیا جائے ۱۰۵

چڑانے سے پرہیز کیا جائے ۱۰۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت، بدگمانی اور تجسس ۱۰۷
مظلوم ظالم کی برائی کر سکتا ہے ۱۰۸
مذاق نہ اڑائیں ۱۰۹
جاہلوں سے نہ اُلجھا جائے ۱۱۰
دل آزاری منع ہے ۱۱۲
پردہ پوشی ۱۱۳
بیان کی پاکیزگی ۱۱۵
نرم دمِ گفتگو ۱۱۹
میٹھے بول کی اہمیت ۱۲۱

ساتواں باب ۔۔۔۔ صحافت مشن اور پالیسی ۱۲۳

اٹھواں باب ۔۔۔۔ صحتِ خبر کی اہمیت ۱۳۱

تحقیقِ خبر کے اسلامی اصول ۱۳۵

نواں باب ۔۔۔ وقائع نگاری کے آداب ۱۴۵

دسواں باب ۔۔۔ اداریہ نگاری کے آداب ۱۶۳

گیارھواں باب ..... مزاح نگاری کے آداب ۱۸۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بارہواں باب ..... فحش نگاری کی حرمت ۱۹۱

تیرہواں باب ..... تصویری صحافت کے شرعی حدود ۲۰۵

چودہواں باب ..... کارٹون ۲۳۳

پندرہواں باب ..... ریڈیائی صحافت ۲۳۷

سولھواں باب ..... اشتہاریات ۲۵۷

اشتہاریات کا منفی پہلو ۲۶۴

سترہواں باب ..... تعلقاتِ عامہ ۲۶۷

سلام ۲۷۷

مُصافحہ ۲۷۸

اچھے نام سے بلانا ۲۷۸

بہتر انداز سے جواب دینا ۲۷۹

عزّت و آبرو کا تحفّظ ۲۷۹

ذاتی معاملات میں دلچسپی لینا ۲۸۰

اظہارِ جذبات ۲۸۱

ملاقات ۲۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیادت	۲۸۵
دکھ درد میں شرکت	۲۸۶
ہدیہ	۲۸۶
شکریہ	۲۸۷
دعوتِ طعام	۲۸۸
دُعا	۲۸۹
احتساب	۲۸۹
تعلقات میں خرابی کی اصلاح	۲۹۲
اٹھارہواں باب ۔۔۔۔۔ صحافت میں عدل و احسان	۲۹۹
کتابیات	۳۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والدِ محترم

مولٰینا سیّد عبد السلام زمینی مرحوم
کے نام

جو مجھے عالمِ دین بنانے کے متمنّی تھے، مگر میں صرف
چھ سال کی عمر میں اُن کے سائے سے محروم ہو
گیا اور اُن کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔

(زینی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

جناب جسٹس ملک غلام علی صاحب، ریٹائرڈ جج
وفاقی شرعی عدالت، پاکستان

معاشرے کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے اصلاح و تجدید کی جو کوششیں ہو رہی ہیں اُن کا تقاضا ہے کہ معاشرے کے ہر شعبے کے بارے میں اسلامی تعلیمات کو مرتب شکل میں پیش کرنے کی سعی کی جائے۔ صحافت اور ذرائع ابلاغ بھی جدید معاشرے کا نہ صرف اہم شعبہ ہیں بلکہ یہ دوسرے تمام شعبوں پر اثر انداز ہو کر اُن کی صورت گری کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اس لیے اس شعبے کا اسلامی بنیادوں پر استوار ہونا نہایت ضروری ہے لیکن بدقسمتی سے اب تک اس طرف توجہ نہیں دی جا سکی اور اس باب میں شعوری طور پر کوئی سنجیدہ علمی کوشش نہیں کی گئی۔

اس شعبے میں اسلامی اصول و احکام کی کما حقہٗ پابندی نہ ہونے کے مضر اثرات بہت نمایاں ہیں۔ ایک طرف صحافت اور اہلِ صحافت کا اخلاقی معیار متاثر ہو رہا ہے تو دوسری طرف اس کمی کے باعث ہمارے معاشرے میں گوناگوں خرابیوں کو راہ مل رہی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عبید السلام زینی صاحب نے نہ صرف اس صورتِ حال کا احساس و ادراک کیا بلکہ اس کی اصلاح کے لیے صحافت کے اسلامی اصول مرتب کرنے کا بیڑہ اٹھایا اور کئی سال کی محنت اور عرق ریزی کے بعد زیرِ نظر کتاب "اسلامی صحافت" مرتب کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ جو اس موضوع پر لکھی جانے والی پہلی کتاب بھی ہے۔

عدیم الفرصتی کے باعث میں اس کتاب کو بالاستیعاب مطالعہ تو نہ کر سکا لیکن جستہ جستہ پوری کتاب پر نظر ڈالی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی ہے کہ انہوں نے اس موضوع پر خاصا مفید اور تفصیلی مواد جمع کر دیا ہے۔ قرآن پاک کی آیات اور احادیث کی روشنی میں انہوں نے موضوع کے مختلف پہلوؤں اور جزئیات کی بڑی احتیاط سے وضاحت کی ہے اور صحافت و ابلاغیات سے متعلق اسلامی احکام کی صحیح ترجمانی کرنے کی کوشش کی ہے۔

یہ کتاب جہاں صحافت اور ابلاغیات کے طلبہ، عامل صحافیوں، اخبارات کے مالکوں اور ذرائع ابلاغ سے متعلق دوسرے لوگوں کو صحافت کے اسلامی اصول و احکام سے آگاہی حاصل کرنے میں مدد دے گی وہاں عام لوگ بھی اس سے استفادہ کر سکیں گے، کیونکہ اس میں اسلام کی ایسی بہت سی اخلاقی تعلیمات کا ذکر آگیا ہے جن کی ہر مسلمان کو اپنی تحریر و تقریر اور باہمی میل جول اور بات چیت میں پابندی کرنا چاہیے۔

زینی صاحب لائقِ تحسین اور قابلِ تبریک ہیں کہ انہوں نے ایک بے لوث، باضمیر اور حق شناس صحافی کی حیثیت سے اربابِ صحافت و ابلاغیات اور اصحابِ اقتدار کو اُن کی دینی و اسلامی ذمہ داریوں اور فرائض کی یاد دہانی کرائی ہے۔ اللہ انہیں جزائے خیر سے نوازے۔ نیز میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی اس کاوش کو سود مند اور نتیجہ خیز اور اصلاحِ احوال کا پیش خیمہ ثابت کرے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غایتِ تصنیف

عبید السلام زمینی

اسلام کی آفاقی تعلیم سے بے خبر اور مغربی تہذیب کی ظاہری چمک اور جدید مغربی علوم و فنون سے مرعوب لوگوں سے جب یہ کہا جائے کہ اسلام زندگی کے ہر شعبے کے لیے رہنما اصول مہیا کرتا ہے تو وہ اس بات کو ایک مضحکہ خیز دعویٰ سمجھتے ہیں۔

غالباً ۱۹۶۷ء کی بات ہے۔ پریس کلب راولپنڈی میں کچھ صحافی دوستوں سے صحافت اور اہلِ صحافت کے روشن اور تاریک پہلوؤں پر گفتگو ہو رہی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ یہ خرابیاں مغربی اصولِ صحافت کو جوں کا توں قبول کر لینے کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ اگر ہم شعوری طور پر صحافت کے اسلامی اصولوں پر عمل کرنے لگیں تو بہت سی اخلاقی خرابیاں دور ہو سکتی ہیں اور صحافت کے ذریعے سے ملک میں پاکیزہ ماحول پیدا کیا جا سکتا ہے۔ ایک دوست کو میری یہ بات عجیب سی لگی اور وہ فوراً بولے "صحافت کا اسلام سے کیا واسطہ؟"

مجھے اُن کا یہ تبصرہ اچھا نہیں لگا، لیکن ساتھ ہی یہ بھی خیال آیا کہ صحافت کے اسلامی اصول مرتب شکل میں موجود ہی کہاں ہیں کہ کسی کو ان کا علم نہ ہونے پر قصوروار ٹھہرایا جائے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اس واقعے سے پہلے خود میرے ذہن میں بھی صحافت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصولوں کا کوئی واضح نقشہ موجود نہ تھا۔ اسلامی صحافت کی بات میں نے اس حقیقت کے یقین اور شعور کی بنا پر کی تھی کہ صحافت یا زندگی کا کوئی بھی دوسرا شعبہ اسلام کی جامع تعلیمات سے باہر نہیں ہو سکتا۔ اُس وقت مجھے صحافت کے اسلامی اصول مرتب شکل میں موجود نہ ہونے کا احساس شدت سے ہوا اور یہ خیال آیا کہ ایسا کوئی شخص جو صحافت کے علم و تجربے کے ساتھ ساتھ قرآن و سنت پر بھی نظر رکھتا ہو وہ اس موضوع پر کام کر کے صحافت سے متعلق اسلامی احکام و ہدایات کو کتابی شکل میں یکجا اور مرتب کر دے تو یہ کمی پوری ہو جائے، لیکن میں نے دیکھا کہ اس ضرورت کا کسی کو احساس تک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جن کو علم دین عطا کیا ہے انہیں صحافت سے کوئی دلچسپی نہیں اور جن کو صحافت کا علم و تجربہ ہے اُنہیں قرآن و سنت کے پڑھنے پڑھانے سے کوئی علاقہ نہیں۔ معدودے چند لوگ ہیں جو دین اور صحافت دونوں کا کچھ نہ کچھ علم رکھتے ہیں مگر انہیں صحافت کے اسلامی اصول مرتب کرنے کی ضرورت و اہمیت کا کوئی احساس و خیال نہیں ہے۔

اِس صورتِ حال نے جہاں مجھے مایوس کیا وہاں کچھ کرنے کا حوصلہ بھی دیا۔ اپنی علمی کم مائیگی کے باوجود میں نے کمرِ ہمت باندھی اور کئی سال کی تلاش اور محنت کے بعد یہ کتاب مرتب کرنے کے قابل ہوا۔ مجھے احساس ہے کہ اس کام کے لیے مطلوبہ اہلیت میرے اندر نہیں ہے جس کی وجہ سے یقیناً کئی خامیاں اور کوتاہیاں رہ گئی ہوں گی، لیکن ساتھ ہی یہ یقین بھی ہے کہ جب اس موضوع پر مجھ سے زیادہ اہل لوگ قلم اٹھائیں گے تو وہ ان کا ازالہ کر سکیں گے۔

صحافت کے لیے ضابطۂ اخلاق کی ضرورت مغرب کے سرمایہ دار ممالک نے بھی محسوس کی اور اشتراکی ملکوں نے بھی۔ اُن کے مرتب کردہ ضابطہ ہائے اخلاق میں بظاہر بعض اچھی باتیں بھی نظر آتی ہیں، لیکن ان اچھی باتوں کے باوجود وہ ضابطہ ہائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاق کسی مسلم معاشرے کی صحافت کے لیے موزوں نہیں ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی قوم کی اخلاقی قدروں اور اصولوں کی اساس اور بنیاد اُس کا عقیدہ اور نظریۂ زندگی ہوتا ہے جس کے بدل جانے سے پورا نظامِ اخلاق بدل جاتا ہے۔ اس لیے یہ کہنا درست نہیں ہو سکتا کہ صحافت کے مغربی ضابطۂ اخلاق میں بھی بعض ایسے اصول شامل ہیں جن کو صحافت کے اسلامی اصول قرار دیا جا سکتا ہے۔

سطحی نظر سے دیکھنے والا بڑی آسانی سے یہ کہہ سکتا ہے کہ ہر مذہب اور نظامِ اخلاق نے مسلّمہ طور پر تمام بُرے کاموں کو بدی قرار دیا ہے، اس لیے سب مذاہب ایک جیسے برحق ہیں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ ایسی بات ہے جسے کوئی بھی تسلیم نہیں کرے گا۔ جس طرح بیج کے فرق کی وجہ سے آم اور برگد کے درخت اپنی اپنی تفاصیل میں ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتے ہیں اور کوئی بھی ذی عقل یہ نہیں کہہ سکتا کہ دونوں درختوں میں شاخوں، پتوں اور پھلوں کی موجودگی اس بات کا ثبوت ہے کہ اُن میں کوئی اختلاف نہیں۔ اسی طرح مختلف عقائد کی بنیاد پر جو نظامہائے اخلاق مرتب ہوتے ہیں وہ اپنے اجزا میں تناسب کے فرق کے باعث ادنیٰ سے ادنیٰ تفصیل میں بھی ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں اور اُن میں ایک دوسرے کا پیوند نہیں لگایا جا سکتا۔

ہمارے ملک میں دانستہ یا نادانستہ بڑی حد تک صحافت کے مغربی ضابطۂ اخلاق پر عمل ہو رہا ہے۔ حالانکہ مسلمان ہونے کی حیثیت میں ہمارے ایمان کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم صحافت کے شعبے میں رہنمائی کے لیے بھی قرآن و سنت سے رجوع کریں۔ جو ہم نہیں کر رہے ہیں۔ عقیدہ و عمل کے اس تضاد کی وجہ سے جو مسائل پیدا ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ کسی صاحبِ شعور سے پوشیدہ نہیں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہی وہ دوعملی ہے جو ہمارے معاشرے اور صحافت میں رونما ہونے والی جملہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خرابیوں کی جڑ ہے اور جس کو اکھاڑ پھینکے بغیر اصلاح کی کوئی بھی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔

سیدھی سی بات ہے جب اسلام ہمارے عقائد و عبادات کا سرچشمہ ہے، تو ہمارے اخلاق و معاملات کو بھی اُسی کے مطابق انجام پانا چاہیے۔ ہمیں کسی کو یہ طعنہ دینے کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ یہ قوم دعویٰ تو اسلام کے مکمل نظامِ حیات ہونے کا کرتی ہے لیکن عملی زندگی کے بعض شعبوں میں اس نے کافرانہ طور طریق اختیار کر رکھے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ تضاد صحافت کے شعبے میں بھی ہمارے اندر پایا جاتا ہے جس کو دور کرنا بہت ضروری ہے۔

زیرِ نظر کتاب کی غایتِ تصنیف اس کے سوا کچھ نہیں کہ اہلِ صحافت کو صحافت کے اسلامی اصولوں سے روشناس کرایا جائے تاکہ اگر وہ اس خاص شعبے میں بھی اسلام کے مطابق عمل کرنا چاہیں تو انہیں آسانی ہو۔ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ میں نے یہ کتاب لکھ کر کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ میری اس کوشش اور کاوش سے اسلامی صحافت کا شعور عام کرنے میں مدد یقیناً ملے گی۔

اس وقت جب میں یہ سطور لکھ رہا ہوں میرے دل میں اُن تمام حضرات کے لیے شکر و سپاس کے جذبات موجزن ہیں جنہوں نے کسی بھی اعتبار سے اس کام میں تعاون کیا ہے۔ وفاقی شرعی عدالت کے ریٹائرڈ جج جناب جسٹس ملک غلام علی صاحب، شعبۂ ابلاغیات پنجاب یونیورسٹی کے سربراہ ڈاکٹر مسکین علی حجازی صاحب اور جامعہ کراچی کے شعبۂ ابلاغِ عامہ کے سربراہ پروفیسر زکریا ساجد صاحب کا میں تہہ دل سے ممنون ہوں۔ ان سب حضرات نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود نہ صرف کتاب کے مسودے کو پڑھنے کی زحمت گوارا کی بلکہ تقریظیں لکھ کر میری حوصلہ افزائی کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سلسلے میں ممتاز صحافی اور دانشور جناب امین راحت چغتائی کا شکریہ ادا کرنا بھی انتہائی ضروری ہے جن کی حوصلہ افزائی، قیمتی مشوروں اور رہنمائی نے میرے اندر اعتماد پیدا کیا اور میں اس کام کو مکمل کر سکا۔

اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل مرحوم نے کتاب کے مسوّدے پر نظرِ ثانی کا وعدہ کیا تھا لیکن ابھی وہ بمشکل نصف مسوّدہ ہی دیکھ سکے تھے کہ سڑک کے ایک حادثے میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ میں اُن کا بھی ممنون ہوں۔

ممتاز صحافی اور ادیب جناب منہاج الدین اصلاحی اور ہفت روزہ آئین کے مدیر جناب مظفر بیگ کا تعاون بھی مجھے حاصل رہا ہے۔ ان کے علاوہ عزیزم جمال حیدر صدیقی نے بھی اس کام میں میری مدد کی ہے۔ میں ان سب حضرات کا بھی شکر گزار ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ آمین!

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلامی نظریۂ صحافت

ڈاکٹر مسکین علی حجازی، چیئرمین شعبۂ ابلاغیات
پنجاب یونیورسٹی لاہور

اس وقت دنیا میں صحافت کے مختلف نظریات موجود ہیں۔ دنیا کے ایک حصے میں ایک نظریے پر عمل ہو رہا ہے تو دوسرے حصے میں دوسرے نظریے پر۔ کچھ عرصے سے اسلامی نظریۂ صحافت پر بھی اسی طرح بحث چل رہی ہے جس طرح اسلام کے سیاسی اقتصادی یا تعلیمی نظام پر چل رہی ہے۔ عالم اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کی منزل تو ابھی دور ہے لیکن اس کے نشاۃِ ثانیہ کی راہ پر گامزن ہونے سے صحافت یا ابلاغیات کے بارے میں اسلام کے تصور کا ذکر بھی چل نکلا ہے۔ مغربی ملکوں میں بھی اسلام کے نظریۂ ابلاغ میں دلچسپی پیدا ہو رہی ہے چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ یہ نظریہ پوری صراحت کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اگرچہ اس کے بعد بھی اس کے عملی نمونے کا مسئلہ حل طلب رہے گا۔

سید عبید السلام زبیدی نے صحافت کے اسلامی تصور کو اُجاگر کرنے کی ایک وقیع

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کی ہے۔ اردو زبان میں یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے۔ مصنف نے اپنی کاوش کو اٹھارہ مختلف عنوانات کے تحت الگ الگ ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

پہلے باب میں صحافت کی تاریخ، ذرائع ابلاغ کی اہمیت، عالمی نظام اطلاعات اور مغربی ذرائع ابلاغ کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس طرح انہوں نے اپنے اصل موضوع کا ضروری اور مفید پس منظر فراہم کیا ہے۔

دوسرے باب میں "صحافت اور اسلام" کے زیر عنوان یہ وضاحت کی ہے کہ اسلام کا نظریۂ ابلاغ کیا ہے۔ مصنف نے اس ضمن میں قرآن مجید کی آیات، احادیث اور بعض مسلم مفکروں کے اقوال پر انحصار کیا ہے۔ مصنف طویل بحث کے بعد یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اسلام کا نظریۂ ابلاغ دوسرے تمام نظریات سے الگ اور منفرد ہے۔ ایک صحیح اسلامی معاشرے میں صحافت کو "امر بالمعروف ونہی عن المنکر" کی روش اپنانا ہوگی اور یہ کام ایک فریضے کے طور پر کرنا ہوگا۔ فاضل مصنف نے جو بحث کی ہے وہ مفید اور معلومات افزا ہے۔

بعد کے ابواب میں انہوں نے صحافت پر پابندیوں، آزادیٔ صحافت کے حدود، صحافت اور ضمیر کی آزادی، صحافت میں عدل واحسان ایسے امور پر بحث کی ہے۔ وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اسلام آزادیٔ اظہار کا حامی ہے لیکن اظہار کی یہ آزادی بہر حال مشروط ہے۔ یہ آزادی حق گوئی کی ضمانت دیتی ہے۔ اسے ذاتی، گروہی یا جماعتی مفادات کے لیے استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ مذکورہ بالا عنوانات پر مفصل بحث سے آزادیٔ صحافت کے تصور کو صحیح طور پر سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اسلام کے نظریۂ ابلاغ کی وضاحت بھی اپنی جگہ ایک اہم خدمت ہے لیکن اس سے زیادہ اہم کام اُن سوالات کے جوابات مہیا کرنا ہے جو اس نظریے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حوالے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی ذرائع ابلاغ کی ملکیت، اُن پر کنٹرول، ان کی پالیسی کا تعین، اُن کو غیر کاروباری بنیاد پر صرف نیکی کے فروغ اور بدی کے سدِ باب کے لیے چلانا، اگر ذرائع ابلاغ حکومت کے دوائر میں ہوں گے تو حق گوئی کا فریضہ کیسے ادا ہو گا۔ اور اگر نجی دوائر میں ہوں تو غیر کاروباری بنیاد پر کیسے چلیں گے ؟ میری رائے میں ان معاملات میں حتمی فیصلہ اجتہاد یا اجماعِ امت کی صورت میں ہی ہو سکتا ہے۔ وقت آنے پر ان سوالات کے جوابات ملنے کی صورت پیدا ہو جائے گی۔

مصنف نے صحتِ خبر کی اہمیت، وقائع نگاری کے آداب، اداریہ نگاری کے آداب، مزاح نگاری کے آداب، فحش نگاری، تصویری صحافت کی شرعی حدود ایسے عنوانات کے تحت مختلف صحافتی مندرجات کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر واضح کیا ہے۔ ان ابواب میں بعض ایسے اصولوں کا ذکر بھی موجود ہے جو آزاد معاشروں میں صحافت کے ضابطہ ہائے اخلاق میں موجود ہیں اور جن میں رپورٹروں، سب ایڈیٹروں، اداریہ نگاروں اور کالم نویسوں کی رہنمائی کے لیے مفید باتیں موجود ہیں۔ اگرچہ اسلام کے نظریۂ ابلاغ کی وضاحت کے بعد مختلف صحافتی مندرجات کا اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جائزہ لینے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، تاہم ان مباحث میں ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے بعض معاملات کی مزید تشریح اور تصریح ہو جاتی ہے۔

مصنف نے ریڈیائی صحافت، تعلقاتِ عامہ اور اشتہاریات کا ذکر بھی الگ الگ ابواب میں کرنا مناسب سمجھا ہے۔ اس پہلو سے پبلسٹی اور پروپیگنڈے کے بارے میں بھی اخلاقی لوازم یا اسلامی تقاضوں کا ذکر ہونا چاہیے تھا۔ اگر اسلام کے نظریۂ ابلاغ کی حتمی صراحت ہو جائے تو پھر ابلاغ کی ہر صورت پر اس کا اطلاق ہو گا۔ اس زاویۂ نگاہ سے بعض مباحث تکرار کی ذیل میں آ جاتے ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سید عبید السلام زینی کی یہ کاوش طویل مدت کی عرق ریزی کا نتیجہ ہے۔ انہوں نے یہ کام مشنری جذبے کے ساتھ کیا ہے۔ ہمارے ہاں آزادیٔ صحافت کے حدود کا مسئلہ اہمیت اختیار کر چکا ہے۔ اِس تصنیف سے اُن حدود کے تعین میں مدد مل سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عالمِ اسلام کے لیے چیلنج

پروفیسر زکریا ساجد صاحب
صدر شعبۂ ابلاغِ عامہ ۔ کراچی یونیورسٹی

صحافت اور ابلاغِ عامہ کے ذرائع کی ترقی و توسیع کے پہلو بہ پہلو متعلقہ علوم و فنون میں علمی و تحقیقی دلچسپی متوقع بھی ہے اور خوش آئند بھی۔ مغربی دنیا میں درسی و نصابی کتب سے قطع نظر ہر سال سینکڑوں کتابیں ذرائع ابلاغ کے قومی و بین الاقوامی اثرات، اخلاقیات اور مسائل کے بارے میں شائع ہوتی ہیں اور رائے عامہ اور ذرائع ابلاغ عامہ کی روز افزوں اہمیت کے باعث تیسری دنیا میں بھی متعلقہ موضوعات کا چرچا عام ہو رہا ہے۔

اصطلاحی معنوں میں صحافت کی ابتدا مغرب میں چھاپے خانے کی ترویج سے ہوئی اس اعتبار سے اس کے ہر پہلو پر مغربی فلسفے اور تہذیبی اثرات کی چھاپ نمایاں ہے۔ پون صدی قبل روس میں اشتراکیت کے ایک نظامِ حیات کے طور پر نافذ ہونے کے بعد پہلی مرتبہ ابلاغِ عامہ کا ایک نیا معاشرتی نظریہ منظرِ عام پر آیا یعنی امریکہ اور یورپ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں حکومت سے آزاد صحافت کا جو نظریہ جزوِ ایمان بنا ہوا تھا اُس کو پہلی مرتبہ اس بنا پر چیلنج کیا گیا کہ ذرائع پیداوار پر جس کی ملکیت ہو گی وہی صحافت و ابلاغِ عامہ کو کنٹرول کرے گا۔ جیسے سرمایہ دارانہ نظام میں اخبارات و رسائل اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن وغیرہ سرمایہ دار افراد یا گروہوں کے مفاد کے لیے کام کرتے ہیں۔ اسی طرح اشتراکی نظام میں اُنہیں اشتراکی نظریۂ حیات کے فروغ و اشاعت اور اشتراکی معاشروں کی حاکم کمیونسٹ پارٹیوں کے مفاد میں کام کرنا چاہیے۔

تیسری دنیا کے ملک سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظریہ ہائے ابلاغ کو پیشِ نظر رکھ کر اپنے یہاں ابلاغ کی موزوں حکمتِ عملی وضع کرنے میں مصروف ہیں اور ہر ملک اس سلسلے میں اپنے ثقافتی اور تمدنی ورثے سے استفادے کو اپنی حکمتِ عملی کا محور بنائے ہوئے ہے۔

عالمِ اسلام کے اربابِ اقتدار اور ماہرینِ ابلاغ و صحافت کو بھی اسی چیلنج کا سامنا ہے کہ کیا صحافت و ابلاغِ عامہ کے قواعد و اصول اور متعلقہ عمرانی مسائل محض سرمایہ داری اور اشتراکیت کے تناظر میں ہی دیکھے جا سکتے ہیں یا ہم اس سلسلے میں اسلامی نقطۂ نظر اور اصول و تعلیمات کا حوالہ بھی دے سکتے ہیں۔ سید عبید السلام زینی نے زیرِ نظر مطالعہ "اسلامی صحافت" میں صحافت اور ابلاغِ عامہ کے بنیادی اور عصری مسائل کو اسلامی نظریۂ حیات اور اصول و تعلیمات کی روشنی میں دیکھنے کی کوشش کی ہے۔

زینی صاحب جو تیرہ چودہ سال سے ریڈیو پاکستان کے مرکزی شعبۂ خبر سے منسلک ہیں، ریڈیو میں آنے سے قبل روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، روزنامہ جاوداں اور روزنامہ تعمیر اور ہفت روزہ ایشیا لاہور سمیت مختلف روزناموں اور ہفت روزوں میں بحیثیت مدیر، سینئر سب ایڈیٹر اور رپورٹر خدمات انجام دے چکے ہیں۔ وہ ایک تجربہ کار صحافی ہیں اور صحافت کے علمی و عملی پہلوؤں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر عبور رکھتے ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں نہ صرف ایک مسلمان صحافی و قائع نگار یا اداریہ نویس کے فرائض و وظائف قرآن و سنت کی تعلیمات کی رو سے متعین کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ حکومت اور متعلقہ اداروں کے دائرۂ کار کی نشاندہی بھی کی ہے۔

اِن دنوں جب پاکستان میں شریعتِ اسلامیہ کے نفاذ کا مسئلہ گہری علمی و عملی دلچسپی کا مرکز ہے، مصنف کا یہ مطالعہ سنجیدہ غور و فکر کا مستحق ہے۔ مجھے امید ہے کہ صحافت و ابلاغِ عامہ سے متعلق ماہرین خواہ ذرائع ابلاغِ عامہ میں عملی حیثیت میں کام کر رہے ہیں یا کسی اور حیثیت میں، اس مطالعہ کو مفید اور فکر انگیز پائیں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱

صحافت کیا ہے؟

رات کی تاریکی میں راستے کے نشیب و فراز سے آگاہی حاصل کرنے، دوست اور دشمن کی پہچان اور اندھیرے کی چادر میں چھپے ہوئے خطرات سے خبردار رہنے کے لیے جس طرح چراغ کی روشنی انسان کی بنیادی ضرورت ہے، اسی طرح دنیا میں قافلۂ حیات کے محفوظ سفر کے لیے ایسے ذرائع کا بہم ہونا ضروری ہے جن سے اہلِ قافلہ کو اپنے ماحول اور گرد و پیش کے حالات و واقعات کے بارے میں بے لاگ اور قابلِ اعتماد معلومات حاصل ہوتی رہیں۔

ان دنوں انسان کی اس بنیادی ضرورت کو پورا کرنے کا ذریعہ اخبار ہے، یہ ذریعہ یعنی خبروں کی ترسیل ہمیشہ اور ہر دور میں کسی نہ کسی شکل میں موجود رہا ہے۔ اُس وقت بھی جب فنِ طباعت شروع نہ ہوا تھا اور موجودہ دَور کے ترقی یافتہ اخباروں کا کوئی تصوّر نہ تھا بادشاہانِ وقت اس مقصد کے لیے اپنے پرچہ نویس اور وقائع نگار مقرر کرتے تھے اور اُن کی مہیا کی ہوئی اطلاعات کی روشنی میں عملی اقدامات کیا کرتے تھے اور جو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطلاعات عام دلچسپی یا عوام کے فائدے کی ہوتیں اُن سے عوام کو بھی ہرکاروں کے ذریعے آگاہ کرتے تھے۔

اخبار خبر کی جمع ہے اور یہ نام اُن قلمی خبرناموں کے لیے اختیار کیا گیا جو اسلام سے قبل کے دور میں ایران کے بادشاہوں کو مملکت کے ہر حصے کی خبریں مہیا کرنے کے لیے مرتب کیے جاتے تھے۔ اس مقصد کے لیے مختلف مقامات پر تعینات کیے جانے والے پرچہ نویس، اخبار نویس کہلاتے تھے۔

اِس ضرورت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور بعد میں خلفائے راشدین کے دورِ سعادت میں بھی محسوس کیا گیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم بھی حالات و واقعات سے باخبر رہنے کا اہتمام فرماتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تو خود راتوں کو گشت کر کے عامۃ المسلمین کا حال جاننے کی کوشش کرتے تھے۔

مفتی محمد شفیع مرحوم، مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ کے رسالے "اخبار مبنی" سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی ایک تحریر "آداب الاخبار" میں فرماتے ہیں:

"حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام اپنی اسلامی برادری کے اخبار و احوال پر مطلع ہونے، کرنے کا اہتمام اس لیے فرماتے تھے کہ مطلع ہو کر مظلوم کی دادرسی، بیمار کی عیادت، ضعفاء کی اعانت، محتاجوں کی امداد کرنے کے لیے ہر قسم کے مادی اور روحانی ذرائع استعمال کیے جائیں اور اگر کسی مادی امداد پر قدرت نہ ہو تو کم از کم دُعا سے اُس کے شریکِ غم ہو جائیں۔"

برصغیر پاک و ہند کے حکمرانوں کے عہد میں بھی قلمی اخبارات کا سلسلہ قائم رہا۔ مغلیہ سلطنت کے زوال کے بعد اس اخباری پیشے سے وابستہ اخبار نویسوں نے حصولِ معاش کے لیے اُمراء اور روساء کو معاوضے پر قلمی اخباروں کی نقلیں فراہم کرنا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شروع کر دیں۔ اسی دوران میں طباعت کی سہولتیں عام ہوئیں اور انگریزی اخبارات کی طرز پر اُردو اخبارات بھی چھپنے لگے۔ پچھلی صدی میں مشینی ایجادات ہوئیں اور ان کے طفیل دنیا کے مختلف ملکوں اور قوموں کے درمیان قریبی رابطے قائم ہوئے۔ ریل، ٹیلی فون، تار برقی، ہوائی جہاز اور لاسلکی مواصلاتی سہولتوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ خبروں کی فراہمی کے نظام میں بھی انقلاب رونما ہوتا گیا۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں چونکہ سب سے زیادہ ترقی یورپ و امریکہ میں ہوئی اس لیے فطری طور پر اخبار نویسی کے فن کو وہیں عروج حاصل ہوا۔ افریقی اور ایشیائی ملکوں میں اس شعبے کی ترقی چونکہ یورپ و امریکہ میں ہونے والی مشینی ایجادات کی مرہونِ منت ہے اور خود صحافت کے میدان میں بھی اُن کی تقلید کی گئی ہے، اس لیے قدرتی طور پر ہماری صحافت پر مغربی صحافت کی چھاپ اور اثرات نمایاں ہیں۔

صحافت اور صحافی کے الفاظ یوں تو عربی زبان کے لفظ صحیفہ سے نکلے ہیں، لیکن ہمارے ہاں انگریزی کے الفاظ جرنل ازم (JOURNALISM) اور جرنلسٹ (Journalist) کے ترجمے کے طور پر ہی رائج ہوئے ہیں۔

صحافت کی اصطلاح اگرچہ موقت الشیوع، یعنی وقفوں سے شائع ہونے والے اخبار یا رسالے کے لیے استعمال ہوتی ہے، لیکن اب ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے بھی خبریں اور حالاتِ حاضرہ پر تبصرے، انٹرویوز اور فیچر نشر ہوتے ہیں اور اُن کی ترتیب و تزئین بھی صحافی ہی کرتے ہیں، اس لیے صحافت کی اصطلاح کا اطلاق اس کام پر بھی ہوتا ہے اور اسے ریڈیائی صحافت کہا جاتا ہے اور اس طرح صحافت کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا ہے۔ اب تو اخبارات و رسائل اور دوسری مطبوعات کے لیے طباعتی ذرائع ابلاغ (Objectvie Reporting) اور ریڈیو، ٹیلی ویژن

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلم، کیسٹ اور دوسرے سمعی اور بصری ذرائع کے لیے برقیاتی ذرائع ابلاغ (Electronic Media) کی اصطلاحات استعمال ہونے لگی ہیں اور اِن سب قسم کے ذرائع ابلاغ پر مشتمل مربوط اور ہمہ گیر نظام کو اطلاعات کا نظام کہا جاتا ہے۔

سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ترقی یافتہ قوموں نے اس نظام کو درجۂ کمال تک پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے اس کی افادیت اور اہمیت کو سمجھنے کیلیے اسے عالمی سطح پر قائم اور منظم کرنے پر بھرپور توجہ دی ہے اور اب وہ اس طاقت سے پورا پورا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ اُن کی قائم کردہ ایجنسیوں سے پوری دنیا میں فائدہ اٹھایا جا رہا ہے اور معلوم دنیا میں اُن کا جال پھیلا ہوا ہے۔

اطلاعات کے اس ترقی یافتہ نظام میں ابلاغ کے وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن کے توسط سے ہر نوعیت کی قومی اور بین الاقوامی خبر، حالات و کوائف اور اطلاعات و معلومات ایک جگہ سے دوسری جگہ اور عامۃ الناس تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اِن ذرائع میں قومی اور بین الاقوامی خبر رساں ادارے، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلمیں، اخبارات رسالے، مصور جرائد، شماریاتی بینک، اشتہارات دینے اور تیار کرنے والے ادارے، کیسٹ، کتابیں، پمفلٹ اور ماہرانہ تبصرے فراہم کرنے والے سنڈیکیٹ شامل ہیں۔

ابلاغ کے ان سب ذرائع کے لیے کام کرنے والے صحافی اور دوسرا متعلقہ عملہ اپنے اپنے فن میں غیر معمولی مہارت رکھتا ہے۔ اُن کی تربیت کے ادارے بھی اطلاعات کے نظام ہی کا ایک حصّہ، بلکہ بہت اہم حصّہ ہیں جو اگر نہ ہوں تو یہ سارا نظام کچھ زیادہ موثر ثابت نہ ہو۔

اطلاعات کے اِس نظام میں خبر رساں اداروں کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسان کے جسمانی نظام میں قلب کو حاصل ہے۔ یہ ادارے صرف خبریں ہی مہیا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے، بلکہ خبروں کا رُخ بھی مہیا کرتے ہیں۔

عالمی سطح پر اہمیت کے اعتبار سے اس وقت پانچ خبر رساں ادارے سب سے ممتاز اور نمایاں مقام رکھتے ہیں جو یہ ہیں رائٹر (برطانیہ) ایسوسی ایٹڈ پریس (امریکہ) یونائیٹڈ پریس انٹرنیشنل یا یو۔پی۔آئی (امریکہ) اژانس فرانس پریس یا اے ایف پی (فرانس) اور تاس (روس)

ساری دنیا میں ان پانچ خبر رساں اداروں کے پانچ سو بیورو اور دفاتر قائم ہیں اور کوئی ایک سو پچیس ممالک میں ان کے پانچ ہزار سے زیادہ نامہ نگار اور نمائندے اطلاعات فراہم کرنے پر مقرر ہیں۔ ہر ادارہ روزانہ ڈیڑھ ملین (پندرہ لاکھ) الفاظ ریڈیو، مواصلاتی سیاروں، ریڈیو ٹیلی ٹیپ (آر۔ٹی۔ٹی) ٹیلکس، ٹیلی گرام، ٹیلی فون ہوائی سروس، سمندری سروس، ریل اور سڑکوں پر چلنے والی ٹرانسپورٹ کے ذریعے دنیا کے مختلف ممالک کو نشریات ارسال کرتا ہے۔ اس کارکردگی کا اندازہ یوں لگایا جاسکتا ہے کہ پاکستان کا خبر رساں ادارہ، ایسوسی ایٹڈ پریس آف پاکستان (اے پی پی) اپنے ٹیلی پرنٹروں کے ذریعے روزانہ چالیس ہزار الفاظ پر مشتمل اطلاعات یا خبریں ارسال کرتا ہے۔ جن کو سب سے زیادہ انگریزی اخبارات استعمال کرتے ہیں اور وہ بھی ایک دن میں دس ہزار سے زیادہ الفاظ استعمال نہیں کر پاتے۔

ترقی یافتہ ملکوں میں اَبلاغِ عامّہ کے فن کو مؤثر بنانے کے لیے بڑے پیمانے پر تحقیق و تدقیق سے کام لے کر نفسیاتِ عامّہ پر مبنی نہایت نفیس، مؤثر اور لطیف طریقے رائج کیے گئے ہیں جن سے لوگوں کی سوچ جامد نہیں ہونے پاتی، زندگی میں تنوع اور دلچسپی برقرار رہتی ہے اور لوگوں کو تفریح بھی حاصل ہوتی رہتی ہے۔

کثیر الاشاعت اور کئی کئی زبانوں میں چھپنے اور ساری دنیا میں پھیلنے والے جرائد اور رسائل پر بڑی حد تک امریکہ، برطانیہ، روس اور جرمنی کی اجارہ داری ہے۔ اسی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بی بی سی، وائس آف امریکہ، وائس آف جرمنی، ریڈیو ماسکو اور ریڈیو بیجنگ بھی ساری دنیا میں سُنے جاتے ہیں۔ خود پاکستان کے دیہی علاقوں تک میں لوگ اِن ریڈیو اسٹیشنوں کی نشریات سنتے ہیں۔

مغربی ممالک میں تیار ہونے والی فلموں کے کیسٹوں کی مانگ بھی پوری دنیا میں ہے جسے نہ صرف ترقی پذیر ملکوں کے ٹیلی ویژنوں پر پیش کیا جاتا ہے، بلکہ عام لوگ اُنہیں اپنے اپنے گھروں میں وی سی آر پر بھی دیکھتے ہیں۔

اطلاعات کے نظام کا ایک اہم عنصر شماریات بینک بھی ہیں جو مختلف ممالک کے متعلق مستند اعداد و شمار جمع کرتے اور اپنے صارفین کو مہیا کرتے ہیں۔ اس قسم کے ادارے صرف مغربی ممالک میں قائم ہیں۔ مشرق میں آج تک ایسا کوئی ادارہ قائم نہیں ہوا۔ اسی ایک بات سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مغرب کے ترقی یافتہ ممالک کے نزدیک اطلاعات کے نظام کی کیا اہمیت ہے اور وہ اس پر کتنی توجہ توجہ دیتے ہیں۔

تصنیف اور تالیف کے میدان میں بھی مغرب سب سے آگے ہے۔ وہاں دنیا کے مختلف حصوں اور علاقوں کے ہر قسم کے حالات اور کوائف کے ماہر تحقیق میں مصروف رہتے ہیں اور ان کی کتابیں اطلاعات کے نظام میں کام کرنے والوں کے لیے مشیر اور رہنما ثابت ہوتی ہیں۔ ہر شعبۂ علم کے لیے ڈکشنریاں اور حوالے کی دوسری کتابیں مرتب کی گئی ہیں جن سے کسی بھی موضوع پر لکھنے میں مدد لی جاسکتی ہے۔

اطلاعات کا یہ ہمہ گیر اور مربوط نظام قومی سطح پر یکجہتی اور استحکام پیدا کرتا ہے، قومی سوچ کا رُخ متعین کرتا ہے، قوم کی فکری تہذیب میں مدد دیتا ہے۔ تحقیق اور تجسس کے جذبے کو اُبھارتا ہے، سیاسی اور ملی شعور بیدار کرتا ہے اور قوم اور معاشرے میں خود اعتمادی اور حوصلہ مندی پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ نیز یہ عوام کو کسی اعلیٰ مقصد کے لیے تیار کرنے کا نہایت موثر ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں یہ بین الاقوامی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سطح پر قوموں کے درمیان آگاہی اور رابطے اور ابلاغ اور تفہیم کا وسیلہ ہونے کے ساتھ ساتھ اعصابی اور نفسیاتی جنگ اور تہذیبی یلغار کا بھی بہترین حربہ ہے۔ اس کے ذریعے نیکی کی تبلیغ بھی کی جاسکتی ہے اور خلقِ خدا کو بہکانے اور پھسلانے کا کام بھی لیا جاسکتا ہے۔

نئی نئی ایجادات کی بدولت اب یہ نظام اس قابل ہو چکا ہے کہ دنیا کے دور دراز علاقوں اور آہنی پردوں کے پیچھے سے نہ صرف اطلاعات حاصل کر سکتا ہے، بلکہ وہاں اطلاعات پہنچا بھی سکتا ہے۔ ہزاروں میل دور بیٹھے ہوئے لوگوں کی رہنمائی بھی کر سکتا ہے اور انہیں گمراہ اور بدراہ بھی کر سکتا ہے۔ اُنہیں حوصلہ اور سہارا بھی دے سکتا ہے اور خوف و ہراس پیدا کر کے اُن کے حوصلوں کو پست اور عزائم کو کمزور کر کے اُن کی صفوں میں دراڑیں بھی ڈال سکتا ہے۔ اتحاد و اتفاق بھی پیدا کر سکتا ہے اور باہمی اختلافات کو ہوا دے کر اُنہیں خانہ جنگی کی آگ میں بھی جھونک سکتا ہے۔

قائدِ اعظم محمد علی جناح نے ۲۴ مئی ۱۹۴۴ء کو سرینگر میں کشمیر کے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا تھا:

"صحافت ایک بڑی قوت ہے جو فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے اور نقصان بھی، اگر یہ ٹھیک نہج پر ہو تو رائے عامہ کی رہنمائی بھی کر سکتی ہے۔"

۱۴ اپریل ۱۹۴۸ء کو سول حکام سے خطاب کرتے ہوئے قائدِ اعظم نے فرمایا تھا:

"صحافت قوم کی ترقی و بہبود کے لیے اشد ضروری ہے کیونکہ اسی کے ذریعے زندگی کے تمام شعبوں میں سرگرمیاں بڑھانے کے لیے قوم کی رہنمائی اور رائے عامہ کی تشکیل کی جاسکتی ہے۔"

ترقی یافتہ ملکوں نے اس حقیقت کو سمجھا اور دل کھول کر صحافت کی ترقی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یے سرمایہ کاری کی۔ اِن ملکوں نے صحافت کو دوسرے مقاصد کے لیے استعمال کیا۔ ایک طرف تو انہوں نے اِس سے اپنی قوم کی رہنمائی، ترقی، استحکام، اتحاد و یکجہتی اور تہذیب و تربیت کا کام لیا اور دوسری طرف بین الاقوامی سطح پر اپنے سامراجی مقاصد پورے کیے۔ پسماندہ قوموں کو ذہنی غلامی میں مبتلا کر کے اُن کا استحصال کیا اور اُن کی تہذیب، قومی روایات، نظریۂ زندگی اور اقدارِ حیات کو خود اُن کی اپنی نظر میں بے وقعت بنا کر رکھ دیا اور اس طرح اس خطرناک ہتھیار سے وہ کام لیا جو بڑی سے بڑی فوجی قوت کے استعمال سے بھی ممکن نہ تھا۔ آج کے زمانے میں اس سارے عمل کو سرد جنگ کا نام دیا گیا ہے اور یہ تیر و تفنگ کے بجائے ذرائع ابلاغ سے لڑی جاتی ہے۔

اس وقت کیفیت یہ ہے کہ عالمی اطلاعاتی نظام میں ابلاغ کے نوّے فیصد ذرائع پر ترقی یافتہ اور سامراجی ممالک کی اجارہ داری ہے اور عملی طور پر یہ ذرائع صیہونی یہودیوں کے کنٹرول میں ہیں جن کی اسلام اور انسانیت دشمنی سے ایک دنیا آگاہ ہے۔ امریکہ اور برطانیہ کے اکثر بڑے اور کثیر الاشاعت اخبارات اور جرائد، خبر رساں ادارے، ریڈیو اور ٹیلی ویژن یہودی سرمایہ داروں کی ملکیت ہیں یا پھر یہ اُن کے نگران اور کرتا دھرتا ہیں، چنانچہ اس طاقت کے بل پر پوری دنیا میں ان کی مرضی چلتی ہے۔ جہاں تک امریکہ کا تعلق ہے وہاں پریس پر قبضہ ہونے کی وجہ سے یہودیوں کا اثر و رسوخ غیر معمولی ہے۔ جہاں کسی نے اُن کی مرضی اور مفاد کے منافی کوئی قدم اٹھایا اور یہ اُس کے خلاف حرکت میں آئے۔ صدر نکسن اور واٹر گیٹ اسکینڈل کی مثال سب کے سامنے ہے۔

سامراجی ممالک خواہ امریکہ اور برطانیہ ہوں یا روس اور فرانس، وہ اپنے مخصوص مفادات رکھتے ہیں اور تیسری دنیا کے ممالک کو اپنی منڈیاں اور چراگاہیں بنائے رکھنا چاہتے ہیں۔ امریکہ اگر انہیں مغرب کی اخلاق باختہ ملحدانہ تہذیب کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رنگ میں رنگنا چاہتا ہے تو روس انہیں کارل مارکس (یہودی) اور لینن کے پیش کیے ہوئے اشتراکی شکنجے میں جکڑنے کے لیے پروپیگنڈے کا جال بچھانے میں مصروف رہتا ہے۔

اِن مذموم کوششوں کی سب سے زیادہ مزاحمت اسلامی ممالک میں ہوتی ہے کیونکہ مسلمان جس دینِ حق کے علمبردار ہیں وہ باطل کی طرح دوئی پسند نہیں بلکہ لاشریک ہے، چنانچہ اسی لیے یہ ممالک صیہونیوں، سامراجیوں اور کمیونسٹوں کی زد پر ہیں۔ سامراجی اطلاعاتی نظام اسلام اور مسلمان قوموں کے خلاف ہمیشہ زہر افشانی کرتا رہتا ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن یہودی اس صورتِ حال کا بطورِ خاص فائدہ اٹھاتے ہیں۔ وہ سرخ و سفید سامراج کی گود میں بیٹھ کر انتہائی پیشہ وارانہ مہارت اور چابکدستی کے ساتھ اسلامی قوتوں کو بدنام اور کمزور کرنے، ان کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کرنے اور مسلم عوام اور خواص کو گمراہ کرنے کا عیارانہ کھیل کھیلتے رہتے ہیں۔

دنیائے اسلام میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریکیں بطورِ خاص ان کی شر انگیزیوں اور خباثتوں کا نشانہ بنتی رہی ہیں۔ مصر میں اخوان المسلمون کی تحریک کو ناصر کے ذریعے ختم کرانے میں یہودی ذرائع ابلاغ نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ ان کے پروپیگنڈے کے باعث پاکستان اور دوسرے ممالک کے بہت سے مخلص مسلمان بھی ایک طویل عرصے تک اس غلط فہمی میں مبتلا رہے کہ اخوان غلطی پر تھے اور جمال عبدالناصر برسرِ حق تھا۔

اطلاعات کے اس ہلاکت آفریں ہتھیار کی کاٹ کا اندازہ اس سے لگائیے کہ مسلمان ہونے کے مدعی چالیس سے زیادہ آزاد و خود مختار ممالک میں سے کسی ایک ملک میں بھی قرآن و سنت کے مطابق نظامِ حکومت قائم نہیں ہے کیونکہ اطلاعات کے اس سامراجی نظام نے مسلمانوں کے اندر خود اسلام کے بارے میں طرح طرح کے شکوک و شبہات پیدا کر کے اُن سے وحدتِ فکر چھین لی ہے، ان کے اتحاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو پارہ پارہ کر دیا ہے، اُنہیں کٹر، بنیاد پرست اور روشن خیال مسلمانوں میں بانٹ دیا ہے۔ اُنہیں سوشلزم اور سرمایہ داری کے حامیوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اُن میں مزدور اور سرمایہ دار کے اختلافات کو ہوا دے کر طبقاتی منافرت پیدا کر دی ہے اور اِس طرح امّتِ مسلمہ کو جسے بُنیانٌ مرصوص ہونا چاہیے تھا بھیڑوں کے ایک منتشر گلے میں بدل کر رکھ دیا ہے۔

ابلاغِ عامّہ کے مغربی اور روسی ذرائع اپنی ان کارستانیوں میں اس لیے کامیاب ہیں کہ عالمی اطلاعاتی نظام پر ان کا تسلّط ہے۔ اطلاعات کے بہاؤ کا رُخ مغرب سے مشرق کی طرف یک طرفہ ہے۔ ترقی پذیر ممالک دنیا کے تین چوتھائی ملکوں پر مشتمل ہیں اور مسلمان دنیا کی کل آبادی کا ایک چوتھائی یعنی کوئی ایک ارب سے زیادہ ہیں پھر بھی اُن کی خبروں کو نظر انداز کیا جاتا ہے اور اُن کے مفادات کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا جاتا۔ یہ ذرائع مغرب کی رائے عامّہ کے سامنے ترقی پذیر ملکوں، خصوصاً مسلم ملکوں کے باشندوں کی جو تصویر پیش کرتے ہیں وہ انتہائی مضحکہ خیز اور گمراہ کن ہوتی ہے۔

چند سال ہوئے یونسکو کے ڈائریکٹر جنرل جناب اَمدُو مہتار ایم۔ بو (Amadou Mahtar M. Bow) نے پانچوں بڑے بین الاقوامی خبر رساں اداروں کے بارے میں اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا تھا:

"ترقی یافتہ ملکوں کے یہ خبر رساں ادارے اپنی اجارہ داری کو ہوشیاری سے ایسی خبریں منتخب کرنے میں استعمال کرتے ہیں جن سے ترقی پذیر ممالک میں صرف نفاق، تناؤ، کشیدگی، پس ماندگی، مار دھاڑ، تشدّد اور بدنظمی ظاہر ہو، یا ایسی خبریں جن سے اچنبھا ظاہر ہو اور وہاں کے حکمران عجوبۂ روزگار نظر آئیں۔ وہ مثبت قسم کے واقعات، اخبار و احوال اور ترقی کے میدان میں اُن کی تگ و دَو کو قطعی نظر انداز کر دیتے ہیں اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ غیر ترقی یافتہ ممالک میں علم و خبر کا رابطہ انہی خبر رساں اداروں سے قائم ہے اور ایک دوسرے کی سرگرمیوں کے متعلق علم انہی کی ارسال کردہ خبروں سے ہوتا ہے جو اکثر و بیشتر صحیح نہیں ہوتا ، لہٰذا جب وہ ان ناہموار آئینوں سے ایک دوسرے کا آئینہ دیکھتے ہیں تو انہیں اپنی شکلیں مسخ شدہ دکھائی دیتی ہیں اور وہ انہیں سچ سمجھنے لگتے ہیں کیونکہ ان کے پاس اُن کی تصدیق کا کوئی اور ذریعہ یا پیمانہ نہیں ہوتا۔"

(نوائے وقت ، ۲۷ دسمبر ۱۹۸۴ء)

سامراجی ملکوں کے یہ خبر رساں ادارے اور نشریاتی ذرائع مسلمانوں کے معاملے میں خصوصیت سے جانبداری برتتے ہیں۔ مظلوم فلسطینیوں کو دہشت گرد اور غاصب و مجرم اور جارح اسرائیل کو مظلوم اور تہذیب کا علمبردار بنا کر پیش کرتے ہیں۔ پاکستان اور بھارت کی جنگ ہو تو بے تکلف لاہور پر بھارت کا قبضہ کرا دیتے ہیں۔ مشرقی پاکستان میں بھارت کی ریشہ دوانیاں بغاوت کی شکل اختیار کرتی ہیں، تو بی بی سی اور مغربی پریس کا رویہ پاکستان کُش ہو جاتا ہے۔ پاکستان کا کوئی حکمران اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات کرتا ہے، تو اسے رجعت پسند، وحشی اور دقیانوسی کہہ کر بدنام کیا جاتا ہے۔ اور جب کوئی سیکولرازم یا سوشلزم کا نعرہ لگاتا ہے، اخلاقی اقدار کو پامال کرتا ہے، قومی ملکیت کے نام پر ملک کی صنعتی اور اقتصادی ترقی کا ناس کر ڈالتا ہے، تو یہ ذرائع ابلاغ اُسے ایشیا کا عظیم لیڈر بنا کر پیش کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ مغربی ذرائع ابلاغ کو اس قسم کی ریشہ دوانیوں میں غیر معمولی مہارت حاصل ہے۔ اس مہارت کو استعمال کر کے انہوں نے جہاں دوسرے ممالک کی طرح ہمارے ملک میں بھی ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو مسلمان ہونے کا مدعی ہونے کے باوجود مغربی اور اشتراکی اقدار اور تہذیب کا دلدادہ ہے اور اسلامی تہذیب و

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقدار کی پابندی کرنے والوں سے بیر رکھتا ہے، وہاں انہوں نے ہماری صحافی برادری میں بھی ایسے لوگ تیار کر دیے ہیں جو اسلام کو رجعت پسندی قرار دیتے ہیں، اسلامی اقدارِ حیات کی پابندی کو پاگل پن اور اسلام کی سربلندی اور احیاء کے لیے کام کرنے والوں کی کردار کشی کو اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں۔

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں صحافت کے فروغ و ترقی میں مغربی صحافت اور اس کے آداب اور طریقوں کو نمونے اور معیار کا درجہ حاصل رہا ہے اور ہمارے صحافیوں نے ان کی تکنیک سیکھنے کے ساتھ ساتھ مغربی صحافت کے لادینی اصول و نظریات اور اخلاقی قدروں کو بھی اپنا لیا ہے۔

اس صورتِ حال کو ہمارے اہلِ علم نے محسوس بھی کیا ہے اور وہ کبھی کبھی جملہ ہائے معترضہ بھی کہتے رہے ہیں، لیکن اس مسئلے کا علمی انداز میں جائزہ لے کر قرآن و سنت کی روشنی میں صحافت کے جامع و مانع اصول مرتب کر دینے کی ضرورت کسی نے کم ہی محسوس کی ہے۔ اگر ایسا کیا گیا ہوتا تو صحافت کے طالب علم اس سے ضرور رہنمائی حاصل کرتے اور ہماری صحافت اور ذرائع ابلاغ کا اپنا ملی تشخص اور کردار قائم ہونے میں بھی مدد ملتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲)

صحافت اور اسلام

صحافت کے بارے میں اسلامی نقطۂ نظر سے غور کرتے ہوئے پہلا سوال ذہن میں یہ آتا ہے کہ صحافت جب انسانی زندگی کی ایک ناگزیر ضرورت ہے اور اِسے معاشرے کے اتنے اہم شعبے کی حیثیت حاصل ہے تو یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام نے اس کے متعلق ضروری اور اصولی ہدایات نہ دی ہوں اور اس کو یونہی آزاد چھوڑ دیا ہو، بالخصوص اس صورت میں کہ تمام انسانوں کو یہ خوشخبری سنائی جارہی ہے :

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا (المائدہ ۵ - ۳)

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تمہارے لیے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔"

اور دین کو مکمل کر دینے کے بعد مطالبہ یہ کیا جارہا ہے :

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً ص وَلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ط اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝

(البقرہ ۲ - ۲۰۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے ایمان والو! تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔"

اِس مطالبے کے ساتھ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم تو اسلام میں جو ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے پورے کے پورے آجائیں اور شعبۂ صحافت کو باہر آزاد چھوڑ دیں۔ مغرب کے دین و دنیا کی ثنویت اور تثلیث کے ملحدانہ اور مشرکانہ عقیدے اور نظریے کی بنیاد پر وجود میں آنے والے معاشرے میں تو ایسا ممکن ہے لیکن عقیدۂ توحید پر قائم معاشرے میں فرد اور ریاست سب ایک ہی ضابطۂ اخلاق کے پابند ہیں۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ کا حکم سب کے لیے عام ہے۔ زندگی کے ہر شعبے اور ادارے کے لیے سرچشمۂ ہدایت ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلام جس کے مطابق سب کو عمل کرنا ہے یہاں نہ کسی کو مطلق آزادی حاصل ہوسکتی ہے نہ قرآن و سنت کی مقررہ حدوں سے تجاوز کرنے کا کوئی سوال پیدا ہوتا ہے۔

پورے کے پورے اسلام میں آجانے کے مطالبے کا منشا یہ ہے کہ "کسی استثناء اور تحفظ کے بغیر اپنی پوری زندگی کو اسلام کے تحت لے آؤ، تمہارے خیالات، تمہارے نظریات، تمہارے علوم، تمہارے طور طریقے، تمہارے معاملات اور تمہاری سعی و عمل کے راستے سب کے سب اسلام کے تابع ہوں۔"

ایسی صورت میں ایک مسلمان صحافی کا فرض ہے کہ وہ صرف اپنی ذاتی زندگی ہی میں اسلام کے احکام و تعلیمات پر عمل نہ کرے بلکہ اپنے پیشہ وارانہ فرائض میں بھی اس بات کو ملحوظ رکھے کہ اُس کا قلم ٹھیک اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے استعمال ہو۔

زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح شعبۂ صحافت میں بھی اسلام کی پیروی کی ضرورت مسلم ہو جانے کے بعد ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو صحافی اپنے پیشہ وارانہ فرائض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک مُسلم صحافی کی حیثیت سے ادا کرنا چاہتا ہے اسے کن اصولوں پر عمل کرنا چاہیئے اور کن باتوں کو اپنانا اور کن چیزوں سے بچتے رہنا چاہیے۔ قرآن وسنت اس بارے میں ہماری کیا رہنمائی کرتے ہیں ؟

اس سوال کا جواب تلاش کرنے کے لیے جب ہم قرآن مجید اور کتب حدیث کی ورق گردانی کرتے ہیں تو ہمیں اُن میں آیات واحادیث کی صورت میں صحافت کا ایک مکمل ضابطۂ اخلاق موجود نظر آتا ہے جس پر عمل کرنے سے صحافت بلاشبہ انسانیت کی فلاح وبہبود، امن وخوشحالی اور ترقی وکامرانی کا ایک نہایت اہم اور مفید ذریعہ ثابت ہوسکتی ہے۔

صحافت کے اس اسلامی ضابطۂ اخلاق سے آگاہی کے لیے ضروری ہے کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ اسلام کی رُو سے صحافت کا مقصد کیا ہے ؟ کیونکہ مقصد کے تعین کے بعد ہی کردار کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

صحافت کا مقصد

مغربی مفکّرینِ صحافت نے صحافت کے جو مقاصد بیان کیے ہیں اُن کا نچوڑ کچھ یوں ہے :

> " اس (صحافت) کا مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو تازہ ترین خبروں سے آگاہ کیا جائے، عصرِ حاضر کے واقعات کی تشریح کی جائے اور اُن کا پس منظر واضح کیا جائے تاکہ رائے عامہ کی تشکیل کا راستہ صاف ہو۔ صحافت رائے عامّہ کی ترجمان اور عکّاس بھی ہوتی ہے اور رائے عامّہ کی رہنمائی کے فرائض بھی سرانجام دیتی ہے۔ عوام کی خدمت اُس کا مقدّس فریضہ ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے صحافت معاشرے کے ایک اہم ادارے کی حیثیت رکھتی ہے۔"

(فنِ صحافت ۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید)

پنجاب یونیورسٹی میں شعبۂ صحافت کے سربراہ ڈاکٹر مسکین علی حجازی نے اس مقصد کو ایک مختصر فقرے میں یوں بیان کیا ہے:

"صحافت اور صحافی کا بنیادی مقصد لوگوں کو معلومات فراہم کرنا' ان کو تعلیم دینا، ان کی رہنمائی کرنا اور اُن کو تفریح فراہم کرنا ہے۔"

صحافت کا یہ مقصد اگرچہ اپنی جگہ درست ہے لیکن جس طرح کسی ملک کے لیے نصابِ تعلیم مقرر کرتے وقت یہ سوال سامنے آتا ہے کہ اس ملک کے لیے کس قسم کے شہری درکار ہیں تاکہ اُسی کے مطابق تعلیم و تربیت کا نصاب تیار کیا جائے۔ اسی طرح صحافت کے معاملے میں بھی یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہمیں کس قسم کی رائے عامہ تشکیل کرنا ہے کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جس قسم کی رائے عامہ کی ضرورت اشتراکی روس کو ہو سکتی ہے، سرمایہ داری کے علمبردار امریکہ کیلیے ویسی رائے عامہ موزوں نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح اسلامی معاشرے کی رائے عامہ اور مادیت پسند معاشرے کی رائے عامہ میں بھی فرق و اختلاف لازمی ہے جس کو نظر انداز کرنے کا نتیجہ معاشرے کے اسلامی تشخص کے خاتمے کے سوا کچھ نہیں نکل سکتا، لہٰذا معلوم ہوا کہ مجرد تازہ ترین خبروں اور معلومات کی فراہمی سے خاص قسم کی رائے عامہ کی تشکیل اور رہنمائی ممکن نہیں، بلکہ اس کے لیے ضروری ہے کہ لوگوں کو جو بھی خبریں یا معلومات فراہم کی جائیں۔ وہ ملک اور معاشرے کے نظریے اور اقدارِ حیات سے ہم آہنگ اور انہیں تقویت پہنچانے والی ہوں' ان کو ضعف پہنچانے والی نہ ہوں مثلاً یہ کہ اسلامی معاشرے کی شیرازہ بندی' رشتۂ اخوت اور معاشرتی عدل و مساوات سے عمل میں آتی ہے۔ اب اگر اسلامی معاشرے کے اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ ایسی اطلاعات اور خیالات عام کرنے لگیں جن سے یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشتے کمزور ہو جائیں، طبقاتی کش مکش کو ہوا ملے اور معاشرتی مساوات کے بجائے اقتصادی مساوات کے نظریے کو فروغ ہو جن سے عزت اور بزرگی کا معیار تقویٰ اور پرہیزگاری کے بجائے دولت اور جائیداد کا زیادہ ہونا قرار پائے تو ایسی خبروں اور اطلاعات کی فراہمی اور خیالات کی اشاعت سے جو رائے عامہ تشکیل پائے گی وہ اسلامی معاشرے کی ترجمان صحافت کا نصب العین ہرگز نہیں ہو سکتی۔

اسلامی نقطۂ نظر سے صحافت کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ تازہ ترین خبروں کی فراہمی اور واقعات و حالات کی تشریح، توجیہہ اور تعبیر کے ذریعے سے رائے عامہ کی اس طرح تشکیل اور رہنمائی کی جائے جس سے خیر اور صداقت کو فروغ اور شر اور باطل کی قوتوں اور منکرات کی بیخ کنی ہو سکے۔

قرآن مجید اور احادیث کی روشنی میں صحافت اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ رضائے الٰہی کے حصول اور آخرت کی نجات اور کامیابی کے لیے انسانوں کو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکتے رہیں۔ شہادت کو نہ چھپائیں، بھلائی کی سفارش کریں، حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہیں، ظالم حکمرانوں کے سامنے حق و انصاف کی بات کہیں اور کسی قیمت پر بھی اُن کی برائیوں کی تائید اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق نہ کریں، حتیٰ کہ اس جہاد اور اصلاح کی کوشش میں اگر اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑیں تو اس کی پروا نہ کریں کیونکہ اس طرح قتل ہونے والا شہید ہوتا ہے۔

اِس سلسلے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات ملاحظہ ہوں:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط

(آل عمران - ۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ (امت) تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و اصلاح کے لیے میدان میں لایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ○ (آلِ عمران - ۱۰۴)

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ○

(البقرۃ - ۲۸۳)

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اُس کا دل گناہ میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ط

(النساء - ۸۵)

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔"

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○

(العصر - ۳)

"اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

افضل الجهاد كلمة عدل (اوحق) عند سلطان جائر ۔ (ابوداؤد ، کتاب الملاحم باب ۔ ۱۷)

"سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف (یا حق) کی بات کرنا ہے"

سيكون عليكم امة يملكون ارزاقكم يحدثونكم فيكذبون ويعملون فيسيئون العمل لا يرضون منكم حتى تحسنوا قبيحهم وتصدقوا كذبهم فاعطوهم الحق ما رضوا به فاذا تجاوزوا فمن قتل على ذالك فهو شهيد ۔

(کنز العمال ج ۶، ص ۲۹۷)

"عنقریب تم پر ایسے لوگ حاکم ہوں گے جن کے ہاتھ میں تمہاری روزی ہوگی، وہ تم سے بات کریں گے تو جھوٹ بولیں گے اور کام کریں گے تو برے کام کریں گے، وہ تم سے اُس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک تم اُن کی برائیوں کی تعریف اور اُن کے جھوٹ کی تصدیق نہ کرو، پس تم اُن کے سامنے حق پیش کرو جب تک وہ اُسے گوارا کریں۔ پھر اگر وہ اس سے تجاوز کریں تو جو شخص اس پر قتل کیا جائے وہ شہید ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت کی دینی ضرورت

صحافتِ اسلامی معاشرے اور رائے عامہ کی تشکیل اور تطہیر کا فریضہ انجام دینے کے علاوہ ایک اور پہلو سے بھی اس کی ایک بنیادی اور ناگزیر ضرورت کو پورا کرتی ہے اور وہ پہلو اسلامی نظامِ حکومت کی یہ عملی ضرورت ہے کہ اسلامی مملکت کے تمام شہری حالات و واقعات اور اُس کے پس منظر سے کما حقہٗ واقف و آگاہ ہوں تاکہ وہ قرآنِ حکیم کے مطابق اپنے اُولی الامر کو مفید اور باصواب مشورے دے سکیں۔ جس آدمی کو کسی درپیش مسئلے کی اہمیت اور پس منظر کا علم نہ ہو، جو کسی پیش آمدہ واقعے کے سیاق و سباق کے بارے میں کچھ نہ جانتا ہو وہ اس کے بارے میں کیسے کوئی رائے قائم کر سکتا ہے اور کس طرح کوئی مفید مشورہ دے سکتا ہے جبکہ اسلام میں مشورہ لینے اور مشورہ دینے کو لازم قرار دیا گیا ہے۔

سورۂ آلِ عمران کی آیت ۔ ۱۵۹ میں خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۔

"دین کے کام میں ان (انتظامی امور میں مسلمانوں) کو بھی شریکِ مشورہ رکھو"

سورۂ شوریٰ کی آیت ۔ ۳۸ میں اہلِ ایمان کی بہترین صفات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَأَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

"وہ اپنے معاملات آپس کے مشورے سے چلاتے ہیں"

مشاورت کی اس اہمیت ہی کی بنا پر اسلام کے نظامِ خلافت کو نظامِ شورائیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کہا جاتا ہے۔

قرآن کے اس ارشاد میں مشورے سے معاملات چلانے کا مطلب مشورہ لینا ہی نہیں مشورہ دینا بھی ہے۔ معاملات کو چلانے کے ذمہ دار شخص یا اشخاص پر جہاں مشورہ لینے کی پابندی لگائی گئی ہے وہیں شریکِ مشورہ لوگوں پر بھی لازم کیا گیا ہے کہ وہ بھی پورے اخلاص اور احساسِ ذمہ داری کے ساتھ مشورہ دیں اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے یا غلط مشورہ دیتے ہیں تو نہ صرف شُوْرٰی بَیْنَھُمْ کا مقصد پورا نہ ہوگا بلکہ وہ ایسا کرکے اللہ کے نزدیک قابلِ مواخذہ بھی ٹھہریں گے۔

اِس شُوْرٰی بَیْنَھُمْ کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ جس معاملے کا جتنے زیادہ لوگوں سے تعلق ہو اُن سب کو شریکِ مشورہ کیا جائے اور اگر زیادہ تعداد ہونے کی وجہ سے سب سے مشاورت ممکن نہ ہو تو ان کے معتمد علیہ نمائندوں کو مشورے میں شریک کیا جائے تمام لوگوں کو معاملے سے متعلق اظہارِ رائے کی مکمل آزادی حاصل ہو اور اُنہیں تمام حالات وواقعات سے مسائل ومعاملات سے پوری طرح باخبر کرنے اور رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ صحافت اس ضرورت کو بطریقِ احسن پورا کرتی ہے۔

جس طرح غلط مشورہ دینا، غلط اور غیر ذمہ دارانہ حرکت ہے اسی طرح خلافِ حقیقت گمراہ کن اور تہذیب وشائستگی کے منافی اطلاعات وخیالات جن سے فساد فی الارض کا اندیشہ ہو، پھیلانا بھی صحیح نہیں ہوسکتا۔ حالات وواقعات اور حقائق کی خبر بلاشبہ ذہنوں کے لیے روشنی کی مانند ہے لیکن جن اطلاعات سے ذہنوں میں اُجالے کے بجائے اندھیرا چھا جاتا ہو اُن کو عام کرنا بھی کوئی اچھا فعل نہیں ہوسکتا۔ صحافت یہ دونوں کام کرتی اور کرسکتی ہے لیکن اچھی اور اسلامی صحافت وہی ہے جو ذہنوں میں اُجالا کرے۔ روشنی سے محروم لوگوں کو روشنی مہیا کرنا ایسا عظیم الشان کام ہے جو اللہ تعالیٰ خود بھی کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ ربانی ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ط وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ لا یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ط اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(البقرۃ ۔ ۲۵۷)

"جو لوگ ایمان لاتے ہیں ان کا حامی و مددگار اللہ ہے اور وہ اُن کو تاریکیوں سے روشنی میں نکال لاتا ہے اور جو لوگ کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں اُن کے حامی و مددگار طاغوت ہیں اور وہ انہیں روشنی سے تاریکیوں کی طرف لے جانے والے لوگ ہیں۔ یہ آگ میں جانے والے لوگ ہیں جہاں یہ ہمیشہ رہیں گے۔"

تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لانے اور راہِ ہدایت دکھانے کا فریضہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد بھی کیا گیا ہے:

الٓرٰ ق كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰی صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ۝ (ابراھیم ۔ ۱)

"ا۔ل۔ر۔ اے محمدؐ، یہ ایک کتاب ہے جس کو ہم نے تمہاری طرف نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لاؤ، ان کے رب کی توفیق سے، اُس خدا کے راستے پر، جو زبردست اور اپنی ذات میں آپ محمود ہے۔"

صرف اللہ اور رسولؐ ہی نہیں، قرآن مجید بھی اندھیرے سے نکال کر اُجالے میں لانے والی کتاب ہے۔ فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيْنٌ يَّهْدِيْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَيَهْدِيْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ (المائدہ ۵ - ۱۵-۱۶)

"تمہارے پاس اللہ کی طرف سے روشنی آگئی ہے اور ایک ایسی حق نما کتاب جس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو جو اُس کی رضا کے طالب ہیں، سلامتی کے طریقے بتاتا ہے اور اپنے اذن سے اُن کو اندھیروں سے نکال کر اُجالے کی طرف لاتا ہے اور راہِ راست کی طرف اُن کی رہنمائی کرتا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ مومن صحافی وہی ہے جو اللہ اور رسولؐ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے لوگوں کو حالات و واقعات کی ٹھیک ٹھیک خبریں مہیا کرے اور اس طرح انہیں تاریکی سے نکال کر روشنی میں لانے کا فرض انجام دے۔

قرآنِ پاک میں روشنی کو خبر بھی کہا گیا ہے۔ ممتاز صحافی جناب محمد صلاح الدین "اسلامی معاشرے میں ذرائع ابلاغ کا کردار" کے موضوع پر اپنے مقالے میں اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"روشنی درحقیقت خبر ہی کا دوسرا نام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاءِ کرام کے ذریعے ہمیں اندھیرے سے نکال کر جس روشنی میں پہنچایا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے وجود، اس کی وحدانیت، اُس کے جملہ صفات، آخرت میں اُس کے حضور پیشی اور پھر جزا و سزا کے طور پر جنت اور جہنم کی زندگی سے متعلق خبر ہی تھی جو ہمیں پہنچائی گئی اور اس مصدقہ خبر سے محرومی کی صورت میں ہم اندھیرے میں تھے۔ صحیح خبر پہنچانے ہی کی بنا پر خدا کے رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک نام مخبرِ صادق بھی ہے۔ خبر روشنی ہے اور بے خبری اندھیرا، اور یہ بھی ذہن نشین کر لیجیے کہ روشنی انسدادِ جرائم کا سب سے بڑا اور موثر ذریعہ ہے۔ اندھیرا ہر مجرم کی بنیادی ضرورت، اُس کا سب سے بڑا سہارا اور اُس کا مضبوط ترین محافظ ہے۔ ہر مجرم خواہ وہ رشوت خور ہو، خائن اور چور ہو، زانی اور شرابی ہو، ملاوٹ، اسمگلنگ اور کم تولنے کا مرتکب ہو، تخریب کار، وطن دشمن اور بیرونی ایجنٹ ہو، ان سب کی مشترکہ ضرورت اِخفاء اور اندھیرا ہے۔ خبر اور روشنی ان کی موت ہے۔"

روشنی کو عام کرنا بظاہر بہت آسان بات ہے ہوتی ہے لیکن حقیقت میں یہ شہادت گہِ اُلفت میں قدم رکھنے کی بات ہے۔ طاغوت جس کا کام کفر کرنے والوں کو روشنی سے اندھیرے میں لے جانا ہے، وہ کسی کے روشنی پھیلانے کو بھلا کب گوارا کر سکتا ہے۔

اِس صورتِ حال کا تقاضا یہ ہے کہ اخبارات یا صحافی کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض ادا کرتے ہوئے نیکی کو نیکی کہنے اور اُسے فروغ دینے اور بدی کو بدی کہنے اور اُسے مٹانے کے لیے اپنی تمام تر قوتوں کو بروئے کار لانے کی مکمل آزادی ہو۔ اس مطلوبہ آزادی کے بغیر صحافت اپنا کردار ٹھیک سے ادا نہیں کر سکتی۔ وہ پابند رہ کر جس رائے عامہ کی تشکیل کرے گی وہ ناقص ہو گی اور اس طرح صحافت کا اصل مقصد ہی فوت ہو جائے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳)

صحافت پر پابندی کیوں؟

جب پاکستان بنا تو جہاں پوری قوم آزادی کے احساس سے سرشار تھی وہاں پاکستان کے اخبارات اور صحافی بھی جنہوں نے قیامِ پاکستان اور حصولِ آزادی کے لیے اپنے قلم کا بھرپور استعمال کیا تھا' یہ سمجھ رہے تھے کہ قلم پر قدغنوں اور پابندیوں کی سیاہ رات گزر چکی ہے اور اب جبکہ آزادی کا سورج طلوع ہو چکا ہے' اُن کے قلم کو آئندہ کبھی آزمائش اور ابتلا سے دوچار نہیں ہونا پڑے گا مگر اُن کی یہ خوش فہمی عارضی ثابت ہوئی اور پاکستان میں قائم ہونے والے نظامِ حکومت میں مضمر خرابیوں کی صورتیں ایک ایک کر کے رنگ لانے لگیں۔

کیفیت یہ تھی کہ عوامی سطح پر قوم کی اکثریت مسلم لیگ کے پرچم تلے متحد تھی اور وہ شدت سے اس بات کی منتظر تھی کہ اُس سے پاکستان میں قرآن و سنت کی بنیاد پر خلافتِ راشدہ کے طرز کی اسلامی حکومت قائم کرنے کا جو وعدہ کیا گیا تھا وہ کب پورا ہوتا ہے!

دوسری طرف مسلم لیگ کے لیڈر حضرات تھے جن میں قائدِ اعظم اور چند مستثنیات کے سوا اکثر وہ لوگ تھے جو زمیندار اور جاگیردار طبقے سے تعلق رکھتے تھے جنہیں انگریز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خدمت اور وفاداری کے صلے میں سر اور خان بہادر قسم کے خطابات اور جاگیروں سے نوازا گیا تھا اور جو قیام پاکستان کی منزل کو قریب آتے دیکھ کر مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کر کے اُس کی قیادت پر مسلط ہو گئے تھے مگر جو اپنی ذہنی مرعوبیت اور مفاد پرستانہ تربیت کی وجہ سے خود کو عوام سے اور مغربی تہذیب کو اسلام سے برتر اور بہتر تصور کرتے تھے اور مغربی طرز زندگی کے عادی ہو جانے کے باعث عوام اور اسلام دونوں کے غلبہ اور اقتدار سے خائف تھے۔

یہی حالت انگریز سے ورثے میں ملنے والی افسر شاہی کے کارپردازوں کی تھی ۔ جس وقت قوم کے جوان انگریز اور ہندو سے آزادی حاصل کرنے کی جدوجہد میں مصروف تھے، افسر شاہی کے یہ کارپرداز مقابلے کا امتحان دے کر انگریز کا دست و بازو بننے اور اپنی قوم پر اُس کے سامراجی تسلط کو مستحکم بنانے کی خدمت انجام دینے میں مصروف اپنی ترقی اور کامیابی کے خواب دیکھ رہے تھے۔ اپنے سامراجی ماضی کی وجہ سے انتظامیہ کے ان حکام اور سر اور خان بہادر قسم کے سیاسی لیڈروں میں ذہنی یگانگت پیدا ہونا لازمی تھا، لہٰذا یہ ذہنی یگانگت پیدا ہوئی، اور بعد میں ایوب خاں جیسے طالع آزما فوجی جرنیل بھی اس گٹھ جوڑ میں شریک ہو گئے جو درحقیقت پاکستان میں اسلام اور جمہوریت کا راستہ روکنے کے لیے وجود میں آنے والا محاذ تھا۔

اِس محاذ نے جان لیا تھا کہ مسلمانوں کو ماضی میں جب اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے کے لیے رائے دہی کا حق دیا گیا تو اُنہوں نے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لیے قیام پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا اور اب بھی اگر اُنہیں جمہوری طور پر فیصلہ کرنے کا موقع ملا تو وہ اسلامی نظام کے حق میں ہی فیصلہ دیں گے۔ اس کے باوجود کہ یہ محاذ مغربی جمہوریت کے خلاف نہ تھا وہ جمہوریت کا راستہ روکنے پر خود کو مجبور پا رہا تھا کیونکہ اب اُسے اسلام اور جمہوریت، لازم و ملزوم نظر آ رہے تھے اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام کے آجانے کی صورت میں اُسے دینی اور اخلاقی قدروں سے آزاد تعیّش کی زندگی چھوڑ کر اپنی پوری زندگی میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت اختیار کرنا پڑتی جو اس نفس پرست محاذ سے تعلق رکھنے والوں پر بہت گراں بات تھی۔

اس محاذ نے اس صورتِ حال کو سامنے رکھ کر اپنا جو لائحۂ عمل مرتب کیا اس میں آئین بنانے میں ٹال مٹول سے کام لینے، انتخابات کو ملتوی کرتے چلے جانے، جمہوریت کو بدنام کرنے، سیاسی عمل کی راہ روکنے، معاشرے میں مغربی تہذیب کی قدروں کو رواج دینے، اسلام کو ملّا کا اسلام کہہ کر بدنام کرنے، مختلف ذرائع سے بے حیائی، عریانی اور فحاشی کی اشاعت کے ذریعے معاشرے کو اپنے رنگ میں رنگ کر خود کو اُس کے احتساب سے بچانے اور مغرب پرست طبقے کی بالادستی کے تسلسل کو مستحکم اور قائم رکھنے کے لیے سرکاری سرپرستی میں انگلش میڈیم اور یورپین ٹائپ اسکولوں کے قیام کی حوصلہ افزائی کرنے کا مربوط اور طویل المدت پروگرام بھی شامل تھا۔

اسلام اور جمہوریت کے مخالف اس محاذ کے کارناموں پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے نزدیک ردّ و قبول کا معیار صرف یہ تھا کہ کون مغرب کے سیکولرازم کا کتنا حامی ہے؛ یہی وجہ ہے کہ ایک غیر مسلم آنجہانی سر ظفر اللہ خاں کو ۱۹۵۳ء کی زبردست تحریک کے باوجود وزارتِ خارجہ کے منصب سے نہیں ہٹایا گیا۔ نظریۂ پاکستان کے دشمن ڈاکٹر خان صاحب کو جیل سے نکال کر مغربی پاکستان کا وزیرِ اعلیٰ مقرر کیا گیا اور مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کو اسلامی دستور کا مطالبہ کرنے پر پہلے ۱۹۴۸ء میں سیفٹی ایکٹ کے تحت جیل میں ڈال دیا گیا اور ۱۹۵۳ء میں اُن کو تختۂ دار پر لٹکانے کی سازش کی گئی۔ دستور ساز اسمبلی سے قوانین تو روز بنوائے جاتے رہے لیکن اسلامی آئین کی تدوین کا کام قراردادِ مقاصد کی منظوری سے آگے نہیں بڑھنے دیا گیا اور جب ۱۹۵۶ء میں کسی نہ کسی طرح آئین بنا بھی تو اس قرارداد کو اُس کا جزو نہ بننے دیا گیا۔ اس آئین کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحت بھی جب انتخابات ناگزیر ہو گئے تو انتخابات کی نوبت آنے سے پہلے مارشل لا لگا کر اُسے منسوخ کر دیا گیا۔

اس محاذ نے اپنی حکمرانی اور من مانی کی راہ میں حائل ہر ادارے کی آزادی سلب کرنے کی کوشش کی۔ مقننہ کی آزادی پر پہلی ضرب غلام محمد نے ایوب خاں کی درپردہ شہ اور حمایت کے ساتھ دستوریہ کو توڑ کر لگائی۔ پھر سکندر مرزا نے یہی کام کیا، ایوب خاں کے دور میں جو اسمبلیاں قائم ہوئیں ان کے سروں پر ہمیشہ فوج کی تلوار لٹکتی رہی۔ پھر یحییٰ خان نے انتخابات کرائے تو اسمبلی کا اجلاس ہی نہ ہونے پایا، حتیٰ کہ خود پاکستان دولخت ہو گیا۔ بچے کھچے پاکستان میں جو اسمبلی بنی اُس پر بھٹو صاحب نے مارشل لا اور ہنگامی حالت کی تلوار لٹکائے رکھی اور جب قومی اتحاد کی تحریک کے نتیجے میں فضا ایک بار پھر اسلامی نظام کے حق میں ہموار ہوئی تو یہ محاذ ایک بار پھر اسلامی نظام کے داعی کا روپ دھار کر مارشل لا کے تسلسل کو آگے بڑھانے کے لیے میدان میں آ گیا۔

عدلیہ کی حالت بھی مقننہ سے کچھ مختلف نہیں رہی۔ غلام محمد کے زمانے میں اسے پہلی بار مداہنت پر مجبور کیا گیا۔ ایوب خاں اور بھٹو اسے بے دست و پا بناتے رہے اور اب صدر ضیاء الحق کے مارشل لا کے ضابطوں نے تو قانون کے ہاتھ بالکل باندھ کر رکھ دیے ہیں۔

جلد انصاف مہیا کرنے کے نام پر کسی پر فوجی عدالت میں مقدمہ چلایا جاتا ہے تو کسی کو شرعی عدالتوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے اور کسی کو دورِ غلامی کے قوانین کے مطابق فیصلے کرنے والی عدالتوں میں پیشیاں بھگتنے کے لیے چھوڑ دیا جاتا ہے۔ مارشل لا کے ضابطوں کو شریعت سمیت ہر قسم کے قوانین پر بالادستی حاصل ہے۔

اُدھر سیاست کا حال سب سے نرالا ہے۔ سیاسی جماعتیں مدت سے کالعدم ہیں۔ سیاسی عمل شجرِ ممنوعہ ہے۔ جلسے اور جلوس کی اجازت ۱۹۸۵ء کے قومی اور صوبائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسمبلیوں کے غیر جماعتی انتخابات کے امیدواروں کو انتخابی مہم کے لیے بھی نہیں ملی۔ رہے بنیادی حقوق اور شہری آزادیاں تو مارشل لا کی موجودگی میں اُن کا کیا ذکر!

ایسے حالات میں صحافت کی آزادی کیونکر باقی رہ سکتی ہے جس محاذ نے قوم کے دوسرے ہر قسم کے بنیادی حقوق اور شہری آزادیوں کو برقرار نہیں رہنے دیا وہ اظہارِ رائے جیسے اہم بنیادی حق کو کیسے گوارا کر سکتا تھا۔ صحافت کو پابہ زنجیر اور اسیر بنانے کے لیے جو طریقے اور ہتھکنڈے برطانوی سامراج کو بھی نہیں سوجھے تھے وہ پاکستان پر مسلط ہونے والے حکمرانوں نے پوری ڈھٹائی سے استعمال کیے۔

انگریز نے اخبارات کو کنٹرول کرنے کے لیے دو قوانین نافذ کیے تھے:

۱۔ رجسٹریشن آف بکس اینڈ نیوز پیپرز ایکٹ۔

۲۔ پریس ایمرجنسی پاورز ایکٹ۔

۱۹۴۳ء میں ان قوانین کو یکجا کر کے 'قانونِ مطبوعات و صحافت' کے نام سے ایک نیا قانون نافذ کیا گیا۔ ۱۹۶۴ء میں اس قانون میں ترامیم کی گئیں اور اسے اور زیادہ "جامع" بنا دیا گیا۔ اس کے خلاف اخبارات نے ملک گیر ہڑتال کر کے سخت احتجاج کیا، لیکن یہ قانون بدستور نافذ ہے۔

اس کے علاوہ ضابطۂ تعزیراتِ پاکستان کی بعض دفعات کا تعلق بھی صحافت سے ہے جس میں دفعہ ۱۲۴۔ الف، دفعہ ۱۵۳۔ الف اور دفعہ ۵۰۵ شامل ہیں۔ پھر کچھ اور قوانین بھی ہیں، مثلاً سرکاری راز ظاہر نہ کرنے کا قانون، قانون تعلقاتِ خارجہ، بلیک گرافی ایکٹ، پوسٹ آفس ایکٹ، سمندری کسٹمز ایکٹ، سیکورٹی آف پاکستان ایکٹ کی دفعات گیارہ اور بارہ کے تحت اخبارات پر سنسر لگایا جا سکتا ہے، امنِ عامہ کا آرڈیننس، توہینِ عدالت اور ازالۂ حیثیتِ عرفی کے قوانین، ضابطۂ تعزیرات پاکستان کی دفعات ۴۹۹ تا ۵۰۲ اسی قانون ازالۂ حیثیتِ عرفی سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس قانون میں ترمیم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاداش میں کوڑے برسائے گئے اور گردنیں قلم کی گئیں۔

آج پورے عالمِ اسلام میں اظہارِ رائے پر جو پابندیاں لگی ہوئی ہیں اور اخبارات اور صحافت کی آزادی سلب ہے تو اس کی وجہ یہی ہے کہ کسی ایک مسلم ملک کے حکمران بھی ایسے نہیں ہیں جن کو اُس ملک کے اہل الرائے مسلمانوں نے اپنی آزاد رائے اور مرضی سے معروف طریقے پر منتخب کیا ہو۔ یا وہ ان حکمرانوں کا اُن کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی بنا پر دل سے احترام کرتے ہوں۔ سب کے سب حکمران اِلّا ماشاء اللہ چور دروازوں سے آکر اپنے ملک کے عوام پر مسلط ہیں اور مسلط رہنے کے لیے بیرونی سہاروں کے محتاج ہیں۔ اُنہیں اگر کوئی خطرہ ہے تو اپنے عوام سے ہے۔

ایسی صورت میں بھلا وہ انہیں اظہارِ رائے اور تنقید کی آزادی کیسے دے سکتے ہیں۔ وہ اپنے اندر آئینہ دیکھنے کا حوصلہ کیسے پیدا کریں؟

ایوب خاں کے دور میں اخبارات کو زنجیروں میں جکڑنے کے ذمہ دار سیکرٹری اطلاعات اور اب برطانیہ سے شائع ہونے والے جریدے ساؤتھ SOUTH کے مدیر جناب الطاف گوہر ۱۹۸۵ء کے اوائل میں پاکستان آئے تو انہوں نے ادارۂ نوائے وقت کی دعوت پر ایک چھ رکنی پینل کے سوالوں کے جواب میں معذرتیں پیش کرتے ہوئے بہت سی دیگر باتوں کے علاوہ مغربی صحافت کے بعض اہم پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور ایک فرق یہ بیان کیا:

"ہمارے ہاں صحافت کی مشین میں ابھی جذبہ باقی ہے مثلاً ایک قدر جو ہمارے ملک میں ابھی تک موجود ہے کہ صاحب فلاں بڑا بہادر آدمی ہے اُس نے فلاں بات لکھ کر بڑی ہمت کا ثبوت دیا ہے۔ مغرب میں یہ بات نہیں وہاں اگر کوئی صحافی یہ بات کہے کہ میں نے بڑی بہادری سے یہ لکھا ہے یا کوئی اور اُس کے بارے میں کہے کہ موصوف نے فلاں بات بڑی ہمت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے لکھی ہے تو وہاں یہ بڑی نامعقول سی بات سمجھی جائے گی۔"

الطاف گوہر صاحب نے یہ فرق بیان تو کر دیا لیکن اس بات پر غور نہیں فرمایا کہ اس فرق کا سبب کیا ہے۔ تیسری دنیا اور مغربی ملکوں کی صحافت میں یہ فرق اس لیے نہیں ہے کہ ہمیں صحافت کا ہنر نہیں آتا یا یہ کہ ہم کوئی ایسی تحریر لکھنے کی اہلیت سے محروم ہیں جس میں کوئی عقل کی بات، کوئی تجزیہ یا کوئی خبر موجود ہو؛ بلکہ اس فرق کا باعث ملکی حالات، معاشرتی ماحول اور سیاسی فضا کا وہ اختلاف ہے جو ترقی یافتہ ملکوں اور تیسری دنیا کے ممالک میں پایا جاتا ہے۔ صحافت خلا میں نہیں ہوتی۔ پابندیوں کے ماحول میں چھپنے والے اخبار کا آزادی کی فضا میں شائع ہونے والے اخبارات سے مختلف ہونا قدرتی بات ہے۔

امریکہ اور برطانیہ میں کام کرنے والے صحافیوں کو آزادی سے سوچنے، جاننے اور لکھنے کا مکمل حق حاصل ہے کیونکہ وہاں کے حکمران عوام کی آزاد رائے اور مرضی سے جمہوری طریقے سے منتخب ہوتے ہیں اور انہیں یہ یقین ہوتا ہے کہ اگر ہم نے کوئی غلط روش اختیار کی تو عوام ناراض ہو کر ہمیں حکمرانی کے منصب سے معزول اور محروم بھی کر سکتے ہیں۔ امریکہ کے صدر نکسن اور واٹر گیٹ اسکینڈل کا واقعہ اس کی ایک واضح مثال ہے۔

اس کے برعکس تیسری دنیا کے زیادہ تر حکمران سازش اور فوجی انقلاب کے ذریعے سے برسر اقتدار آتے ہیں۔ کسی کے گھر پر اگر کوئی شخص ناجائز طریقے سے قابض ہو جائے تو وہ گھر کے مالک پر کیسے اعتماد کر سکتا ہے اس کو تو اصل خطرہ ہی مالک سے ہو گا۔ یہی سبب ہے کہ مسلم ممالک کے حکمران اپنے اپنے عوام سے ڈرتے ہیں۔ انہیں زیادہ سے زیادہ دبا کر اور بے دست و پا کر رکھنے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔ ان کی اس خواہش کی تکمیل میں آزادیٔ صحافت چونکہ ایک بہت بڑی رکاوٹ ہے اس لیے وہ اس کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہر قیمت پر سلب کر لینے کے درپے رہتے ہیں۔ اس گھٹن کے عالم میں جب کوئی صحافی یا اخبار ہمت کر کے کچھ لکھ دیتا ہے اور جیل کی ہوا کھاتا ہے تو بجا طور پر لوگ اس کی عزیمت اور بہادری کی تعریف کرتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ گھٹن اور جبر کے ماحول میں زبان کو لقوہ ہو جاتا ہے۔ تخلیقی صلاحیتیں کُند ہو جاتی ہیں اور صحافت عوام کی ترجمانی کے منصب سے گر کر حکمرانوں کی خوشامدی لونڈی بن جاتی ہے اور بالآخر ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔ جس سے شر کی قوتوں اور مُجرموں کو کُھل کھیلنے کا موقع ملتا ہے۔ نیکی کی راہ میں رکاوٹیں آ کھڑی ہوتی ہیں اور بدی دندنانے لگتی ہے۔ ایسی حالت میں جب کوئی زبان بے جھجک اور بے لاگ انداز میں بات کرتی ہے تو اس پر لوگوں میں استعجاب کا پیدا ہونا نہ کوئی خامی اور کمزوری ہے نہ خلافِ توقع!

جناب الطاف گوہر نے اپنے مذکورہ بالا انٹرویو میں بتایا:

"ابھی کوئی چھ ماہ قبل لندن میں ایک سیمینار ہوا تھا جس میں دنیا بھر سے وہ لوگ اکٹھے ہوئے تھے جنہوں نے پچاس کے عشرے میں آمرانہ اور فوجی نظام کی حمایت کرتے ہوئے کہا تھا کہ یہ نظام پسماندہ ملکوں کے لیے بہتر رہے گا اور اس سے ان ملکوں کی ترقی کی راہیں کھلیں گی، مگر اب وہ سب اس بات پر متفق تھے کہ آمرانہ نظام میں انسانوں کی فکری سطح پست ہو کر رہ جاتی ہے۔"

ایوب خاں کے بارے میں انہوں نے بتایا کہ:

"میں نے جب ۱۹۶۳ء میں سیکرٹری اطلاعات کا چارج سنبھالا تو دیکھا کہ ایوب خاں ایک حیرت زدہ اور ڈرے ہوئے آدمی تھے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ پانچ سال تک مارشل لا کے دور میں چپ چاپ کان دبائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کرنے والے اخبارات کو کیا ہوا ہے کہ آئین آتے ہی مارشل لا اٹھتے ہی ایک طوفان آگیا ہے[1] اور ایک میٹنگ میں جب وہ بہت آگ بگولا ہو

---

[1] یہ صورتِ حال جبر کے ماحول میں ہمیشہ پیش آتی رہی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اہلِ عزیمت جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہہ کر سرخ رُو ہو جاتے ہیں اور کمزور لوگ برے کو برا سمجھنے کے باوجود زبان سے کلمۂ حق ادا نہیں کرتے۔

ان کے علاوہ ایک گروہ بے ضمیر مفاد پرستوں کا ہے جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ مشہور فرانسیسی فاتح نپولین بوناپارٹ کو جب انگریزوں نے شکست دے کر ایک دور دراز جزیرے میں نظر بند کر دیا تو فرانس کے ٹوڈی اخبارات نے خوب زہر اگلا لیکن کچھ ہی عرصے بعد نپولین قید سے فرار ہو کر ایک بڑی فوج اکٹھا کرنے میں کامیاب ہو گیا اور دوبارہ فرانس پر قبضے کے لیے چڑھائی کی۔

اس واقعے کے بارے میں فرانس کے ٹوڈی اخبارات کی چند سرخیاں ملاحظہ فرمائیے۔ فرار کی خبر پر :

"وحشی درندہ اپنے قید خانے سے بھاگ نکلا"

نپولین جب فرانس کی سرحدوں کی طرف بڑھا تو ان اخباروں کی سُرخی تھی :

"قاتل فرانس کی طرف پیش قدمی کر رہا ہے"

اور جب وہ فرانس میں داخل ہو گیا تو انہوں نے سرخی جمائی :

(بقیہ حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے تھے میں نے اُن سے کہا کہ جناب پریس جو بھی کرے ہمیں ایک حد سے آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ مگر آپ یہ بات یاد رکھیے کہ کوئی تنہا ایوب خاں کا معاملہ نہیں تھا۔ فوجی حکمران دنیا میں جہاں بھی ہیں پریس کو دبوچ کر رکھنا چاہتے ہیں۔"

اس بات کے جواب میں کہ مارشل لا کی حکومت کی حمایت آپ نے محض سرکاری سطح پر نہیں کی بلکہ اس میں آپ کی ذات بھی ملوث تھی، الطاف گوہر صاحب نے اس کا اعتراف کیا اور بتایا:

"ملازمت سے علیحدگی کے بعد پہلے تین برس تک میں مدافعت کرتا رہا۔ اُس کے بعد ایک اور دور آیا جس کے دوران میں میں شدید کھنچاؤ کا شکار رہا۔ پچھلے دو برس، میں سمجھتا ہوں کہ میری رہائی کے سال تھے۔ ان دو برسوں میں مجھے عرفان ہوا کہ میں ایک غلط بات کے لیے جواز کیوں تراشتا پھروں؛ اب بھی اگرچہ مکمل طور پر میں اس سحر سے نہیں نکلا۔ اگر کوئی ایوب خاں کی ذات کے بارے میں کوئی بات کرے تو مجھے ناگوار ضرور گزرتی ہے، مگر اب میں یہ بات سمجھ گیا ہوں کہ جو نظام انسانوں کی اکثریت کے لیے

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ)

"نپولین بوناپارٹ فرانس میں وارد ہو گیا۔"

اور پھر جب وہ پیرس سے صرف چند میل کے فاصلے پر رہ گیا تو ان اخباروں نے جلی حروف میں سرخی لگائی:

"عالی مرتبت، جہاں پناہ، شہنشاہِ فرانس، کل پیرس میں جلوہ افروز ہو رہے ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابلِ قبول نہ ہو اگر کوئی اس کے استحکام کی خاطر کام کرتا ہے تو جتنا زیادہ یہ کام کرے گا اُس کی ذات کے لیے اتنا ہی زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ اُس کی اپنی ذات اور صلاحیتیں اُس میں دب جائیں گی۔"

ترقی یافتہ ملکوں مثلاً برطانیہ میں شہری آزادیوں کے حصول کے لیے کی جانی والی جدوجہد کئی صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ اہلِ برطانیہ نے بادشاہت اور پاپائیت کے جبر و ستم سے نجات حاصل کرنے کے لیے غیر معمولی قربانیاں دی ہیں جس کے بعد جاکر وہ موجودہ منزل تک پہنچنے میں کامیاب ہو سکے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آج جب وہاں مخالف خیالات رکھنے والا کوئی شخص بھی محض اپنے نظریات کی بنا پر گرفتار ہو جائے تو سب اس کی حمایت میں اٹھ کھڑے ہوتے ہیں اور ہنگامہ ہو جاتا ہے۔ وہاں اخبارات امن ہی نہیں جنگ کے دنوں میں بھی حکومت کے خلاف لکھتے ہیں۔ فاک لینڈ کی جنگ کے دوران میں اور اس کے بعد بھی برطانیہ کے اخبارات حکومت کی پالیسیوں کو ہدفِ تنقید بناتے رہے مگر کسی نے انہیں غدار قرار نہیں دیا۔

ہم نے مشرقی پاکستان کھو دینے کے باوجود اُس کے اسباب اور نتائج و عواقب سے عوام کو آگاہ کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ آج تک پردۂ اخفاء سے باہر نہیں آئی۔ ستمبر ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بہت سے پہلو ابھی تک سربستہ راز بنے ہوئے ہیں لیکن برطانیہ میں فاک لینڈ کی معمولی سی جنگ کے بارے میں بھی یہ معلوم کرنے کے لیے کہ آیا جنگ کرنے کا فیصلہ اور اس سے متعلق دوسرے فیصلے غلط تھے یا درست، کئی کمیٹیاں قائم کی گئیں اور اس کے ہر پہلو پر بحثیں ہوئیں۔

امریکہ میں جہاں صحافت پر یہودی چھائے ہوئے ہیں واشنگٹن سے ایک پرچہ نیو ری پبلک (NEW REPUBLIC) نکلتا ہے جو کٹر صیہونی خیالات کا حامل ہے مگر لبنان میں فلسطینیوں کے صابرہ اور شتیلہ کیمپوں پر اسرائیلی فوج اور لبنانی عیسائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملیشیا کے وحشیانہ مظالم کے بارے میں اُس نے جو تجزیہ کیا وہ کسی بھی عرب یا یورپی اخبار کے مقابلے میں زیادہ سخت اور آزادانہ تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکی اور یورپی اخبارات میں عریاں اور فحش مضامین اور تصویریں بھی چھاپی جاتی ہیں۔ ذرائع ابلاغ شہوات کے ترجمان بنے ہوئے ہیں اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، لیکن اس کی وجہ ان کی مادہ پرست تہذیب اور اخلاق باختہ معاشرے کی نفسانیت پر مبنی قدریں ہیں۔ اُنہوں نے تجربے کی بنیاد پر یہ تو معلوم کر لیا کہ اظہارِ رائے ایک بنیادی حق ہے جس پر کوئی پابندی نہیں ہونا چاہیئے لیکن وہ ان حقائق تک نہیں پہنچ سکے جن تک پہنچنے کے لیے وحی کی رہنمائی ضروری ہے۔ سائنس لیبارٹری میں یہ تو معلوم کیا جا سکتا ہے کہ خنزیر کے گوشت کے لحمیاتی اجزا کیا ہیں اور کس نوعیت کے ہیں مگر یہ بات کہ وہ انسانی اخلاق پر کس قسم کے مہلک اثرات چھوڑتا ہے اور اس سے بچنا کیوں ضروری ہے؟ ہمیں صرف وحیِ الٰہی ہی کے ذریعے معلوم ہو سکتی ہے۔

واقعہ یہ ہے کہ زندگی کے کسی معاملے میں بھی وحی کی ہدایت و رہنمائی کے بغیر عادلانہ رویہ اختیار ہی نہیں کیا جا سکتا اور نہ زندگی کے کسی ایک شعبے کو دوسرے شعبوں سے الگ تھلگ کر کے منظم کیا جا سکتا ہے۔ زندگی ایک وحدت ہے جس کی تقسیم قانونِ فطرت کے منافی اور نظامِ زندگی میں اختلال پیدا کرنے کا باعث ہے۔

معاشرے کو صحافت سے اور صحافت کو معاشرے سے الگ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا۔ معاشرے میں آزادی اور حریت کا بول بالا ہو گا تو صحافت بھی آزاد ہو گی۔ صحافت کی آزادی معاشرے کو صحت مند رکھتی ہے اور صحت مند معاشرہ صحافت کی آزادی کا محافظ ہوتا ہے۔ صحافت کی آزادی کی مثال روشنی اور تازہ ہوا کی سی ہے جو زندہ رہنے کے لیے انسان کی بنیادی ضرورت ہے، البتہ یہ اصول کہ کسی چیز کی بھی زیادتی اچھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوتی۔ آزادیٔ صحافت کے لیے بھی اتنا ہی صحیح ہے جتنا زندگی کے کسی اور شعبے میں آزادیٔ عمل کے لیے۔ یہی وہ نکتہ ہے جہاں پہنچ کر ایک مسلمان صحافی کو یہ جاننے کی ضرورت پیش آتی ہے کہ دینِ فطرت نے اس شعبے میں کتنی آزادیٔ عمل عطا کی ہے اور وہ کیا حدود ہیں جن کے اندر رہ کر ہی ایک مسلمان صحافی کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض انجام دینے چاہئیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴

آزادیٔ صحافت کے حدود

اسلام میں آزادیٔ صحافت کی حقیقت جاننے کے لیے ہمیں پہلے یہ معلوم کرنا ہوگا کہ اس کارگاہِ عالم میں خود حضرت انسان کا مرتبہ و مقام کیا ہے؟ کیونکہ جب تک منصب کا تعین نہ ہو اختیارات کی تعیین بھی نہیں ہو سکتی۔

قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین میں اپنا خلیفہ یعنی نائب بنایا ہے:

وَهُوَ الَّذِي جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَبْلُوَكُمْ فِيْ مَآ اٰتٰىكُمْ۔

(الانعام - ۱۶۵)

"وہی ہے جس نے تم کو زمین کا خلیفہ بنایا، اور تم میں سے بعض کو بعض کے مقابلے میں زیادہ بلند درجے دیئے، تاکہ جو کچھ تم کو دیا ہے اُس میں تمہاری آزمائش کرے۔"

اس آیت میں لفظ خلیفہ نہیں بلکہ جمع کا صیغہ خَلٰٓئِف استعمال ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ نوعِ انسانی من حیث المجموع بھی اور اُس کا ہر فرد الگ الگ بھی اللہ تعالیٰ کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلیفہ ہے۔ لفظِ خلیفہ کا مطلب ہے:

"جو کسی کی مِلک میں اس کے تفویض کردہ اختیارات اُس کے نائب کی حیثیت سے استعمال کرے۔ خلیفہ مالک نہیں ہوتا بلکہ اصل مالک کا نائب ہوتا ہے۔ اس کے اختیارات ذاتی نہیں ہوتے بلکہ مالک کے عطا کردہ ہوتے ہیں، وہ اپنے منشا کے مطابق کام کرنے کا حق نہیں رکھتا بلکہ اس کا کام مالک کے منشا کو پورا کرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ خود مالک بن بیٹھے اور تفویض کردہ اختیارات کو من مانے طریقے سے استعمال کرنے لگے یا اصل مالک کے سوا کسی اور کو مالک تسلیم کر کے اس کے منشا کی پیروی اور اس کے احکام کی تعمیل کرنے لگے تو یہ سب غداری اور بغاوت کے افعال ہوں گے۔" (تفہیم القرآن جلد اوّل ص۔ ۶۲)

اِس تشریح سے معلوم ہوا کہ نوعِ انسانی کے ہر فرد کا منصب خلافت ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ نے خلیفہ مقرر کرتے ہوئے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے، اس لیے لامحالہ اسی نسبت سے انسانوں کے اختیارات میں بھی کمی بیشی ہوگی اور اسی کے مطابق انہیں اپنے اپنے دائرے میں آزادیٔ عمل بھی حاصل ہوگی۔ آزادیٔ عمل کے یہ حدود کیا ہیں، اس کی بھی وضاحت فرما دی گئی ہے:

اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً ۪ وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ (البقرہ ۲۰۸)

"تم پورے کے پورے اسلام میں آجاؤ اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔"

یعنی زندگی کے ہر شعبے، ہر معاملے اور ہر قدم پر اللہ اور اس کے رسولؐ کے مقرر کردہ حدود کے اندر رہ کر عمل کرو اور ان حدود کو توڑ کر شیطان کی پیروی نہ کرو۔ یہ حکم جس طرح ملّتِ اسلامیہ کے کسی ایک فرد کے لیے ہے اُسی طرح اُس کے گروہوں، طبقوں، شعبوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اداروں کے لیے بھی ہے، جن میں اخبارات اور دوسرے ہر طرح کے ذرائع ابلاغ بھی شامل ہیں۔

معلوم ہوا کہ اسلام میں مطلق آزادی نہ فرد کو حاصل ہے نہ جماعت کو، نہ اس کی گنجائش ہے، سب کے سب اپنے خالق و مالک کے منشا کے مطابق عمل کرنے کے پابند ہیں، البتہ یہ ضرور ہے کہ اسلام کے دائرے میں رہتے ہوئے انہیں جو آزادی حاصل ہے وہ ان کا بنیادی حق ہے جسے اُن سے کوئی سلب نہیں کر سکتا۔ یہاں اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو یہ آزادی دی گئی ہے کہ وہ سرِ عام عمرؓ سے یہ باز پرس کر سکے کہ ایک ایک چادر جو سب کے حصے میں آئی تھی اُس سے تو کُرتا نہیں بن سکتا تھا تم نے یہ کُرتا کیسے بنا لیا؟ حتیٰ کہ ایک بڑھیا بھی خلیفہ کو نہ صرف ٹوک سکتی ہے بلکہ اُس کا گریبان بھی تھام سکتی ہے۔ ایسا اس لیے ہے کہ یہاں سبھی لوگ اور ادارے ایک ہی مالک کے نائب اور بندے ہیں اور اس کا منشا پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ صحافت کو اگر اپنی جائز حدود سے تجاوز کرنے کی اجازت نہیں ہے تو حکمران بھی صحافت پر کوئی ناروا پابندی نہ لگانے کے پابند ہیں۔ حد سے تجاوز کرنے پر دونوں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کے مرتکب ہو کر اللہ کے غضب اور عذاب کے مستحق ٹھہریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے اگر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو فرض قرار دیا ہے اور اُس کے رسولؐ نے ظالم حکمران کے سامنے کلمۂ حق کہنے کو افضل جہاد کہا ہے تو اس کے لیے انہوں نے مطلوبہ آزادی بھی فراہم کر دی ہے اور اِس آزادی کو امتِ مسلمہ کے ہر فرد کے بنیادی حقوق میں شامل کر دیا ہے۔ فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَلَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۚ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰى اَنْ تَعْدِلُوْا ۚ وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۝

(النساء - ۱۳۵)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری اپنی ذات یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے تنقید کی نہ صرف آزادی دی ہے بلکہ تنقید نہ کرنے کو نہایت بُرا طرزِ عمل قرار دیا ہے۔ سورۂ المائدہ میں ارشاد ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝

(المائدہ - ۷۸-۷۹)

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی راہ اختیار کی اُن پر داؤدؑ اور عیسیٰؑ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی کیونکہ وہ سرکش ہو گئے تھے اور زیادتیاں کرنے لگے تھے انہوں نے ایک دوسرے کو برے افعال کے ارتکاب سے روکنا چھوڑ دیا تھا بُرا طرزِ عمل تھا جو انہوں نے اختیار کیا۔"

جب کسی معاشرے میں بگاڑ شروع ہو اور اسے برداشت کر لیا جائے، اس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف کوئی آواز بلند نہ ہو اور غلط کار لوگوں کو معاشرے میں کسی ملامت کا سامنا نہ کرنا پڑے تو خرابی جڑ پکڑ لیتی ہے اور پھیل کر رہتی ہے لیکن اجتماعی ضمیر زندہ ہو تو رائے عام کا دباؤ خرابی کو پھیلنے نہیں دیتا۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک برے افعال پر نہ ٹوکنا بجائے خود برا طرزِ عمل ہے اور ایسا طرزِ عمل اختیار کرنے والے ملعون ہیں۔ رہے وہ لوگ جو اللہ کی دی ہوئی تنقید کی اس آزادی کو سلب کریں تو ان کا جرم تنقید نہ کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ فرمایا:

وَلَا يُضَآرَّ كَاتِبٌ وَّلَا شَهِيْدٌ ۭ وَاِنْ تَفْعَلُوْا فَاِنَّهٗ فُسُوْقٌۢ بِكُمْ ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ

(البقرہ ۲-۲۸۲)

"کاتب اور گواہ کو ستایا نہ جائے، ایسا کرو گے تو گناہ کا ارتکاب کرو گے۔ اللہ کے غضب سے بچو۔"

اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ کسی شخص کو دستاویز لکھنے یا اس پر گواہ بننے کے لیے مجبور نہ کیا جائے اور یہ بھی کہ کوئی فریق کاتب یا گواہ کو اس بنا پر نہ ستایا جائے کہ وہ اس کے مفاد کے خلاف صحیح شہادت دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فریضۂ شہادتِ حق کے لیے اظہارِ رائے کی آزادی کو جہاں ایک مومن کا بنیادی حق قرار دیا ہے جس کو کسی طرح بھی سلب نہیں کیا جا سکتا وہاں یہ بھی ہدایت کی ہے کہ بات حکمت، متانت، وقار اور شائستگی سے کی جائے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

(احزاب ۔ ۷۰)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو اور صاف سیدھی بات کیا کرو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (النساء-۸)

"اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔"

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَعْلَمُ اللّٰهُ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا۔ (النساء-۶۳)

"اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ اُن سے تعرض مت کرو انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو اُن کے دلوں میں اتر جائے۔"

یعنی یہ جاننے کے باوجود کہ فلاں شخص یا گروہ مخلص نہیں ہے یا منافق ہے اور جو کچھ زبان سے ظاہر کر رہا ہے وہ اس کے دل کی آواز سے مطابقت نہیں رکھتا اُسے اس کا یہ نفاق جتانے کی ضرورت نہیں بلکہ ضرورت اس بات کی ہے کہ اُسے پورے اخلاص کے ساتھ تثبت انداز میں نصیحت کی جائے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا جا رہا ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط

(النحل-۱۲۵)

"اے نبیؐ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔"

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجا گیا تو کہہ دیا گیا:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا۔ (طٰہٰ-۴۴)

"تم دونوں اُس سے نرمی سے بات کرنا۔"

اگر اس احتیاط کے باوجود کوئی شخص خواہ وہ صاحبِ اقتدار ہی کیوں نہ ہو امر بالمعروف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ونہی عن المنکر کے فریضے کی ادائیگی میں رکاوٹ بنے یا شہادتِ حق سے باز رکھنے کی کوشش کرے تو اس کا حکم نہ مانو۔ اس تنازعہ کو حل کرنے کا طریق کار بھی قرآنِ مجید میں طے کر دیا گیا ہے۔ فرمایا:

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ۔

(النساء۔ ۵۹)

"پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اُسے اللہ اور رسولؐ کی طرف پھیر دو"

مطلب یہ کہ جب جھگڑا پیدا ہو تو معاملہ عدالت میں لے جایا جائے جو قرآن و سنت کے مطابق فریقین میں فیصلہ کر دے گی۔

اسلامی نظام میں فرد، ریاست اور اخبارات سبھی احکام و حدود کے پابند ہوتے ہیں، سب کا مقصد خیر کا فروغ اور شر کا انسداد ہوتا ہے، سب کے حقوق و فرائض اور دائرہ ہائے کار متعین ہوتے ہیں۔ کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی حد سے تجاوز کرے یا اللہ کی مقرر کردہ حد کو توڑے۔ اگر کوئی ایک فریق ایسا کرتا ہے تو دوسرے پر اُس کی مزاحمت کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تحدید و توازن (Check and Balance) کا یہ ایسا نظام قائم کر دیا ہے جس کی پابندی سے معاشرے میں کبھی کوئی خرابی جڑ نہیں پکڑ سکتی۔

صحافت کی آزادی کو محدود یا سلب کرنے کی ایک صورت تو یہ ہے کہ اخبار یا صحافی کے قلم پر خارجی طور پر قدغنیں لگائی جائیں۔ مثلاً حکومتِ وقت سنسر کی پابندی لگا دے یا کوئی ظالم شخص یا گروہ اُنہیں خیر و صداقت کی تبلیغ اور باطل پر تنقید سے روکنے کے لیے اُن کو ستائے اور دھونس دھاندلی سے کام لے۔ صحافت کی آزادی کو محدود کرنے والی دوسری شکل یہ ہے کہ اخبار یا صحافی خود کسی لالچ کے تحت اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی کریں۔ ظلم ہوتا دیکھیں لیکن مصلحتوں کے تحت مُہر بلب رہیں۔ رنگ و نسل، زبان یا علاقے کی عصبیت انہیں انصاف کی بات کہنے سے روک دے، اشتہارات کا لالچ دین و ملت کے مفادات کو نظر انداز کرنے پر مجبور کر دے اور مالی مفاد اور ملازمت کی خاطر اپنے ضمیر اور عقیدے کے خلاف لکھنا اور شائع کرنا قبول کر لیں۔

صحافت کی آزادی کو محدود کرنے کی پہلی صورت میں پیدا ہونے والے تنازعہ کو تو عدالت میں لے جایا جا سکتا ہے لیکن دوسری صورت میں صحافت کی آزادی پر پہرے بٹھانے والوں کا معاملہ مختلف ہے۔ مقدمہ ان پر بھی چلے گا لیکن دنیا کی عدالت میں نہیں۔ اُن کی فردِ جرم اُن کے نامۂ اعمال کی صورت میں فرشتے تیار کر رہے ہیں اور ایک دن آئے گا جب انہیں دادِ محشر کی عدالت میں اپنے کیے کی جواب دہی کرنا ہوگی جہاں اُن کا قلم خود اُن کے خلاف فریادی ہوگا، اُن کا وجود اُن کے خلاف شہادت دے گا اور جہاں وہ اپنے کیے کی جزا اور سزا پا کر رہیں گے۔

اِسی طرح اگر کوئی اخبار یا صحافی کسی مفاد کے عوض وہ بات لکھتا ہے جو حق اور امر بالمعروف نہیں ہے تو یہ ایک مذموم بات ہوگی۔ قرآن میں آتا ہے:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۭ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(النحل۔ ۹۵)

"اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے نہ بیچ ڈالو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔"

اِسی طرح یہ بھی صحیح نہیں ہے کہ آدمی مدعی تو ہو مسلمان ہونے کا لیکن اپنا زورِ قلم کسی باطل نظریے یا ازم کی حمایت میں صرف کرے اور جھوٹ کو سچ ثابت کر کے لوگوں کو گمراہ کرے۔ ایسا کرنا اللہ کے بندوں کے شایانِ شان نہیں ہو سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ (الفرقان-۷۲)

"(اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے"

اسلامی معاشرے میں صحافت مغربی معاشرے کی طرح مادر پدر آزاد نہیں ہوتی۔ یہاں وہ بھی اُسی ضابطۂ اخلاق کی پابند ہوتی ہے جس کی پابندی معاشرے کے افراد اور دوسرے اداروں پر لازم ہے لیکن جہاں تک خیال و رائے کے اظہار اور تنقید و احتساب کی آزادی کا تعلق ہے اسلام نے اس کا جس طرح اہتمام اور حوصلہ افزائی کی ہے اس کی مثال دنیا کا نہ کوئی اور مذہب پیش کر سکتا ہے نہ کوئی جدید نظام! اسلام واحد دین ہے جس نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو ایک مسلمان کا دینی فرض ہی نہیں بنیادی حق بھی قرار دیا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵

صحافت اور ضمیر کی آواز

انسان کے اندر موجود حاسۂ اخلاق کو ضمیر کہتے ہیں جس کی مثال ایک کمپیوٹر کی سی ہے۔ جس طرح کمپیوٹر میں اعداد و شمار اور معلومات فراہم کر دی جاتی ہیں اور وہ ضرورت کے وقت آدمی کو اُن سے آگاہ کرتا رہتا ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی ہر آدمی کے اندر ایک کمپیوٹر لگا رکھا ہے جسے قرآن پاک میں نفسِ لوّامہ کا نام دیا گیا ہے اور عام اصطلاح میں ضمیر کہا جاتا ہے۔ اس کمپیوٹر میں اللہ تعالیٰ نے بدی اور پرہیزگاری الہام کر رکھی ہے۔ قرآن کہتا ہے:

فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰهَا۔ (الشمس-۸)

"پھر (نفسِ انسانی پر) اُس کی بدی اور اُس کی پرہیزگاری الہام کر دی"

سورۃ القیامہ میں اِس کمپیوٹر سسٹم کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے:

وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ۔ (القیٰمۃ-۲)

"اور نہیں، میں قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی"

یعنی انسان کے اندر ایک نفسِ لوّامہ موجود ہے جو برائی کرنے پر اسے ملامت کرتا ہے اس لیے کوئی متنفس یہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے تو برائی کا علم ہی نہ ہو سکا، یا یہ کہ مجھ سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو لوگوں نے یہ کہا تھا کہ یہ کام اچھا ہے۔ قرآن مجید کا کہنا ہے :

بَلِ الْاِنْسَانُ عَلٰی نَفْسِهٖ بَصِیْرَةٌ ۝ وَّلَوْ اَلْقٰی مَعَاذِیْرَهٗ ۝ (القیامۃ ۔ ۱۴، ۱۵)

"بلکہ انسان خود ہی اپنے آپ کو جانتا ہے چاہے وہ کتنی ہی معذرتیں پیش کرے۔"

ایک صحابی حضرت وابصہؓ بن معبد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نیکی اور گناہ کی حقیقت اِن الفاظ میں بتائی :

یا وابصۃ استفت قلبک واستفت نفسک البر ما اطمانّ الله النفس والاثم ما حاك فی القلب و تردّد فی النفس وان افتاك ۔

(سیرت النبی ۔ جلد پنجم ۔ مسند احمد بن حنبل)

"اے وابصہؓ ! اپنے دل سے پوچھا کر، اپنے نفس سے فتویٰ لیا کر، نیکی وہ ہے جس سے دل اور نفس میں طمانیت پیدا ہو اور گناہ وہ ہے جو دل میں کھٹکے اور نفس کو اُدھیڑ بن میں ڈالے، اگرچہ لوگ اس کا کرنا جائز ہی کیوں نہ بتائیں۔"

نیکی سے طمانیت کا احساس اور گناہ کے خیال سے دل میں کھٹک پیدا ہونے کا یہ خودکار نظام برابر ٹھیک کام کرتا رہتا ہے، لیکن جب آدمی اس نظام کے انتباہ کے باوجود غلط کام کرنے لگے اور اس خدائی واعظ و ناصح کی نصیحتوں پر کان دھرنا چھوڑ دے تو یہ نظام زنگ آلود ہو کر غیر مؤثر ہو جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کیفیت کو اس طرح بیان فرمایا ہے :

ان العبد اذا اخطأ خطیئۃ نکتت فی قلبہ نکتۃ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوداء فاذا هو نزع واستغفر وتاب صقل قلبه و
ان عاد زيد فيها حتىٰ يعلو قلبه ۔ (جامع ترمذی)

"بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں داغ کا ایک سیاہ نکتہ پڑ جاتا ہے، تو اگر اُس نے پھر اپنے کو اُس گناہ سے علیٰحدہ کر لیا اور خدا سے مغفرت مانگی اور توبہ کی تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر اُس نے پھر وہی گناہ کیا تو وہ داغ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ پورے دل پر چھا جاتا ہے۔"

اس کے بعد فرمایا یہی وہ زنگ ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے:

كَلَّا بَلْ سكته رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

(المطففین۔۱۴)

"ہرگز نہیں، بلکہ در اصل ان لوگوں کے دلوں پر اُن کے برے اعمال کا زنگ چڑھ گیا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حالتۂ اخلاقی کی تشریح ایک تمثیل میں اس طرح کی ہے:

"اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم کی مثال ایک ایسے راستے کی مانند بیان فرماتا ہے جس کے دونوں طرف دو دیواریں کھنچی ہوئی ہیں اور ان دونوں دیواروں میں کھلے ہوئے دروازے موجود ہیں جن پر پردے پڑے ہوئے ہیں۔ اِس راستے کے سرے پر ایک آواز دینے والا آواز دے رہا ہے کہ اس پر سیدھے چلے چلو اور اِدھر اُدھر نہ مڑو۔ اس کے علاوہ ایک پکارنے والا اوپر بھی موجود ہے اور جب کوئی راستہ چلنے والا شخص چاہتا ہے کہ ان میں سے کسی دروازے کو کھولے تو اوپر موجود پکارنے والا پکار کر کہتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے وقوف! خبردار دروازہ نہ کھولنا، اگر تو دروازہ کھولے گا تو تجھے پھر اس میں داخل ہونا پڑے گا۔"

پھر آپؐ نے اس ضرب المثل کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"یہ راستہ اسلام ہے اور اس کے دونوں طرف کھلے ہوئے دروازے اللہ تعالیٰ کی محرمات ہیں اور یہ پردے اس کی حدود ہیں اور راستے کے سرے پر پکارنے والا قرآن ہے اور اوپر کا پکارنے والا خدا کا وہ واعظ ہے جو ہر مومن کے قلب میں ہے۔"

(مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اس ضمیر کا زندہ ہونا آدمی کے ایمان کی دلیل ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تمہاری نیکی تم کو خوشی بخشے اور تمہاری بدی تم کو غمگین کر دے تو تم مومن ہو۔" (مسند احمد بن حنبل، مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

"جس کو نیکی خوش اور برائی غمزدہ بنائے وہ مومن ہے۔"

(کنز العمال)

"جس شخص نے جب کوئی برا کام کیا تو اس کو اُس سے نفرت ہوئی، اور جب کوئی اچھا کام کیا تو اس کو اُس سے مسرت ہوئی تو وہ مومن ہے۔"

(مستدرک حاکم، کتاب الایمان)

اس بحث سے معلوم ہوا کہ آدمی کا ضمیر اسے نیکی پر ابھارتا اور برائی پر ملامت کرتا ہے اور اس معاملے میں وہ واعظِ خدا ہونے کی بنا پر کبھی مداہنت سے کام نہیں لیتا۔ اس لیے آدمی کو ہمیشہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق کام کرنا چاہیے اور اس معاملے میں کسی مصلحت، کسی دباؤ، کسی خوف اور لالچ کو خاطر میں نہ لانا چاہیے۔ ضمیر کی آواز کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاف کام کرنا اور اُس کو دبا دینا نہ صرف گناہ اور بداخلاقی ہے بلکہ شرفِ انسانیت سے گری ہوئی بات بھی ہے۔ جو شخص ایسا کرتا ہے وہ خود اپنے آپ سے خیانت اور غداری کرتا ہے۔ قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے :

وَلَا تُجَادِلْ عَنِ الَّذِيْنَ يَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ خَوَّانًا اَثِيْمًا ۝ (النساء۔ ۱۰۷)

"جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم ان کی حمایت نہ کرو۔ اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت پیشہ ہو۔"

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"جو شخص دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے وہ دراصل سب سے پہلے خود اپنے نفس کے ساتھ خیانت کرتا ہے کیونکہ دل و دماغ کی جو قوتیں اُس کے پاس بطور امانت ہیں اُن پر بے جا تصرف کر کے وہ اُنہیں مجبور کرتا ہے کہ خیانت میں اُس کا ساتھ دیں اور اپنے ضمیر کو جسے اللہ نے اس کے اخلاق کا محافظ بنایا تھا اس حد تک دبا دیتا ہے کہ وہ اس خیانت کاری میں سدِ راہ بننے کے قابل نہیں رہتا۔ جب انسان اپنے اندر اس ظالمانہ دست برد کو پایۂ تکمیل تک پہنچا لیتا ہے تب کہیں باہر اُس سے خیانت و معصیت کے افعال صادر ہوتے ہیں۔" (تفہیم القرآن)

ضمیر کی آزادی کے حق کو خود اللہ تعالیٰ نے بھی تسلیم کیا ہے وہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ کسی شخص کو زبردستی کسی بات کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائے خواہ وہ توحید و اسلام ہی کیوں نہ ہو۔ ارشاد ہوتا ہے :

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔ (البقرہ ۔ ۲۵۶)

"دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ایک اور مقام پر فرمایا:

اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝

(یونس - ۹۹)

"پھر کیا تو لوگوں کو مجبور کرے گا کہ وہ مومن ہو جائیں"

اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان لانے اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہونے کا مطلب اللہ اور اُس کے رسولؐ کے ساتھ یہ عہد کرنا ہے کہ اب ہم حق و انصاف کا رویہ اپنائیں گے اور کوئی ایسی بات نہ کہیں گے، نہ کریں گے جس سے اللہ اور رسولؐ کی نافرمانی لازم آتی ہو، لیکن اگر کوئی شخص اپنے قلب و ضمیر کی آمادگی کے ساتھ ایمان لانے کو تیار نہ ہو تو زبردستی اُسے کلمہ پڑھانا نہ مفید ہے اور نہ خود اللہ اور اُس کا رسولؐ اِسے پسند کرتا ہے، بلکہ اللہ کے رسولؐ تو ایمان لانے والوں سے بھی یہ کہتے ہیں کہ ہماری بھی اطاعت تم صرف اچھی باتوں میں کرو گے۔ حضرت عبادہ بن صامت سے مروی ہے:

"آپؐ کے صحابہ کی ایک جماعت بیٹھی تھی۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ سے اس بات پر بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے، چوری نہ کرو گے، زنا نہ کرو گے، اپنی اولاد کو قتل نہ کرو گے، نہ کسی پر ایسا بہتان باندھو گے جسے تم نے دیدہ دانستہ گھڑ لیا ہو اور کسی اچھی بات میں خدا اور اس کے رسولؐ کی نافرمانی نہ کرو گے۔ پس جو کوئی تم میں سے اس عہد کو پورا کرے گا اُس کا ثواب اللہ کے ذمے ہو گا اور جو کوئی ان باتوں میں سے کسی میں مبتلا ہوا اور دنیا میں اس نے سزا بھی پالی تو یہ سزا اُس کا کفارہ ہو جائے گی اور جو ان باتوں میں مبتلا ہو اور اللہ اس کو دنیا میں پوشیدہ رکھے تو وہ اللہ کے حوالے ہے، چاہے معاف کرے چاہے سزا دے پس ہم سب لوگوں نے اس شرط پر بیعت کر لی تھی"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس حدیث کے ان الفاظ سے "اور کسی اچھی بات میں خدا اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی نہ کرو گے" یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو بات اچھی نہ ہو اُس میں اللہ اور رسولؐ نے اپنی اطاعت کو بھی جائز نہیں رکھا۔ کجا کہ کسی اور کی اطاعت کا سوال پیدا ہو۔ حالانکہ اللہ اور اُس کا رسولؐ کسی کو غلط بات کا حکم دے ہی نہیں سکتے۔

اس حدیث کی رو سے کسی صحافی کو ہرگز کوئی ایسی بات کہنا اور لکھنا نہیں چاہیے جو اُس کے ضمیر کی آواز کے خلاف ہو اور جس سے دین کے مقرر کیے ہوئے حدود کی خلاف ورزی ہوتی ہو۔ اُسے ایسے ہر داخلی اور خارجی دباؤ کی مزاحمت کرنا چاہیے جو اُس کے ضمیر کی آزادی کو سلب کرنے کے لیے اُس پر ڈالا جائے۔

عملی صحافت میں ایسے کئی سخت مقام آتے ہیں۔ جہاں ایک عامل صحافی کو یہ سوال درپیش ہوتا ہے کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق عمل کرے یا وہ کچھ کرنے کے لیے تیار ہو جائے جس کی تائید اُس کا ضمیر نہیں کرتا۔ یہ سوال کبھی کسی شخص یا گروہ کی حمایت اور مخالفت کے معاملے میں سامنے آتا ہے۔ کبھی کسی مضمون یا خبر کو چھاپنے اور نہ چھاپنے کے سلسلے میں پیش ہوتا ہے اور کبھی کسی اخبار کی پالیسی کے مطابق کام کرنے یا نہ کر سکنے کے بارے میں فیصلہ کرتے ہوئے پیدا ہوتا ہے۔ ان میں سے ہر صورت دو حالتوں سے خالی نہیں ہوتی۔ ایک طرف ضمیر کے مطابق کام کرنے میں ملازمت کے چلے جانے سے لے کر جان جانے تک خطرات ہوتے ہیں اور دوسری طرف گوناں گوں مالی اور مادی مفادات کا سبز باغ لہلہا رہا ہوتا ہے۔ اس امتحان و آزمائش میں صرف وہی صحافی پورے اترتے ہیں اتر سکتے ہیں جو با اصول اور صاحبِ کردار ہوں جن کا اپنے نظریے پر پختہ یقین ہو اور جنہیں احساس ہو کہ بے اصولی کے صلے میں حاصل ہونے والے مادی اور دنیوی فائدے دنیا ہی میں رہ جائیں گے اور صرف اس کا وبال نامۂ اعمال کا حصّہ بن کر تا قیامت جاگا۔

صحافت کے صنعت بننے سے پہلے اخبار کسی خاص مشن یا نقطۂ نگاہ کے حق میں رائے عامہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہموار کرنے کے لیے نکالے جاتے تھے اور اُن کے عملے میں بھی زیادہ تر وہی لوگ شامل ہوتے تھے جنہیں اس مشن یا نقطۂ نگاہ سے اتفاق ہوتا تھا۔ اخبار کے مالک اور عامل صحافی دونوں کی سوچ ایک جیسی ہوتی تھی اس لیے وہ اپنے ضمیر کی مکمل آزادی کے ساتھ کام کرتے تھے مگر جب سے صحافت صنعت بنی ہے اور مشترکہ سرمائے سے اخبارات نکلنا شروع ہوئے ہیں یہ ضروری نہیں رہا ہے کہ مالک اور عامل صحافی کے خیالات ایک جیسے ہوں۔ آج کل اخبار کی پالیسی بنانے میں عامل صحافیوں کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ عامل صحافیوں کا کام بس اس قدر رہ گیا ہے کہ وہ اخبار کی طے شدہ پالیسی اور مالکان کی ہدایت کے مطابق اخبار مرتب کر دیں۔ ایسی صورت میں ایک عامل صحافی کے ضمیر کو جس اوّلیں سوال کا سامنا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آیا اخبار کی پالیسی اُس کے ایمان اور عقیدے کے مطابق ہے؟ اور اگر نہیں ہے تو کیا ایسی صورت ہے جس کے مطابق کام کرنا کسی بااصول اور باضمیر مسلمان صحافی کے لیے سرے سے ممکن ہی نہیں؟

پہلی صورت تو یہ ہے کہ اخبار کا نصب العین اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنا ہو اور اس کی پالیسی یہ ہو کہ نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں سب سے تعاون کرو اور گناہ اور زیادتی کے کاموں میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ ایسی صورت میں ایک مسلمان عامل صحافی پوری طرح دلی رغبت سے کام کرے گا اور اُس کا ضمیر بھی پیشہ وارانہ خدمات انجام دے کر طمانیت محسوس کرے گا۔

دوسری شکل یہ ہے کہ اخبار کا نصب العین مسلم معاشرے کی بھلائی اور بہتری ہو اور اُس کی حمایت اور مخالفت کی بنیاد مسلم قومیت کا مفاد ہو، تو ایسے اخبار میں کام کرنے کے لیے ایک مسلمان عامل صحافی اپنے اندر لچک پیدا کر سکتا ہے۔ ایسے اخبار میں وہ مسلم قوم کے حوالے سے اسلام کی سربلندی اور قرآن و سنت کے مطابق نظامِ حکومت کی تشکیل و تنظیم کی بات کر سکتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری صورت یہ ہے کہ اخبار سیکولرازم، سوشلزم یا کسی اور غیر اسلامی نظریۂ حیات کا علمبردار ہو اور کسی مسلم عامل صحافی کو اُس میں پیشہ وارانہ خدمات انجام دینے کا موقع مل رہا ہو تو یہ کام وہ اپنے ضمیر کا گلا گھونٹ کر ہی کر سکتا ہے۔ شرعاً بھی ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اللہ کے دین کے مقابلے میں غیر اللہ کے دین کو سربلند کرنے کی جدوجہد کرنا شرک اور بغاوت ہے۔ اور اسلام باطل اور حرام چیزوں کے فروغ اور ترقی میں کسی حیثیت سے بھی مددگار بننے سے روکتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے:

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکل الربوا وموکلہ وشاھدہ وکاتبہ (ابوداؤد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے، اس پر گواہی دینے والے اور اس کے لکھنے والے پر لعنت بھیجی۔"

اسی طرح شراب کے کاروبار میں حصہ دار بننے سے بھی روکا گیا ہے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن اللہ الخمر وشاربھا وساقیھا وبائعھا ومبتاعھا وعاصرھا ومعتصرھا وحاملھا والمحمولۃ الیہ (ابوداؤد)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، خدا نے لعنت کی ہے شراب پر، اُس کے پینے والے پر، اُس کے پلانے والے پر، اُس کے بیچنے والے پر، اُس کے خریدنے والے پر، اُس کے کشید کرنے والے پر، اُس کے کشید کرانے والے پر، اُس کے لے جانے والے پر اور اُس شخص پر جس کے پاس وہ لے جائی جائے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر اسلامی نصب العین اور پالیسی رکھنے والے اخبارات میں کام کرنا ایک مسلمان عامل صحافی کے لیے جائز نہیں ہو سکتا۔ رہا معاش اور روزی کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوائے تو مسلمان تو اس بات پر ایمان رکھتا ہے کہ روزی رساں اللہ تعالیٰ ہے وہ صحافی اور غیر صحافی سب کو روزی دیتا ہے۔ شیخ سعدیؒ نے فرمایا ہے ؎

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم اے کہ با دشمناں نظر داری

جس زمانے میں روزنامہ کوہستان ایوب خاں مرحوم کی جماعت کنونشن مسلم لیگ کا ترجمان اور اُس کی سیکولر پالیسیوں کا پرچارک تھا۔ اس کے عملے میں شامل ایک صحافی جناب مسعود ساحر نے راولپنڈی میں سوال و جواب کی ایک نشست میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے سوال کیا کہ مولانا! کسی صحافی کا کسی ایسے اخبار میں ملازمت کرنا کیسا ہے جہاں اسے اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنا پڑے؟ مولاناؒ نے فرمایا:

"ضمیر کے خلاف کام کرنا شرفِ انسانیت کے منافی ہے، ایسی صحافت سے بہتر ہے کہ آدمی جوتے گانٹھ کر روزی کمالے۔"

اس پر وہاں موجود ایک اور صحافی نے کہا کہ "مولانا! اِن صاحب کا تعلق کنونشن مسلم لیگ کے اخبار کوہستان سے ہے۔ اس اخبار میں کچھ اور صحافی حضرات بھی ہیں جو ذاتی طور پر ایوب خاں کی استبدادی پالیسیوں کے مخالف ہیں اور اُن کا کہنا ہے کہ اگر ہم اِس اخبار میں کام کرنا چھوڑ دیں تو ہماری جگہ ایسے لوگ آجائیں گے جو دل سے بھی ایوب خاں کی استبدادی پالیسیوں کے حامی ہوں گے۔ اس صورت میں اسلامی اور جمہوری قوتوں کے بارے میں اخبار کا لب و لہجہ اور زیادہ سخت اور درشت ہو جائے گا اور وہ اور زیادہ شدت سے زہر اُگلنے لگے گا۔"

مولاناؒ نے فرمایا:

"یہ سوچ درست نہیں ہے۔ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ آپ جن شریف لوگوں کا ذکر کر رہے ہیں اُن کا اس اخبار میں موجود ہونا کنونشن لیگ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے استبدادی نظام کی عمر میں اضافے کا موجب بن رہا ہے۔ اگر یہ اخبار سے علیحدگی اختیار کر لیں اور بقول اِن کے اِن کی جگہ برے لوگ آجائیں تو اخبار کے کردار کی برائی اور زیادہ جلدی سامنے آجائے گی اور کنونشن لیگ کی اخلاقی حیثیت اتنی ہی جلدی عام لوگوں کی نظر میں گر جائے گی۔"

اخبارات اور صحافیوں کو بعض دوسری صورتوں میں بھی اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنے یا نہ کرنے کے مشکل سوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت کے حکمران اخبارات کو مجبور کرتے ہیں کہ اُن کی غلط پالیسیوں کی تائید کی جائے اس مقصد کے لیے اشتہارات پر پابندی، مقدمات میں اُلجھانے، اخبار اور پریس سے ضمانت طلب کرنے اور اخبارات کا اجازت نامہ (Declaration) منسوخ کر دینے کی دھمکیوں سے کام لیا جاتا ہے اور اگر اخبار یا صحافی جی دار ثابت ہو تو ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے سے بھی گریز نہیں کیا جاتا۔ بہر حال ایسی صورت میں بھی بااصول اخبارات مقابلہ کرتے ہیں اور عدالتوں سے اپنا حق حاصل کرتے ہیں۔

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بااثر لوگ جاگیردار اور سرمایہ دار اپنی زیادتیوں کی خبریں رکوانا چاہتے ہیں اور کبھی ان کی خواہش ہوتی ہے کہ اُن کے حق میں خبریں شائع کی جائیں۔ اِس مقصد کے لیے وہ خوشامد سے بھی کام لیتے ہیں اور دھن، دھونس اور دھاندلی کے حربے بھی استعمال کرتے ہیں۔ پولیس بھی صحافیوں کو خصوصاً مفصلات کے نامہ نگاروں کو تنگ کرتی ہے اور چاہتی ہے کہ اس کی دھاندلیوں کو بے نقاب نہ کیا جائے۔ ان تمام صورتوں میں باضمیر صحافیوں کو مشکلات سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔

جس طرح کسی غیر قوم کی سیاسی غلامی میں قوموں کے اخلاق پست ہو جاتے ہیں، اسی طرح جبر کے ماحول میں بھی اخلاقی پستی کا مرض عام ہو جاتا ہے اور معاشرے کے ہر شعبے میں اپنا اثر دکھانے لگتا ہے۔ ۱۹۵۸ء میں مارشل لاء لگنے کے بعد سے قوم کے سر پر جبر کی تلوار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لٹکتی چلی آرہی ہے اُس نے پیشۂ صحافت سے وابستہ لوگوں کے اخلاق کو بھی متاثر کیا ہے۔

غالباً ۱۹۵۴ء کی بات ہے کہ کوہستان راولپنڈی کے اسٹاف رپورٹر شاہ عبدالرزاق ہمدانی مرحوم کے پاس کچھ لوگ آئے اور اُن سے درخواست کی کہ شہر کے فلاں تاجر نے اپنی بیٹی کو بدچلنی کے شبہہ میں قتل کر دیا ہے۔ آپ اس واقعے کی خبر اس طرح چھاپ دیجیے کہ ان پر الزام نہ آئے تو مہربانی ہوگی۔ ساتھ ہی انہوں نے سو سو روپے کے تین نوٹ بھی بڑھا دیے جو اُس زمانے کے لحاظ سے خاصی معقول رقم تھی، مگر ہمدانی مرحوم نے نہ صرف اس رقم کو لینے سے انکار کر دیا بلکہ چپراسی کو بلا کر ان لوگوں کو دفتر سے نکلوا دیا۔

یہ واقعہ اس دور کا ہے جب ملک میں جمہوریت تھی اور لوگ اپنے ضمیر کے مطابق بات کہہ سکتے تھے، لیکن جب جمہوریت نہ رہی تو بلند کرداری کی ایسی مثالیں بھی کمیاب ہو گئیں۔ اور جواب صورتِ حال ہو گئی ہے اس کی سنگینی کا اندازہ کل پاکستان انجمن مدیرانِ جرائد کے صدر اور روزنامہ نوائے وقت کے مدیرِ اعلیٰ جناب مجید نظامی کی اُس گفتگو سے کیا جا سکتا ہے جو روزنامہ "وفاق" کے اصلاحِ معاشرہ نمبر میں ایک اخباری ملاقات کی صورت میں شائع ہوئی ہے۔ وہ اس گفتگو میں اس بات سے اتفاق کرتے ہوئے کہ اخبارات میں باقاعدہ جرائم پیشہ لوگ آ گئے ہیں، کہتے ہیں:

> "بالکل آ گئے ہیں اور اکثر یعنی شام کو دکانیں کھلی ہوتی ہیں کہ تصویر بالآخر چھپنے کا کیا معاوضہ ہے۔ مجھے آپ سے بالکل اتفاق ہے۔ میرا خیال ہے جس طرح صدر صاحب (صدر محمد ضیاء الحق) کبھی کبھی کہتے ہیں کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے تو میں یہ تو نہیں کہتا کہ اس کا اطلاق پریس پر بھی ہوتا ہے لیکن حالات کچھ اس سے مختلف ہیں نہیں، بہتر تو یہی ہے کہ جس طرح ہم صدر صاحب سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ اوپر سے اصلاح شروع کریں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کے وزرائے کرام یا ان کے مشیر اور (حکومت کے) سکریٹریوں کی اصلاح ہونی چاہیے۔ اسی طرح اخبارات میں بھی مدیران اور مالکان ہیں، ان کے ساتھی ہیں ان کی بھی اصلاح ہونی چاہیے۔ اور اگر اس سطح پر کالی بھیڑیں موجود ہیں تو ان کی تطہیر ہونی چاہیے۔"

انہی نظامی صاحب نے ۱۹ر جولائی ۱۹۸۵ء کو پولیس کلب لاہور میں "جرائم پر قابو پانے میں ذرائع ابلاغ کا کردار" کے موضوع پر ہونے والے سیمینار میں مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے تقریر کرتے ہوئے کہا:

"مجھے اس امر کا اعتراف ہے کہ بعض کرائمز رپورٹر پولیس کے ٹاؤٹ بن گئے ہیں۔ ایماندارانہ رپورٹنگ کا تقاضا ہے کہ رپورٹر وہی کچھ لکھنے پر اکتفا نہ کرے جو تھانوں کی ضمنی رپورٹوں میں لکھا جاتا ہے، بلکہ رپورٹر کا فرض ہے کہ وہ معاملے کی تفتیش اور تحقیق کے بعد اپنی رپورٹ مرتب کرے۔ اسی طرح کچھ پولیس والے ایسے ہیں جو اپنی تصاویر اور اپنے حق میں خبریں چھپوانے کے لیے رپورٹروں کو ماہانہ ادائیگی کرتے ہیں۔"

(نوائے وقت، راولپنڈی، ۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء)

یہ صورتِ حال جہاں صحافی برادری کے اخلاقی انحطاط کی آئینہ دار ہے وہاں اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر کی آزادی کو صرف خارجی موانع ہی محدود نہیں کرتے، بلکہ کچھ داخلی عوامل بھی اُس کی راہ میں مزاحم ہوتے ہیں جن میں دولتِ دنیا کی حد سے بڑھی ہوئی حرص اور استحقاق سے بڑھ کر مفاد حاصل کر لینے کا جذبہ بہت زیادہ قوی ہیں۔ ضمیر کو زندہ و بیدار رکھنے کے لیے داخلی اور خارجی ہر قسم کے موانعات سے ہمہ وقت چوکس رہنے کی ضرورت ہے۔ ضمیر کی آزادی بھی سیاسی آزادی کی طرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدّوجہد اور قربانیوں سے حاصل ہوتی ہے اور حفاظت کرنے سے محفوظ اور برقرار رہتی ہے۔ دیکھا جائے تو صحافت کی آزادی درحقیقت ضمیر کی آزادی ہی کا دوسرا نام ہے۔ صحافیوں کو اگر یہ آزادی حاصل نہیں تو انہیں اس کے حصول کی جدّوجہد کرتے ہوئے کسی قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑥

تحریر و نگارش کے اخلاقی پہلو

پہلی وحی جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی وہ یہ ہے :

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ ۝

(العلق ۔ ۱)

"پڑھو (اے نبیؐ) اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے پیدا کیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ وحی کے الفاظ جو اس سورت کی ابتدائی پانچ آیات پر مشتمل تھے آپؐ کے سامنے تحریری شکل میں پیش کیے گئے تھے۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی جانے والی ہدایات تختیوں پر لکھی ہوئی ملی تھیں۔ اگر یہ ابتدائی وحی حضورؐ کے سامنے تحریری شکل میں پیش نہ کی گئی ہوتی تو نہ حضورؐ سے یہ کہا جاتا کہ "پڑھو!" اور نہ حضورؐ ہی جواب میں یہ فرماتے کہ "میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں۔"

اس ابتدائی وحی میں رب تعالیٰ کی دو صفات بیان کی گئی ہیں۔ ایک یہ کہ وہ ساری کائنات کا پیدا کرنے والا ہے جس نے جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی ہے۔ دوسری یہ کہ وہ بڑا کریم ہے جس نے قلم کے زور سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ۝ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ ۝

(العلق ۴ - ۵)

"جس نے قلم کے زور سے علم سکھایا، انسان کو وہ علم دیا جسے وہ نہ جانتا تھا۔"

ان آیات سے جہاں خواندگی، لوح و قلم اور علم کی اہمیت، ضرورت اور افادیت کا ثبوت ملتا ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قلم کے استعمال کا فن خود خالقِ کائنات نے سکھایا ہے جو بڑے پیمانے پر علم کی اشاعت، ترقی اور نسلاً بعد نسلٍ اس کی بقا اور تحفظ کا ذریعہ ہے۔ اگر انسان کو یہ ذریعہ میسّر نہ ہوتا تو اس کی علمی قابلیت ٹھٹھر کر رہ جاتی، اُسے بڑھنے، پھیلنے اور ایک نسل کے علوم دوسری نسل تک پہنچنے اور مزید ترقی کرتے چلے جانے کا موقع ہی نہ ملتا۔

قلم کے استعمال کا فن جب خود خالقِ کائنات نے سکھایا ہے تو پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اُس نے اس فن کے صحیح استعمال کی ہدایت نہ دی ہو اور اس کے غلط استعمال کے نتائج سے خبردار نہ کیا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی سنّت یہ ہے کہ جن چیزوں کی منفعت یا مضرّت فوری طور پر ظاہر ہو جاتی ہے اور آدمی کے اخلاق پر اُن کے اثرات مرتب نہیں ہوتے اُن کے بارے میں وہ کوئی ہدایت نہیں دیتا لیکن جن باتوں کے فوائد اور نقصانات دیر سے ظاہر ہوتے ہیں اور ان کا برا اثر انسان کے اخلاق پر پڑتا ہے تو وہ ان کے بارے میں انسان کو ضرور خبردار کرتا ہے اور ضروری ہدایات دیتا ہے۔ مثال کے طور پر زہر کو اسلام نے مہلک ہونے کے باوجود حرام نہیں قرار دیا کیونکہ زہر انسان کے اخلاق پر اثرانداز نہیں ہوتے۔ اس کے مقابلے میں لحم الخنزیر کو مہلک نہ ہونے کے باوجود حرام قرار دیا گیا ہے کیونکہ وہ انسان کے اخلاق پر برا اثر ڈالتا ہے اور آدمی اپنے طور پر اُس کی مضرت کا صحیح اندازہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کر سکتا۔

یہی صورتِ حال قلم کے استعمال کے فن کی بھی ہے جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ الفاظ کو کس طرح تحریر کی شکل دی جائے، رسم الخط کیا اور کیسا ہو تو اس بارے میں اسلام نے ہمیں آزاد چھوڑ دیا ہے لیکن جہاں تک تحریر اور عبارت کے اخلاقی حسن و قبح کا تعلق ہے اُس نے ہمیں ضروری ہدایات دی ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان کے لیے لازم ہے۔ مثلاً یہ کہ قلم کو اس طرح استعمال کیا جائے کہ معاشرے میں محبت اور یگانگت پیدا ہو، خیر و صداقت فروغ پائیں، ظلم اور بدی کی قوتیں کمزور اور بے نقاب ہوں۔ اس طرح استعمال نہ کیا جائے کہ لوگوں کے اندر منافرت پیدا ہو، تعصب پھیلے، کسی کی عزت اور شہرت مجروح ہو، جھوٹ، بدی، بدکاری اور ناانصافیوں کو فروغ ہو۔

جس طرح اسلامی زندگی بسر کرنے کے لیے قرآن و سنت کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے اور اسوۂ رسولؐ ہمارے لیے قابلِ تقلید ہے، اسی طرح ایک مومن قلم کار کے لیے بھی قرآن و سنت کا اسلوبِ نگارش اور طرزِ بیان معیار و نمونہ ہے۔ قرآن مجید میں کلام کے محاسن اوجِ کمال کو پہنچے ہوئے ہیں اور اس کا یہ چیلنج چودہ سو سال گزرنے کے بعد بھی قائم ہے کہ اگر کسی کو اس کے کلام اللہ ہونے میں شبہ ہو تو زیادہ نہیں صرف ایک ہی سورت اس جیسی لکھ کر لے آئے۔

قرآن کا یہی وہ اعجاز ہے جس کی بنا پر زمانۂ جاہلیت کا ایک ملک الشعراء بے اختیار یہ کہہ اٹھا تھا کہ ما ھذا کلام البشر۔ یہ انسانی کلام نہیں ہے۔

کلام اللہ کے بعد کلام رسولؐ یعنی احادیث بھی حُسنِ تکلم کا بہترین معیار و نمونہ ہیں۔ محاسن سے مالا مال اور معائب سے پاک اللہ اور اس کے رسولؐ کا کلام ہر لکھنے والے سے یہ تقاضا کرتا ہے کہ وہ بھی اس بات کی کوشش کرے کہ اس کی تحریر نہ صرف زبان و بیان اور صرف و نحو کے اصول و معیار پر پوری اترے بلکہ وہ ان اخلاقی خوبیوں سے بھی آراستہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جس کی ایک مومن ادیب و صحافی سے توقع کی جاتی ہے۔

تحریر و تقریر میں اخلاقی حسن اور پاکیزگی پیدا کرنے کے اسلامی اصول و آداب کیا ہیں؟ اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لیے قرآن و سنّت کا تحقیقی اور تفصیلی مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

ہم یہاں مختصراً کچھ باتوں کی طرف توجہ دلا رہے ہیں جن کو دیکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اسلام کتنا جامع اور مکمل ضابطۂ حیات ہے جس نے زندگی کے کسی شعبے کو بھی بے ہدایت نہیں چھوڑا ہے۔

مقصدِ تحریر

سب سے پہلی چیز وہ مقصد ہے جس کے لیے کوئی تحریر یا عبارت لکھی جاتی ہے۔ وہ مقصد اچھا بھی ہو سکتا ہے اور برا بھی۔ قلم تو حق اور انصاف کی حمایت کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے اور اُس کی مخالفت کے لیے بھی، معاشرے کی اصلاح کے لیے بھی اور معاشرے کو بگاڑنے اور برباد کرنے کے لیے بھی، گویا یہ قلم ایک ہتھیار ہے جس سے دونوں طرح کام لیا جا سکتا ہے، لیکن آنحضورؐ نے یہ فرما کر کہ "مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی"، ہمارے لیے قلم کے استعمال کا مقصد متعین فرما دیا ہے۔ جس کو قرآن مجید ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ ط

(آلِ عمران - ۱۱۰)

"اب دنیا میں وہ بہترین گروہ تم ہو جسے انسانوں کی ہدایت و اصلاح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے میدان میں لایا گیا ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو، بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔"

اس آیت کی رو سے ہر تحریر کا مقصد خلقِ خدا کی ہدایت، اصلاح اور دنیا میں خیر و صداقت کا فروغ ہونا چاہیے، نیز قلم سے ہرگز کوئی ایسی بات نہیں نکلنا چاہیے جو فتنے اور فساد کا باعث بنے۔ قرآن کہتا ہے:

وَقُلْ لِّعِبَادِیْ یَقُوْلُوا الَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَنْزَغُ بَیْنَھُمْ ط (بنی اسرائیل ۔ ۵۳)

"اور اے محمدؐ! میرے بندوں سے کہہ دو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو۔ دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کے موقع پر بعض حقیقتوں کو مثل کر کے دکھایا گیا تھا۔ ایک فتنہ انگیز بات کی یہ تمثیل دکھائی گئی کہ ایک ذرا سے شگاف میں سے ایک موٹا سا بیل نکلا اور پھر اُس میں واپس نہ جا سکا۔

خود نمائی سے بچیں

اس کا تقاضا ہے کہ جب بھی کوئی تحریر لکھی جائے تو خیر و صداقت کے فروغ اور خوشنودیٔ رب کے سوا کوئی اور چیز پیشِ نظر نہ ہو حتیٰ کہ ذاتی شہرت اور نام آوری کے حصول کو بھی تحریر و تصنیف کا مقصد نہیں بنانا چاہیے کیونکہ جس طرح خود نمائی کے لیے جہاد میں بہادری کے جوہر دکھانے اور لڑتے ہوئے جان دینے والے کو شہادت کا رتبہ حاصل نہیں ہوتا اُسی طرح ایسے ادیب اور صحافی کو بھی کوئی ثواب نہیں ملے گا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوجہ اللہ حق کی تبلیغ و اشاعت کرنے کے بجائے ذاتی شہرت و نام آوری کے لیے مسجع اور مقفیٰ عبارتیں لکھے گا اور بیان میں تصنع سے کام لے گا۔ ابوداؤد کتاب الادب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص اسلوبِ کلام میں اس لیے اُدل بدل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنائے، خدا قیامت کے دن اُس کا فدیہ اور توبہ قبول نہ کرے گا۔"

حمایت و مخالفت

مقصود اگر خوشنودیٔ رب ہو تو ایک مومن صحافی اور ادیب کسی شخص، گروہ، یا نقطۂ نظر کی حمایت اور مخالفت کرنے میں بھی آزاد نہیں ہو سکتا کیونکہ یہاں تو محبت بھی اللہ ہی کے لیے کی جاتی ہے اور دشمنی بھی۔

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک کافر کو میدانِ جنگ میں پچھاڑ کر زمین پر گرا لیا اور اُس کا قصہ پاک کرنے کے لیے خنجر اٹھایا تو اُس نے آپ کے منہ پر تھوک دیا۔ آپ فوراً اسے چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ کافر نے آپ سے اس کا سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ پہلے میں تجھے اللہ کے لیے قتل کر رہا تھا لیکن جب تُو نے میرے منہ پر تھوکا تو اس میں میرا نفس بھی شامل ہو گیا اور میں چونکہ اپنی ذات کا بدلہ لینے کے لیے کسی کو قتل نہیں کرنا چاہتا اس لیے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔

قرآن مجید میں حمایت و مخالفت کا رہنما اصول یہ بتایا گیا ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

كِفْلٌ مِّنْهَا ط (النساء۔ ۸۵)

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔"

نیکی کا فروغ اور برائی کی روک تھام اگرچہ مومن کا کام ہے لیکن اگر کوئی کافر بھی یہی کام کر رہا ہو تو مومن کو آگے بڑھ کر اُس میں تعاون کرنا چاہیے۔ قرآنِ حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(المائدہ ۲-۲)

"جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔ اللہ سے ڈرو، اُس کی سزا بہت سخت ہے۔"

اِنصاف کی بات کہو

نیکی کے کام میں ہر ایک سے تعاون کرنے کے اصول کا تقاضا یہ بھی ہے کہ کس حالت میں بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے اور کسی کی محبت یا کسی کی دشمنی آدمی کو عدل و انصاف کی بات کہنے سے نہ روک دے:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج

(الانعام۔ ۱۵۲)

اور جب بات کہو، انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ داروں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی کا کیوں نہ ہو۔"

اور سورۂ مائدہ میں فرمایا :

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا ط

(المائدہ ۸)

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔"

اسی بات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے :

"میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ غضب اور رضا دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں۔ جو مجھ سے کٹے میں اُس سے جُڑوں، جو مجھے میرے حق سے محروم کرے میں اُسے اس کا حق دوں، جو میرے ساتھ ظلم کرے میں اُس کو معاف کر دوں۔"

شہادت نہ چھپاؤ

شہادت کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے کہ کسی مقدمے کے سلسلے میں عدالت میں پیش ہو کر گواہی دی جائے بلکہ شہادت کا صحیح مفہوم ہے کہ آدمی جس حق سے آگاہ ہے دوسروں کو بھی اُس سے آگاہ کرے اور چھپائے نہیں۔

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ط وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ط وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

(البقرہ ۲۸۳)

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ، جو شہادت چھپاتا ہے، اُس کا دل گناہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آلودہ ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

شہادت چھپانے کا سیدھا سادا مطلب گویہی ہے کہ آدمی نے ایک واقعے کو دیکھا ہے یا کسی بات کے حق یا باطل ہونے کو جانتا ہے مگر خوف، دباؤ یا لالچ کے تحت اس کے اظہار سے گریز کرتا ہے، لیکن یہ حکم اُن تمام کوششوں پر حاوی ہے جو اس نیت سے کی جائیں کہ حق واضح اور آشکار نہ ہونے پائے۔ اس قسم کی کوششوں میں یہ بھی شامل ہے کہ حق بات کو اس طرح مسخ کر کے پیش کیا جائے کہ وہ لوگوں کی نظر میں مشکوک و مشتبہ ہو کر رہ جائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (البقرہ ۲-۴۲)

"اور باطل کو رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔"

حق پرستی اور انصاف پسندی کا تقاضا تو یہ ہے کہ آدمی انصاف کا علمبردار اور خدا واسطے کا گواہ بنے اور ہر قسم کی مصلحت سے بے نیاز ہو کر سچائی کا بول بالا کرے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَىٰ أَنْفُسِكُمْ أَوِ الْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ ۚ إِنْ يَكُنْ غَنِيًّا أَوْ فَقِيرًا فَاللَّهُ أَوْلَىٰ بِهِمَا ۖ فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوَىٰ أَنْ تَعْدِلُوا ۚ وَإِنْ تَلْوُوا أَوْ تُعْرِضُوا فَإِنَّ اللَّهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرًا ۝

(النساء-۱۳۵)

"اے لوگو، جو ایمان لائے ہو انصاف کے علمبردار اور خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہارے انصاف اور تمہاری گواہی کی زد خود تمہاری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذات پر یا تمہارے والدین اور رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو، فریقِ معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے، لہٰذا اپنی خواہشِ نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اور اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اس کی خبر ہے۔"

تحریف نہ کرو

تحریف کا اطلاق اصل عبارت یا قول کے الفاظ میں ردّ و بدل کرنے، تاویلات کے ذریعے اُس کے معنی کچھ سے کچھ بنا دینے اور اُسے شرارت سے توڑ مروڑ کر پیش کرنے پر ہوتا ہے اور یہ تینوں قسم کی تحریف صریحاً ہدایت کے منافی ہے۔ قرآنِ مجید میں آیا ہے:

مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ

(النساء - ۴۶)

"جو لوگ یہودی بن گئے ہیں ان میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو اُن کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔"

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا

(حٰمٓ السجدہ - ۴۰)

"جو لوگ ہماری آیات کو اُلٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکثریت کی پسند معیارِ حق نہیں ہے

ادیب و صحافی کو چاہیے کہ وہی بات لکھے جس کو وہ اپنے علم و یقین کی بنا پر درست سمجھتا ہو اور جو واقعی عام آدمی کے بھلے کی ہو خواہ اکثریت اپنی کم فہمی کی بنا پر اُسے ناپسند ہی کیوں نہ کرے۔ عوام کی اکثریت جس بات کو پسند کرے ضروری نہیں کہ وہ حق بھی ہو اور اُن کے لیے فائدے مند بھی۔

ملاحظہ ہو قرآن مجید اس بارے میں کیا کہتا ہے:

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ۝ (الانعام - ۱۱۶)

"اور اے محمدؐ، اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستے سے بھٹکا دیں گے وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔"

یعنی یقینی اور بھروسے کے قابل علم تو وہی ہے جس کا سرچشمہ وحیٔ الٰہی ہے اس کے مقابلے میں کسی فلسفی یا دانشور کا گمان و قیاس آخر کیا معنی رکھتا ہے کہ اس کی پیروی کی جائے۔

ایمان و ضمیر کا سودا نہ کرو

ہر صاحبِ ایمان نے اللہ سے یہ عہد کر رکھا ہے کہ وہ وہی بات کہے اور کرے گا جو حق ہو گی۔ ایسی صورت میں اگر وہ کسی سے کوئی معاوضہ لے کر کوئی خلافِ حق بات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہتا اور لکھتا ہے تو یہ ایک طرح سے اللہ کے عہد کو بیچنا ہوگا۔ جو حقیقت میں اپنے ایمان و ضمیر کا سودا کرنے کے مترادف ہے:

وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۚ اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

(النحل۔ ۹۵)

"اللہ کے عہد کو تھوڑے سے فائدے کے بدلے میں نہ بیچ ڈالو، جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے اگر تم جانو۔"

یعنی آدمی جب کوئی عہد کرے تو اس پر قائم رہے اور اس سے پھر جانے کے لیے کوئی کتنی ہی بڑی بولی دے تو اسے ٹھکرا دے کیونکہ عہد پر قائم رہنے کا جو اجر اللہ تعالیٰ دینے والا ہے وہ دنیا کی بڑی سے بڑی متاع سے بھی زیادہ اور بہتر ہے۔ ایک صحافی یا ادیب کے لیے عہد کو بیچنا قلم کی عصمت کو بیچ دینے کے ہم معنی ہے۔ سورۂ بقرہ میں ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۣ قف (البقرہ ۲۵۶)

"دین کے معاملے میں کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔"

دین یعنی اسلام کے ضابطۂ حیات کو اگر کوئی شخص دل سے قبول کر کے مسلمان نہیں بننا چاہتا تو اُسے زبردستی ایسا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ اسلام نے ہر آدمی کو اعتقاد اور ضمیر کی آزادی کا حق دیا ہے۔ اس لیے اگر کوئی مسلمان صحافی زور یا جبر کی وجہ سے اپنے ایمان و ضمیر کے خلاف اپنا قلم استعمال کرتا ہے تو وہ نہ صرف اپنے ایمان بلکہ اپنے ضمیر کو بھی فروخت کرتا ہے جو قابلِ مذمت فعل ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادتِ زور

حق گوئی اور حق پرستی کا تقاضا یہ ہے کہ آدمی رات کو رات ہی کہے، دن نہ کہے خواہ دن کو رات اور رات کو دن کہنے کے لیے اُسے کیسا ہی لالچ دیا جائے یا دھونس اور دھاندلی سے کام لیا جائے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے جو میرے بندے ہیں وہ کبھی خلافِ حقیقت بات نہیں کہتے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۔ (الفرقان ۔ ۷۲)

"(اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے۔"

اس آیت کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ کسی مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ مسلمان رہتے ہوئے کسی غیر اسلامی اور باطل نظریے یا ازم کی قولی یا عملی حمایت کرے یا اس کے فروغ و اشاعت کے لیے مضامین لکھے یا اپنے زورِ قلم سے جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ بنانا شروع کر دے۔

بات حکمت سے کہی جائے

تحریر اور گفتگو کی کامیابی اور خوبی یہ ہے کہ قاری اور مخاطب لوگ اُس کا اثر قبول کریں اور یہ اثر پیدا کرنے کے لیے یہی کافی نہیں ہے کہ جو بات کہی جائے وہ علم اور حقیقت پر مبنی ہو بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ جو بات کہی جائے حکمت اور دلسوزی سے کہی جائے۔ قرآنِ کریم میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی گئی ہے:

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ط (النحل۔ ۱۲۵)

"اے نبیؐ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو، حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو"

حکمت یہ ہے کہ دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنیت، استعداد اور حالات کو سمجھ کر اور موقع و محل کو دیکھ کر بات کی جائے۔ ہر طرح کے لوگوں کو ایک ہی لکڑی سے نہ ہانکا جائے۔ عمدہ نصیحت کا مطلب یہ ہے کہ دلسوزی اور خیر خواہی سے نصیحت کی جائے تاکہ مخاطب محسوس کرے کہ ناصح دل سے اُس کی بہتری چاہتا ہے اور بہترین طریقے پر بحث کا مطلب یہ ہے کہ گفتگو کا مقصد مخاطب کو نیچا دکھانا اور اُس پر اپنی علمی برتری اور زبان آوری کا رعب جمانا نہ ہو۔ متانت اور سنجیدگی سے بات کہی جائے۔ کج بحثی، الزام تراشی، چوٹ کرنے اور پھبتی کسنے سے پرہیز کیا جائے تاکہ مخاطب کے اندر ضد اور ہٹ دھرمی پیدا نہ ہو اور وہ اپنی بات کی پچ کرنے کے بجائے نصیحت کو سننے اور ماننے پر آمادہ ہو سکے۔

اس کے لیے ضروری ہے کہ ناصح یا مضمون نگار اس خبط میں مبتلا نہ ہو کہ چاہے کچھ ہو جائے وہ اپنی بات منوا کر رہے گا۔ قرآن کہتا ہے کہ کسی سے حق کا منوا لینا ناصح کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اُس کا کام تو صرف نصیحت کی بات لوگوں تک پہنچا دینا ہے:

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

(العنکبوت۔ ۱۸)

"اور رسولؐ پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہوتا ہے :

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل-۱۰۵)

"اور اے محمدؐ! تمہیں ہم نے اس کے سوا اور کسی کام کے لیے نہیں بھیجا کہ (جو مان لے اُسے) بشارت دے دو اور (جو نہ مانے اُسے) متنبہ کر دو۔"

بلا تحقیق قبول یا رد نہ کرو

ادیب اور صحافی کو نہ سُنی سنائی باتوں پر اعتبار کر لینا چاہیے اور نہ سنتے ہی مسترد کر دینا چاہیے جو بات بھی کسی کی طرف سے پیش کی جائے اسے اچھی طرح جانچ پرکھ کر قبول یا رد کرنا چاہیے :

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(النمل-۸۴)

"یہاں تک کہ جب سب آجائیں گے تو (اُن کا رب اُن سے) پوچھے گا کہ تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے ان کا علمی احاطہ نہ کیا تھا' اگر یہ نہیں تو اور تم کیا کر رہے تھے؟"

اس آیت سے جہاں یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ کسی بات کو علمی تحقیق اور غور و فکر کے بغیر یونہی جھٹلانہیں دینا چاہیے وہاں اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ جب کوئی اہم خبر یا اطلاع اشاعت کے لیے موصول ہو تو اُسے خوب غور و فکر اور تحقیق و تجزیے کے بعد قبول کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے۔

حد سے تجاوز نہ کیا جائے

اللہ پر ایمان لانے والے لوگوں کو چاہیے کہ وہ ہر معاملے میں عدل و انصاف کی روش اختیار کریں اور غصے اور مخالفت میں حد سے نہ گزر جائیں کیونکہ اگر وہ ایسا کریں گے تو خود اللہ کے احکام کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوں گے اور ان کا اشتعال اور غضب خود اُن کے اپنے لیے نقصان دہ ثابت ہوگا۔ اس لیے قرآن خبردار کر رہا ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَنْ لَّا تَعْدِلُوْا ط

(المائدہ ۵-۸)

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ۔"

مزید ارشاد ہوتا ہے:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط (حٰمٓ السجدہ ۴۱-۳۶)

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو۔"

یعنی اگر کسی کی مخالفانہ اور اشتعال انگیز تحریر کا جواب لکھنا پڑے تو انصاف کا دامن مضبوطی سے تھامے رکھو، لکھتے ہوئے دل میں مخالفت کی اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی خواہش پیدا ہو یا اُس کے جھوٹے الزام کے جواب میں جھوٹے الزامات لگانے کو جی چاہے اور ذہن میں اُس کی اصلاح کی خواہش کے بجائے اسے نیچا دکھانے اور رسوا کرنے کا خیال پیدا ہو تو اس کو شیطان کی اکساہٹ سمجھو اور شیطان کے شر سے اللہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی پناہ مانگو، کیونکہ جس طرح آگ سے آگ نہیں بجھائی جا سکتی۔ بدی کو بھی بدی سے نہیں مٹایا جا سکتا۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ بدی کو نیکی سے دفع کیا جائے۔ اس طرح آدمی چاہے تو اپنی جان کے دشمن کو اپنا جگری دوست بنا سکتا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ۝ (حم السجدہ ۳۴)

"اور اے نبیؐ، نیکی اور بدی یکساں نہیں۔ تم بدی کو اس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو، تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔

عالی ظرفی سے کام لیا جائے

کسی شخص یا گروہ کے بارے میں یہ جاننے کے باوجود کہ وہ مخلص نہیں ہے یا منافق ہے اور جو کچھ زبان سے ظاہر کر رہا ہے وہ وہ نہیں جو اس کے دل میں ہے، اُسے اس کے نفاق کو جتانے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس طرح اس شخص یا گروہ کو شرمندہ کر کے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا بلکہ وہ الٹا ضد اور ہٹ دھرمی پر اُتر آئے گا۔ عالی ظرفی کا تقاضا تو یہ ہے کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی اُسے پورے اخلاص کے ساتھ مثبت انداز میں نصیحت کی جائے۔

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ يَعْلَمُ اللَّهُ مَا فِي قُلُوبِهِمْ فَأَعْرِضْ عَنْهُمْ وَعِظْهُمْ وَقُل لَّهُمْ فِي أَنفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيغًا ۝

(النساء ۶۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے اُن سے تعرض مت کرو، انہیں سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو اُن کے دلوں میں اُتر جائے۔"

چڑانے سے پرہیز کیا جائے

عالی ظرفی اور بلند اخلاقی کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ مخالف کو چڑانے سے پرہیز کیا جائے۔ وہ جس کا احترام کرتا ہے اُن کو برا نہ کہا جائے خواہ وہ کیسے ہی بے حقیقت کیوں نہ ہوں:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (الانعام - ۱۰۸)

"اور (اے ایمان لانے والو!) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں اُنہیں گالیاں نہ دو کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

یہ نصیحت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروؤں کو کی گئی ہے کہ اپنی تبلیغ کے جوش میں بھی اتنے بے قابو نہ ہو جائیں کہ مناظرے اور بحث و تکرار سے معاملہ بڑھتے بڑھتے غیر مسلموں کے عقائد پر سخت حملے کرنے اور اُن کے پیشواؤں اور معبودوں کو گالیاں دینے تک نوبت پہنچ جائے اور جواب میں وہ شرک سے آگے بڑھ کر خود اللہ کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور بجائے اسلام کے قریب آنے کے اور زیادہ دور ہو جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غیبت، بدگمانی اور تجسّس

اسلام اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ آدمی دوسروں کی پیٹھ پیچھے عیب چینی اور برائی کرے ایسا کرنا غیبت ہے جو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے جیسا گھناؤنا فعل ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط (الحجرات - ۱۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا۔ دیکھو تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیبت اور بدگوئی جیسے گھناؤنے فعل کے علاوہ مومن کو دوسروں کے بارے میں بدگمانی سے بھی کام نہیں لینا چاہیے۔ نیز دوسروں کے حالات اور نجی زندگی کی ٹوہ میں بھی نہ رہنا چاہیے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اگر تم لوگوں کی کمزوریوں کی ٹوہ میں رہو گے تو انہیں برباد کر دو گے۔

ایک بار ایک عورت نے اور دو موقعوں پر دو مردوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ارتکاب زنا کا اقرار کیا اور آپؐ سے درخواست کی کہ ہمیں شریعت کے مطابق سزا دے کر پاک کر دیا جائے۔ آپؐ نے ان تینوں مواقع پر اقرار جرم کرنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں سے یہ دریافت نہیں کیا کہ تم لوگوں نے کس کے ساتھ بدکاری کی۔ آپؐ نے ان کے شریکِ جرم افراد کے گناہ پر پردہ پڑا رہنے دیا۔

حضرت ابنِ عباسؓ روایت کرتے ہیں :

"ایک شخص نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ میری ایک بیوی ہے جو مجھے بہت مرغوب ہے مگر اس کا حال یہ ہے کہ کسی ہاتھ لگانے والے کا ہاتھ نہیں جھٹکتی (واضح رہے کہ یہ کنایہ تھا جس کے معنی زنا کے بھی ہو سکتے ہیں اور زنا سے کم تر درجے کی اخلاقی کمزوری کے بھی) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا طلاق دے دو، اس نے کہا مگر میں اس کے بغیر نہیں رہ سکتا۔ فرمایا تو اسے رکھے رہ۔ (یعنی آپؐ نے اُس سے اس کنائے کی تشریح نہیں کرائی اور اس کے قول کو الزامِ زنا پر محمول کر کے لعان کا حکم نہیں دیا)" (نسائی)

مظلوم ظالم کی بُرائی کر سکتا ہے

اسلام نے کسی کو کسی کی برائی کرنے کا حق نہیں دیا مگر مظلوم ظالم کی برائی کر سکتا ہے۔ ارشادِ ربّانی ہے :

لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ ط (النساء - ۱۴۸)

"اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے اِلّا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔"

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ یوں تو ہر شخص کو تحفظ حاصل ہے کہ اسلامی معاشرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اُسے برا بھلا نہ کہا جائے، اُس کی بدگوئی نہ ہو، لیکن جو شخص کسی پر ظلم کرتا ہے تو وہ از خود تحفظ کے اس حصار کو توڑ دیتا ہے اور مظلوم شخص یا گروہ اور خود معاشرے کو یہ حق یا اختیار دے دیتا ہے کہ وہ اس کی برائی بیان کریں لیکن اسلام نے اس معاملے میں بھی توازن برقرار رکھا ہے اور مظلوم کو پابند کیا ہے کہ وہ برائی کے بدلے میں ویسی ہی برائی کر سکتا ہے اُس سے زیادہ برائی کرے گا تو خود ظالم بن جائے گا،

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ (الشوریٰ۔ ۴۰)

"برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے، پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اس کا اجر اللہ کے ذمے ہے"

مذاق نہ اُڑائیں

اسلام نے دوسروں کا مذاق اڑانے، اُن کی تحقیر کرنے، طعنہ زنی کرنے اور برے نام رکھنے سے منع کیا ہے۔ اخلاقی طور پر اچھی اور معیاری تحریر وہی ہے جو دل آزاری کا باعث بننے والے ان عیوب سے پاک ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(الحجرات ۔ ۱۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے، جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔"

احادیث میں آتا ہے:

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے جنگ کرنا کفر ہے۔"

(بخاری، کتاب الایمان)

"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے۔"

(مسلم، ترمذی)

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا، اس کا ساتھ نہیں چھوڑتا، اس کی تذلیل نہیں کرتا، ایک آدمی کے لیے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔" (مسند احمد)

جاہلوں سے نہ اُلجھا جائے

لکھنے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے مقصد پر نظر رکھے۔ اپنے قلم کو اللہ کی دی ہوئی امانت سمجھے، جذبات میں آکر جاہلوں سے نہ اُلجھے، حجت بازی، جھگڑالو پن اور طعن و تشنیع سے خود بھی پرہیز کرے اور اگر کوئی ایسی حرکت کرے تو خم ٹھونک کر میدان میں نہ آجائے۔ کیونکہ اس طرح کوئی مسئلہ طے نہیں ہو سکتا۔ سخت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات کے جواب میں اُسے سخت بات لکھنے اور گالی کے جواب میں اُس سے سخت گالی دینے کا انجام نہ کبھی اچھا ہوا ہے۔ نہ آئندہ ہو سکتا ہے۔ اس لیے صحیح طریقہ یہ ہے کہ سلیقے اور شائستگی سے بات کہی جائے اور اگر اس کے باوجود کوئی جہالت کا مظاہرہ کرنے پر تلا ہوا ہو تو اُسے سلام کر کے اُس کے منہ لگنے سے معذوری کا اظہار کر دیا جائے۔ قرآن مجید اس سلسلے میں ہمیں ہدایت دیتا ہے:

خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ

(الاعراف - ۱۹۹)

"اے نبیؐ، نرمی و درگزر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو"

اور اگر اس کے باوجود جاہل منہ آنے لگیں تو انہیں سلام کر کے چھوڑ دیا جائے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا وَإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُونَ قَالُوا سَلَامًا ۝

(الفرقان - ۶۳)

"رحمان کے (اصلی) بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم چال چلتے ہیں اور جاہل اُن کے منہ آئیں تو کہہ دیتے ہیں کہ تم کو سلام"

یہاں نرم چال چلنے سے مراد یہ ہے کہ وہ باوقار اور بردبار ہوتے ہیں اور کوئی ناگوار بات سنتے ہی طیش میں نہیں آجاتے۔ سورۂ القصص میں فرمایا:

وَإِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ أَعْرَضُوا عَنْهُ وَقَالُوا لَنَا أَعْمَالُنَا وَلَكُمْ أَعْمَالُكُمْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجَاهِلِينَ ۝ (القصص - ۵۵)

"اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو یہ کہہ کر اس سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کنارہ کش ہو جاتے ہیں کہ "ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے"، تم کو سلام ہے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار نہیں کریں گے"۔

دِل آزاری منع ہے

لکھتے ہوئے اس بات کا خصوصیت سے خیال رہے کہ قلم سے کوئی ایسی بات نہ نکلنے پائے جس سے کسی کی دل آزاری ہو۔ میر انیس اس بات کو کس خوبصورتی سے کہتے ہیں ؎

خیالِ خاطرِ احباب چاہیے ہر دم
انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو

سورۂ الہُمَزَہ کی پہلی آیت ہے :

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۔ (الھمزہ ۔ ۱)

"تباہی ہے ہر اُس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے"۔

سورۂ الحجرات میں صاف منع کر دیا گیا :۔

وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ط

(الحجرات ۔ ۱۱)

"آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو"۔

لُمَزَۃ کے لفظ میں طعن و تشنیع کے علاوہ چوٹیں کرنا، پھبتیاں کسنا، الزام دھرنا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اعتراض جڑنا، عیب چینی کرنا، کھلم کھلا یا زیرلب یا اشاروں سے کسی کو نشانۂ ملامت بنانے کے مفہومات شامل ہیں اور یہ تمام وہ حرکتیں ہیں جو دل آزاری، آپس کے تعلقات بگاڑنے اور معاشرے میں فساد برپا کرنے کا باعث بنتی ہیں۔ اس لیے ان کو حرام کر دیا گیا ہے۔

پردہ پوشی

برائیوں کا تذکرہ خواہ کسی عنوان اور بہانے سے ہو اُس سے فساد پھیلتا ہے۔ ایک بڑا نقصان یہ ہے کہ لوگوں کے کان برائیوں سے آشنا اور مانوس ہو جاتے ہیں اور اُن کے دلوں میں برائیوں سے نفرت میں کمی واقع ہونے لگتی ہے اور ہمیار نفس والے لوگوں کو برائی کی ترغیب ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے برائیوں کے بیان اور اظہار کی ہر صورت کو ناجائز قرار دیا ہے۔ غیبت اگرچہ کسی حقیقی عیوب کے بیان کو کہتے ہیں لیکن اس کے انہی مفاسد کی وجہ سے اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ چغلی بھی اسی لیے ناجائز ہے۔ بہتان اور تہمت طرازی نہایت سنگین جرم ہیں جن کی سزا بہت سخت ہے۔ یہی صورتِ حال فحاشی پھیلانے کی ہے۔ فحاشی حیا کی قاتل ہے اور حیا جزوِ ایمان ہے۔ قرآن کہتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ ۔ (النور - ۱۹)

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک طرف تو تحریر و تقریر یا کسی بھی ذریعے سے فحش اور برائی کو عام کرنے والوں کو قانونی طور پر دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کا مستحق قرار دیا گیا ہے اور دوسری طرف ترغیب و تحریص کے ذریعے سے اسلامی معاشرے کے افراد کی اخلاقی تربیت اس طرح کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اگر وہ کسی شخص میں برائی اور عیب دیکھیں تو اُس کو اُچھالنے کے بجائے اُس کی پردہ پوشی کریں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا :

"مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اُس پر ظلم کرتا ہے نہ اُس کی مدد سے باز رہتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی کسی حاجت کو پورا کرنے میں لگ جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت سے نکالے گا اللہ اُسے روزِ قیامت کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت سے نکال دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس کی عیب پوشی کرے گا۔"

عیب پوشی کی یہ نصیحت صرف مومنوں ہی کو نہیں کی گئی ہے بلکہ خود اللہ اور اُس کے رسولؐ کا اپنا اصول اسی اصول کے مطابق ہے۔ سورۂ الاعراف میں آیا ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

(الاعراف - ۱۷۵)

"اور اے محمدؐ، ان کے سامنے اُس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔ آخر کار شیطان اُس کے پیچھے پڑ گیا، یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس آیت کے الفاظ سے صاف محسوس ہوتا ہے کہ جس کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ ضرور کوئی خاص شخص تھا اور جس کو اللہ کے رسولؐ بھی جانتے تھے لیکن اس کا نام نہ اللہ نے بتایا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں ہی بتایا گیا ہے کہ وہ کون شخص تھا۔ آیت میں اُس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر اُس کی رسوائی کیے بغیر اُس کی مثال دی گئی ہے۔

بیان کی پاکیزگی

اسلام ہمیں شرم و حیا کی جو تعلیم دیتا ہے اُس کا تقاضا ہے کہ ہم بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جائیں۔ ہماری تحریر و تقریر فواحش اور لغویات کے شائبے سے بھی پاک ہو۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ ج

(الانعام ۔ ۱۵۱)

"اور بے شرمی کی باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی"

اور اگر کبھی فحش یا لغو تحریر تمہارے سامنے آجائے تو اُسے لے کر پڑھنے نہیں بیٹھ جانا چاہیئے بلکہ ایسا باوقار طرزِ عمل اختیار کرنا چاہیے:۔

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝

(الفرقان ۔ ۷۲)

"اور کسی لغو چیز پر اُن کا (رحمان کے بندوں کا) گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں"

اِن آیات سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہماری تحریر کو کھلی اور چھپی ہر قسم کی بے حیائی کی باتوں سے پاک ہونا چاہیے۔ عبارت میں جنسی لذتیت اور بے حیائی کا بین السطور بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی شائبہ نہیں پایا جانا چاہیے۔ اور اس کے ساتھ ہی ہمیں کسی لغو چیز کو اپنی تحریر کا موضوع بھی نہیں بنانا چاہیے۔ حتیٰ کہ اگر لکھتے ہوئے بھی کوئی لغو خیال یا نکتہ ذہن میں آئے تو اُسے فوراً جھٹک دینا چاہیے۔ سورۂ المومنون میں فرمایا گیا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝

(المومنون ۔ ۳)

"اور (ایمان لانے والے) لغویات سے دور رہتے ہیں"

قرآن پاک اور احادیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان اصولوں پر بڑی سختی سے عمل کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ یہ جو عام لوگوں میں مشہور ہے کہ "شرع شریف میں شرم نہیں" اس کا یہ مطلب تو صحیح ہے کہ دینی اور علمی مسائل معلوم کرنے اور اُن پر بحث و گفتگو میں غلط بات کی تردید اور حقیقت کے اظہار میں حفظِ مراتب کے خیال اور پاسِ ادب کو مانع نہیں ہونا چاہیئے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جن باتوں کے اظہار میں فطری حیا مانع ہوتی ہے اُنہیں بھی کھلم کھلا بیان کرنا درست ہے۔ قرآنِ مجید میں جہاں بھی ایسی ضروری باتیں بیان ہوئی ہیں اُن کے لیے کنائے اور استعارے کا پیرایہ اختیار کیا گیا ہے جن کو پڑھ کر نہ کسی کا بیمار نفس جنسی تلذذ محسوس کرتا ہے اور نہ آدمی کا احساسِ حیا ہی کوئی گرانی محسوس کرتا ہے۔

نمونے کے طور پر چند آیات ملاحظہ ہوں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ وَلَا جُنُبًا اِلَّا عَابِرِيْ سَبِيْلٍ حَتّٰى تَغْتَسِلُوْا ۭ وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰي سَفَرٍ اَوْ جَاۗءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَاۗىِٕطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَاۗءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَاۗءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا غَفُوْرًا ۝ (النساء-۴۳)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ۔ نماز اس وقت پڑھنی چاہیے جب تم جانو کہ کیا کہہ رہے ہو۔ اور اسی طرح جنابت کی حالت میں بھی نماز کے قریب نہ جاؤ جب تک کہ غسل نہ کر لو اِلّا یہ کہ راستے سے گزرتے ہو۔ اور اگر کبھی ایسا ہو کہ تم بیمار ہو، یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی شخص رفع حاجت کر کے آئے، یا تم نے عورتوں سے لمس کیا ہو اور پھر پانی نہ ملے تو پاک مٹی سے کام لو اور اُس سے اپنے چہروں اور ہاتھوں پر مسح کر لو۔ بے شک اللہ نرمی سے کام لینے والا اور بخشش فرمانے والا ہے۔"

فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ ۚ فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ۭ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ مِنْكُمْ ۔

(النساء-۲۵)

"لہٰذا اُن کے سرپرستوں کی اجازت سے اُن کے ساتھ نکاح کر لو اور معروف طریقے سے اُن کے مہر ادا کرو تاکہ وہ حصارِ نکاح میں محفوظ (محصنات) ہو کر رہیں، آزاد شہوت رانی نہ کرتی پھریں اور نہ چوری چھپے آشنائیاں کریں، پھر جب وہ حصارِ نکاح میں محفوظ ہو جائیں تو اُن پر اُس سزا کی بہ نسبت آدھی سزا ہے جو خاندانی عورتوں (محصنات)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے مقرر ہے۔ یہ سہولت تم میں سے ان لوگوں کے لیے پیدا کی گئی ہے جن کو شادی نہ کرنے سے بندِ تقویٰ کے ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہو۔"

وَلُوطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ

(الاعراف۔ ۸۰، ۸۱)

"اور لوط کو ہم نے پیغمبر بنا کر بھیجا، پھر یاد کرو جب اُس نے اپنی قوم سے کہا: کیا تم ایسے بے حیا ہو گئے ہو کہ وہ فحش کام کرتے ہو جو تم سے پہلے دنیا میں کسی نے نہیں کیا؟ تم عورتوں کو چھوڑ کر مردوں سے اپنی خواہش پوری کرتے ہو۔"

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

(الاعراف۔ ۱۸۹، ۱۹۰)

"وہ اللہ ہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی کی جنس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس کے پاس سکون حاصل کرے۔ پھر جب مرد نے عورت کو ڈھانک لیا تو اُسے ایک خفیف سا حمل رہ گیا جسے لیے وہ چلتی پھرتی ہے۔ پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تو دونوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے مل کر اللہ، اپنے رب سے دعا کی کہ اگر تو نے ہم کو اچھا سا بچہ دیا تو ہم تیرے شکر گزار ہوں گے مگر جب اللہ نے ان کو ایک صحیح وسالم بچہ دے دیا تو وہ اس کی بخشش وعنایت میں دوسروں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے۔ اللہ بہت بلند وبرتر ہے ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ کرتے ہیں۔"

اب احادیث کے اندازِ پاکیزہ بیانی کا بھی ایک نمونہ دیکھیے:

"آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔ دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے، آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے، ہاتھ لگانا اور ناجائز مقاصد کے لیے چلنا ہاتھ پاؤں کا زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہو چکتی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اس کی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں۔"

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

حیا اور شائستگی کا تقاضا ہے کہ جب بھی ایسے امور کا بیان ناگزیر ہو تو کھلے لفظوں میں بیان کرنے کے بجائے استعارے اور کنائے میں بیان کیا جائے۔ لفظِ زنا کے لغوی معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ ابتدا میں یہ لفظ بھی استعارے کے طور پر ہی خاص مفہوم میں استعمال کیا گیا تھا۔

نرم دمِ گفتگو

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک شخص اپنے کلام میں اُن تمام اخلاقی ہدایات کو تو ملحوظ رکھے، لیکن اُس کا لہجہ سخت اور تیز ہو اور اُس کی اس ایک کوتاہی کی وجہ سے کلام میں وہ تاثیر پیدا نہ ہو سکے جو مخاطب کو متاثر کرنے کے لیے ضروری ہے۔ اسی لیے حضرت موسیٰ اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہارون علیہما السلام کو فرعون کے پاس بھیجتے وقت یہ ہدایت ضروری سمجھی گئی :

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ-۴۴)

"تم دونوں اُس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا"

بھلے مانسوں کا شیوہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مہذب اور شریفانہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ ہر آدمی کے ساتھ ادب و احترام سے پیش آتے ہیں۔ فضول اور بے مقصد بات نہیں کرتے اُن کا طرزِ کلام طنز و تعریض اور تمسخر سے پاک ہوتا ہے۔ بات چیت میں حفظِ مراتب کا لحاظ رکھتے ہیں۔ اختلاف کرتے ہیں تو سلیقے سے اور متفق ہوں تو بھی خوشامدانہ لہجہ اختیار کر کے اپنی عزتِ نفس کو مجروح نہیں ہونے دیتے۔

اس کے ساتھ ہی مسلمانوں کو یہ ہدایت بھی کی گئی کہ اسلامی معاشرے میں بزرگی کا معیار علم و تقویٰ ہے۔ جو جتنا متقی ہے۔ اللہ کے نزدیک اتنا ہی عزت والا ہے۔ اس لیے اصحابِ علم و تقویٰ کو جو اپنے علم و تقویٰ کی بنا پر نائبِ رسول بھی ہیں، ادب و احترام سے مخاطب کرو :

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (النور-۶۳)

"مسلمانو، اپنے درمیان رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کا سا بلانا نہ سمجھ بیٹھو"

ہر چند کہ یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے لیکن عُلمائے حق کو نائبِ رسول ہونے کی حیثیت میں اس حد تک اس کا فائدہ ضرور پہنچتا ہے کہ عام لوگوں کے مقابلے میں اُن کے ادب و احترام کا زیادہ خیال رکھا جائے۔ بدقسمتی سے ہماری صحافت میں علمائے کرام کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی بے باکی کا رویہ اختیار کیا جاتا ہے جو کسی اچھی ذہنیت کا مظاہرہ نہیں ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میٹھے بول کی اہمیت

حُسنِ سلوک اور حُسنِ معاشرت کا تقاضا تو یہ ہے کہ آدمی ہر شخص کے ساتھ بھلے مانسوں کی طرح گفتگو مہذب انداز میں کرے۔ قطع نظر اس سے کہ مخاطب کون ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ آدمی بوجوہ کسی شخصیت کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آنے کے لیے خود کو آمادہ نہ پائے۔ ایسی صورت میں بھی اسلام کا حکم تو یہی ہے کہ آدمی اخلاق و شائستگی اور صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے کیونکہ بد اخلاقی کسی حالت میں بھی مومن کے شایانِ شان نہیں ہے۔ اسی لیے مومنوں کو ہدایت کی گئی ہے:

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط (النساء-۸۶)

"اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اُس کو اُس سے بہتر طریقے کے ساتھ جواب دو یا کم از کم اُسی طرح۔"

اِس سے یہ اصول بھی نکلتا ہے کہ بحث و گفتگو میں دوسرا فریقِ گفتگو کا جو انداز اختیار کرے اُس کا جواب اُس سے بہتر انداز میں اور زیادہ شائستگی کے ساتھ دیا جائے۔ ورنہ کم از کم اُس کے جتنا اخلاق تو ضرور ہی برتا جائے۔ رہی یہ بات کہ کوئی شخص اخلاق و شائستگی کے معیار سے گری ہوئی زبان استعمال کر رہا ہے تو اُس کی سطح پر اُتر آنا مومن کا کام ہرگز نہیں ہے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ایک بار حضورؐ نے فرمایا:

"کیا میں تمہیں بتاؤں کہ دوزخ والے کون ہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ! فرمایا: ہر درشت مزاج، شیخی خور، مغرور۔"

آدمی کی تحریر اور تقریر اُس کے اخلاق اور اُس کی سیرت و شخصیت کی غماز ہوتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی اسی اہمیت کے پیشِ نظر حضورؐ نے فرمایا :

" جو دونوں جبڑوں کے بیچ یعنی زبان پر قابو رکھے گا وہ جنت میں جائے گا " (مؤطا امام مالک)

زبان کی طرح صحافی اور ادیب کے قلم کو بھی بے قابو نہیں ہونا چاہیے۔ قرآن مجید میں ایک میٹھے بول کو رعونت اور نخوت سے کی جانے والی لاکھوں روپے کی خیرات سے بہتر قرار دیا گیا ہے :

قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ۗ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَلِيْمٌ ۝ (البقرہ ۲۶۳)

" ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے، جس کے پیچھے دکھ ہو۔ اللہ بے نیاز ہے اور بردباری اُس کی صفت ہے "

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷

صحافت مشن اور پالیسی

اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی مثال ایسے ہتھیار کی ہے جس سے حفاظتِ جان و مال بھی ہو سکتی ہے اور قتل و غارت گری بھی، جس کو ظلم کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ظلم کو روکنے کیلئے بھی، جو خیر و صداقت کی تبلیغ و ترویج کا ذریعہ بھی ہے اور فحش اور منکرات اور باطل کے پرچار کا وسیلہ بھی۔ اس سے اصلاح بھی کی جا سکتی ہے اور فساد بھی پھیلایا جا سکتا ہے۔ صحافت کا یہی وہ پہلو ہے جو اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ کے لیے ضابطۂ اخلاق کے علاوہ کسی طے شدہ پالیسی کا بھی تقاضا کرتا ہے۔

طے شدہ پالیسی کی ضرورت یوں بھی پیش آتی ہے کہ اس ہتھیار کے موثر ہونے کا دارومدار اس کی تعدادِ اشاعت پر ہے جتنی زیادہ اشاعت ہو گی یہ اتنا ہی زیادہ مؤثر ہو گا۔ اشاعت بڑھنے سے اخبار کے اثر اور وقار میں اضافے کے ساتھ ساتھ اشتہارات کے حصول میں بھی آسانی ہوتی ہے اور دوسرے بہت سے کاروبار کیلئے بھی حاصل ہوتے ہیں۔

اشاعت بڑھانے کی خواہش اخبار کی پالیسی پر براہِ راست اثر ڈالتی ہے۔ بعض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخبارات اشاعت بڑھانے کے لیے ایسے ہتھکنڈے اختیار کرتے ہیں جو اصولی اور اخلاقی طور پر درست نہیں ہوتے۔ وہ انسانی نفس کی کمزوریوں، لذتوں اور شہوات کا سہارا لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ جنس و جرائم کے واقعات کی مبالغہ آمیز خبریں، عریاں اور فحش مضامین، فیچر اور تصویریں شائع کر کے اخبار کی فروخت بڑھاتے ہیں اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتے کہ اس کا معاشرے کے اخلاق پر کیا اثر ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی صحافت کو اصطلاح میں زرد صحافت کہتے ہیں۔ ①

اس کے مقابلے میں ایک قسم "عوام پسند صحافت" کی ہے۔ عوام پسند صحافت سے تعلق رکھنے والے اخبارات کے سامنے بھی یہی سوال ہوتا ہے کہ اپنی اشاعت میں کیسے اضافہ کیا جائے۔ اس کا طریقہ وہ یہ نکالتے ہیں کہ رائے عامہ کی رہنمائی اور تربیت، کا خیال چھوڑ کر زیادہ تر وہی باتیں شائع کرتے ہیں جنہیں عوام پسند کرتے ہیں، خواہ اُن سے معاشرے کی اصلاح اور قومی کردار کی تعمیر میں کوئی مدد ملتی ہے یا نہیں۔ ②

صحافت کی ایک اور قسم "خواص پسند یا باوقار صحافت" ہے۔ اس قسم سے تعلق رکھنے والے اخبارات کے سامنے کچھ اعلیٰ قدریں ہوتی ہیں اور وہ پڑھے لکھے اور سوجھ بوجھ رکھنے والے لوگوں کے حلقے میں نفوذ حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلامی معاشرے میں صرف اس آخری قسم کی صحافت کی گنجائش ہے، باقی دونوں طرح کی صحافت کا کوئی جواز نہیں، بلکہ زرد صحافت انتہائی قابلِ مذمت ہے۔ ③

اشاعت بڑھانے کی خواہش باوقار صحافت کے علمبردار اخبارات کو بھی ہوتی ہے اور یہ ایک فطری خواہش و ضرورت ہے۔ اخبار زیادہ سے زیادہ ہاتھوں میں پہنچے سے اگر ایک طرف ابلاغِ عام اور اتمامِ حجت کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں تو دوسری طرف اخبار کی کاروباری بنیاد مستحکم ہوتی ہے اور وہ زیادہ بے لاگ انداز میں اپنی رائے کا اظہار کر سکتا ہے۔ ایسے اخبار اپنی اشاعت بڑھانے کے لیے صحت مند اور جائز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طریقے اختیار کرنے اور کر سکتے ہیں۔ مثلاً وہ یہ کر سکتے ہیں کہ زندگی کے مختلف شعبوں کی تازہ ترین اور مصدقہ خبریں اور مسائل و مشکلات کو اہتمام سے پیش کریں۔ حالات و واقعات کے پس منظر کی زیادہ دقتِ نظر سے تشریح و توجیہہ کریں تاکہ لوگوں کی ذہنی تربیت ہو۔

اس کے علاوہ ایسے معیاری مضامین شائع کیے جائیں جو لوگوں کی صحت مند تفریح کا باعث بنیں اور اُن کے ذوق کی تہذیب و تسکین بھی ہو سکے۔

اسی طرح کاروباری لحاظ سے اخبار کو مستحکم بنانے کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ تجارت اور دیانت کے اسلامی اصولوں پر سختی سے عمل کیا جائے اور بلیک میلنگ سمیت اُن تمام مذموم ہتھکنڈوں سے پرہیز کیا جائے جن سے کمائی حرام ہو جاتی ہے۔

اسلام نے ہمیں روح و جسم دونوں کے تقاضے پورے کرنے اور دونوں سے انصاف کرنے کا حکم دیا ہے۔ حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً کی قرآنی دعا کا یہی مقصد ہے۔ ہمیں رزقِ حرام کمانے اور کھانے سے اس لیے روکا گیا ہے کہ اس سے ہماری روح کی ترقی متاثر ہوتی ہے اور رہبانیت کی زندگی اختیار کرنے سے اس لیے منع کیا گیا ہے کہ ایسا کرنے سے ہمارا نفس اللہ تعالیٰ کی حلال اور طیب نعمتوں اور آسائشوں سے محروم ہو کر دنیا میں اُس کردار کو ادا کرنے کے قابل نہیں رہتا جس کو کامیابی سے ادا کرنے پر آخرت کی کامیابی کا انحصار ہے۔

✓ اس نقطۂ نظر سے اخبار کے کاروباری اور مقصدی پہلوؤں میں بھی توازن اور تناسب قائم رکھنا ضروری ہے۔ توازن قائم کرنے کا مطلب شاید دونوں پہلوؤں کو ایک سطح پر رکھنا ہوگا۔ اس لیے ہم نے تناسب کا لفظ بھی بڑھا دیا ہے۔ مقصد کسی وقت آدمی سے شہادت کا مطالبہ بھی کر بیٹھتا ہے اور جب یہ صورت پیش ہو تو کاروبار کیا چیز ہے جسم و جان دونوں پر مقصد کو فوقیت دینا پڑتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحافت کے مشن ہونے کے پہلو کا بھی یہی تقاضا ہے کہ حق و انصاف کو سربلند کرنے کا مقصد کاروباری مصلحتوں کی نذر ہو کر نہ رہ جائے۔ اور اگر فیصلہ دونوں میں سے ایک کے حق میں کرنا پڑے تو ایسا فیصلہ بہرحال مقصد کے حق میں ہونا چاہیے۔

اخبار کی پالیسی ہی سے متعلق ایک اور پہلو یہ ہے کہ مغربی صحافت کی تقلید میں ہمارے اخبارات میں سے بعض کی پالیسی دائیں بازو کی ہے۔ کوئی قدامت پرستی کا ترجمان بنا ہوا ہے تو کوئی جدت پسندی اور نئی روشنی کے نام پر مغربی تہذیب کو عام کرنے میں لگا ہوا ہے۔ اگر کوئی مغرب کے قوم پرستی کے نظریے سے متاثر ہے تو اُس نے قومی مفاد کی حمایت کو اپنی پالیسی قرار دے رکھا ہے اور ہر بات کو قوم کے نفع و نقصان کے پیمانوں سے ناپنے کی کوشش میں ہے۔ حالانکہ قومی مفاد تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ جب بھارت نے جوناگڑھ پر فوج کشی کر کے قبضہ کیا تو اپنے اس فعل کو یہ کہہ کر جائز قرار دیا کہ جوناگڑھ کے مسلمان نواب کو پاکستان سے الحاق کرنے کا حق اس لیے نہیں تھا کہ وہاں کے عوام کی اکثریت ہندوؤں پر مشتمل تھی لیکن جب اُس نے مسلم اکثریت کی ریاست جموں و کشمیر میں فوجیں داخل کیں تو دلیل یہ دی کہ کشمیر کے راجہ نے بھارت سے الحاق کی درخواست کی ہے اس لیے کشمیر بھارت کا حصہ ہے۔

سیکولر، قوم پرست اور اشتراکی نظریات کی حامل صحافت تو اپنی پالیسی کے انتخاب میں آزاد ہے۔ جیسی اور جس قسم کی حکمتِ عملی اختیار کرنا چاہے کر سکتی ہے لیکن اسلامی صحافت خلق کے ساتھ ساتھ خدا کے سامنے جوابدہ ہونے کی وجہ سے صرف وہی پالیسی اختیار کرنے پر مجبور ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ نے اُس کے لیے دائمی طور پر طے کر دی ہے۔ وہ پالیسی یہ ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى
وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۠ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ
اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝

(المائدہ ۵-۲)

"اور دیکھو، ایک گروہ نے جو تمہارے لیے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم بھی اُن کے مقابلے میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو۔ نہیں! جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں اُن میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں اُن میں کسی سے تعاون نہ کرو، اللہ سے ڈرو، اُس کی سزا بہت سخت ہے۔"

اِسی سورۃ میں ذرا آگے چل کر پھر تاکید کی جا رہی ہے:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ؕ اِعْدِلُوْا
هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز (المائدہ ۵-۸)

"کسی گروہ کی دشمنی تم کو اتنا مشتعل نہ کر دے کہ انصاف سے پھر جاؤ، عدل کرو یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے۔"

اور سورہ الانعام میں یہ اصول بتایا گیا ہے:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ج

(الانعام ۶-۱۵۲)

"اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ اپنے رشتہ داروں ہی کا کیوں نہ ہو۔"

ایک اور اصول یہ بتایا گیا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ ط (البقرہ ۲ - ۱۶۸)

"اور شیطان کی پیروی نہ کرو۔"

دائیں بازو، بائیں بازو، سیکولرازم، نیشنلزم، سوشلزم اور اس طرح کے ہر ازم اور نظریے کی حمایت گویا اسلام کی مخالفت کے مترادف ہے۔ اسلامی صحافت کی پالیسی یہ ہونی چاہیے کہ کسی بھی غیر اسلامی نظریے یا طاقت کی حمایت نہ کی جائے بلکہ ان کی تردید اور حوصلہ شکنی کی جائے، البتہ جب وہ کوئی اچھی بات کہیں یا کوئی اچھا کام کریں تو اس بات یا کام کی حمایت ضرور کی جائے۔ مخالفت برائے مخالفت بجائے خود غیر اسلامی حرکت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جس نے کسی حاکم کو راضی کرنے کے لیے وہ بات کی جو اس کے رب کو ناراض کر دے تو وہ اللہ کے دین سے نکل گیا۔"

(کنز العمال)

ایک اور حدیث میں آتا ہے:

"عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم کے معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ دے۔"

مقصد یہ ہے کہ کسی بھی طرح کے تعصب، پارٹی بازی، دوستی یا عداوت کی بنا پر حق و انصاف کے منافی کوئی بات نہ لکھی جائے۔ الحب للہ والبغض للہ کا اصول کبھی نظر سے اوجھل نہ ہونا چاہیے اور ہمیشہ اس سوچ اور جذبے کے ساتھ قلم اٹھانا چاہیے:

اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ط وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللّٰهِ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝

(ھود - ۸۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں تو اصلاح کرنا چاہتا ہوں جہاں تک بھی میرا بس چلے۔ اور یہ جو کچھ میں کرنا چاہتا ہوں اس کا سارا انحصار اللہ کی توفیق پر ہے، اسی پر میں نے بھروسہ کیا اور ہر معاملے میں اُسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۸)

صحّتِ خبر کی اہمیّت

اب تک کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ صحافت ایک نہایت اہم، مفید اور مقدّس فن ہے۔ صحافی کئی جہتوں اور پہلوؤں سے معاشرے کی خدمت کرتا ہے۔ وہ تازہ ترین اطلاعات اور معلومات مہیا کر کے لوگوں کو اندھیرے سے اُجالے میں لاتا ہے۔ جو وہ نہیں جانتے اُنہیں اس سے آگاہ کر کے اُن کی تعلیم کرتا ہے۔ حالات و واقعات کے اہم پہلوؤں کو واضح کر کے اُن کی رہنمائی کرتا ہے۔ اُنہیں اندرونی اور بیرونی خطرات سے ہوشیار اور خبردار کرتا ہے۔ رائے عامہ ہموار کر کے حکومت کو عام آدمی کے مسائل حل کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ جابر حکمرانوں کو اُن کے غلط اقدامات پر ٹوکتا ہے اور کمزوروں کے ساتھ ہونے والے ظلم و ستم کے خلاف آواز اٹھاتا ہے۔

ایک صحافی کے یہ تمام فرائض ایسے ہیں جو اُس سے انتہائی ذمہ دارانہ طرزِ عمل کا تقاضا کرتے ہیں تاکہ جو کچھ لکھے اور اخبار میں چھپے اس پر یقین و اعتماد کیا جائے، کسی کے لیے اُس کو جھٹلانا ممکن نہ ہو۔ بالخصوص اہم واقعات اور دور رس اثرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حامل باتوں کے بارے میں بہت ہی زیادہ احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ اطلاعات کی فراہمی اور خبروں کی اشاعت میں بعض اوقات معمولی سی غفلت اور بے احتیاطی سے بھی نہایت پریشان کن صورتِ حال پیدا ہو سکتی ہے۔ کسی شخص یا گروہ کے بارے میں غلط خبر چھپ جانے سے اُسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے اور بدنامی اور بے عزتی بھی ہو سکتی ہے۔ اس طرح یہ حقوق العباد کا معاملہ بھی ہے جس کو دین و اخلاق میں بہت اہمیت حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام میں صحتِ خبر پر بہت زور دیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰي مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ۝ (الحجرات - ۶)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیمان ہو۔"

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ قبیلہ بنی المصطلق جب مسلمان ہو گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ولیدؓ بن عقبہ کو اُن سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ یہ بنی المصطلق کے علاقے میں پہنچے تو کسی وجہ سے ڈر گئے اور اہلِ قبیلہ سے ملے بغیر مدینے واپس جا کر حضورؐ سے شکایت کی کہ انہوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے اور مجھے قتل کرنا چاہتے تھے۔ حضورؐ یہ خبر سُن کر سخت ناراض ہوئے۔ آپؐ اُن لوگوں کی سرکوبی کے لیے ایک دستہ روانہ کرنے والے تھے کہ بنی المصطلق کے سردار حارثؓ بن ضرار خود ایک وفد لے کر پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ہم نے تو ولیدؓ کو دیکھا تک نہیں، کجا کہ زکوٰۃ دینے سے انکار اور اُن کے قتل کے ارادے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا سوال پیدا ہو۔

اس طرح ایک بے بنیاد خبر پر اعتماد کر لینے کی وجہ سے ایک عظیم غلطی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی :

" جب کوئی اہمیت رکھنے والی خبر جس پر کوئی بڑا نتیجہ مرتب ہوتا ہو، تمہیں ملے تو اس کو قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے۔ اگر وہ کوئی فاسق ہو یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتا رہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے تحقیق کر لو کہ امر واقعہ کیا ہے "

اسی اصولی ہدایت کو بنیاد بنا کر محدثین اور فقہا نے کئی اہم شرعی قاعدے اخذ کیے ہیں۔ بہر حال :

" اس امر پر اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ عام دنیوی معاملات میں ہر خبر کی تحقیق اور خبر لانے والے کے لائقِ اعتماد ہونے کا اطمینان کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ آیت میں لفظ نبأ استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق ہر خبر پر نہیں ہوتا بلکہ اہمیت رکھنے والی خبر پر ہوتا ہے اس لیے فقہاء کہتے ہیں کہ عام معاملات پر یہ قاعدہ جاری نہیں ہوتا۔

اسی طرح اہلِ علم کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ جن لوگوں کا فسق، جھوٹ اور بدکاری کی نوعیت کا نہ ہو بلکہ فسادِ عقیدہ کی بنا پر وہ فاسق قرار پاتے ہوں اُن کی شہادت بھی قبول کی جا سکتی ہے اور روایت بھی۔ محض اُن کے عقیدے کی خرابی اُن کی شہادت یا روایت قبول کرنے میں مانع نہیں ہے " (تفہیم القرآن جلد پنجم۔ صفحہ ۴۷)

کم اہم یا غیر اہم خبروں کو بلا تحقیق قبول کر لینے کی اس رعایت کا یہ مقصد ہرگز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے کہ ایسی خبروں کے بارے میں سرے سے کسی احتیاط ہی کی ضرورت نہیں ہے۔ احتیاط، فرض شناسی اور احساس ذمہ داری کا بنیادی تقاضا ہے اس لیے یہ ہر حال میں ضروری ہے۔ قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۭ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ۔

(النساء۔ ۸۳)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسولؐ اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو اُن کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے نتیجہ اخذ کر سکیں۔"

لیکن اگر کوئی شخص احتیاط سے کام نہیں لیتا اور جو کچھ سنتا ہے پھیلا دیتا ہے تو ایسا آدمی ثقہ اور معتبر نہیں ہو سکتا۔ حدیث میں آتا ہے:

كفى بالمرء كذبًا ان يحدث بكل ما سمع ۔

(صحیح مسلم)

"آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی دلیل ہے کہ وہ جو کچھ سُنے، اسے آگے بیان کر دے۔"

ایک اور موقع پر حضورؐ نے فرمایا:

"سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ سمجھے حالانکہ تم نے جو بات کہی وہ جھوٹی تھی۔"

(ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک صحافی کا کام یہ ہے کہ وہ اطمینان بخش یا خوفناک خبر کو سنتے ہی شائع نہ کر دے بلکہ اُس کی صحت کو اچھی طرح جانچنے پرکھنے اور اگر خود کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اپنے ادارے کے کسی ایسے ذمہ دار رکن سے مشورہ کرے جو خبر کی جانچ پرکھ کا ملکہ رکھتا ہو تاکہ وہ اس کے قابلِ اشاعت ہونے، نہ ہونے کا فیصلہ کر سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مخبرِ صادق بھی کہا جاتا ہے۔ انہوں نے ہمیں غیب کے بارے میں خبریں دی ہیں۔ آپؐ کی احادیث کو بھی اصطلاح میں خبرؐ کہا جاتا ہے۔ آپؐ کا قول چونکہ دین میں حجت کا درجہ رکھتا ہے اور اسلامی آئین و قانون کی بنیاد ہے اس لیے محدثین نے آپؐ سے منسوب کی جانے والی ہر بات کو آنکھیں بند کر کے قبول نہیں کر لیا، بلکہ اس کی چھان پھٹک نہایت کڑے معیاروں پر کی ہے اور ایسے اصول مقرر کیے ہیں جن کی مثال دنیا کا دوسرا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔

تحقیقِ خبر کے اسلامی اُصول

محدثین نے کسی روایت کو پرکھنے کے اصول خود قرآن کی اس ہدایت سے اخذ کیے کہ جب کوئی خبر سنو تو اُس کے ذریعے کے معتبر ہونے کی تحقیق کر لو۔ اس ہدایت کی روشنی میں کسی روایت کو پرکھنے کا پہلا اصول یہ ہے:

"جو واقعہ بیان کیا جائے اُس شخص کی زبان سے بیان کیا جائے جو خود شریکِ واقعہ تھا اور اگر خود نہ تھا تو شریکِ واقعہ تک تمام راویوں کا نام بالترتیب بتایا جائے۔ اس کے ساتھ یہ بھی تحقیق کیا جائے کہ جو اشخاص سلسلۂ روایت میں آئے کون لوگ تھے؟ کیسے تھے؟ اُن کے مشاغل کیا تھے؟ چال چلن کیسا تھا؟ حافظہ کیسا تھا؟ سمجھ کیسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھی ؛ ثقہ تھے یا غیر ثقہ ؛ سطحی الذہن تھے یا دقیقہ بیں ؛ عالم تھے یا جاہل ؟"

احادیث اور روایات کی پرکھ کے سلسلے میں اس اصول کے تحت راویوں کے بارے میں معلومات جمع کرنا بہت مشکل کام تھا مگر محدثین نے نہایت محنت اور جانفشانی سے کام لے کر ایک لاکھ سے بھی زیادہ لوگوں کے تفصیلی حالات جرح و تعدیل کے ساتھ جمع کر کے اسماء الرجال کا عظیم الشان فن مرتب کر ڈالا۔

یہ ہے روایت کو پرکھنے کا اصول، لیکن قرآن پاک میں حضرت عائشہ رضؓ صدیقہ کی برأت کے متعلق جو آیتیں نازل ہوئیں اُن میں سے ایک آیت یہ ہے :

وَلَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَا اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا سُبْحَانَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

(النور-۱۴)

"کیوں نہ اسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیبا نہیں دیتا۔ سبحان اللہ یہ تو بہت بڑا بہتان ہے۔"

اس آیت سے ایک اصول یہ بھی ہاتھ آیا کہ اس قسم کا خلافِ قیاس جو بھی واقعہ بیان کیا جائے اُسے فوراً غلط سمجھ لینا چاہیے۔ ایسے واقعات کے راویوں کے ثقہ یا غیر ثقہ ہونے کی تحقیق میں پڑنے کی ضرورت ہی نہیں مثلاً :

"حضرت ابوہریرہؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سامنے جب بعض فقہا کے اس قول کو کہ آگ پر پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا تو حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر یہ صحیح ہو تو اُس پانی کے پینے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا جو آگ پر گرم کیا گیا ہو۔" (صحیح ترمذی، باب الوضوء)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تحقیق کے اس اصول کو درایت کہتے ہیں۔ محدثین نے درایت کے اصول بھی منضبط کیے ہیں:

"ابن جوزیؒ نے کہا ہے کہ جس حدیث کو دیکھو کہ عقل یا اصولِ مُسلّمہ کے خلاف ہے تو جان لو کہ وہ مصنوعی ہے۔ اس کی نسبت اس بحث کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں یا غیر معتبر۔ اسی طرح وہ حدیث قابلِ اعتبار نہیں جو محسوسات اور مشاہدات کے خلاف ہو اور تاویل کی گنجائش نہ رکھتی ہو۔ یا وہ حدیث جس میں ذرا سی بات پر سخت عذاب کی دھمکی ہو یا معمولی کام پر بہت بڑے ثواب کا وعدہ ہو، یا وہ حدیث جس میں لغویت پائی جائے مثلاً یہ کہ کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ۔ اسی لیے بعض محدثین نے لغویت کو راوی کے کذب کی دلیل قرار دیا ہے۔ یہ تمام قرینے خود روایت سے متعلق ہیں کبھی یہ قرائن راوی سے متعلق ہوتے ہیں مثلاً غیاث کا واقعہ خلیفہ مہدی کے ساتھ۔ یا جب کہ راوی کوئی ایسی حدیث بیان کرے جو اور کسی نے نہ بیان کی ہو اور خود راوی جس سے روایت کرتا ہے اُس سے ملا تک نہ ہو، یا وہ حدیث جس کو ایک راوی بیان کرتا ہے حالانکہ بات ایسی ہے کہ اس سے اوروں کا بھی مطلع ہونا ضروری تھا جیسا کہ خطیب بغدادی نے کتاب الکفایہ کے شروع میں اس کی تصریح کی ہے، یا وہ روایت جس میں کسی عظیم الشان واقعے کا ذکر ہے اگر وہ واقعہ ہوا ہوتا تو سینکڑوں آدمی اُس کو بیان کرتے مثلاً یہ واقعہ کہ کسی دشمن نے حاجیوں کو کعبے کے حج سے روک دیا۔"

اس عبارت کا ماحصل یہ ہے کہ حسب ذیل صورتوں میں روایت اعتبار کے قابل نہ ہوگی اور اس کے متعلق اس تحقیق کی ضرورت نہیں کہ اس کے راوی معتبر ہیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں۔

۱۔ جو روایت عقل کے مخالف ہو۔

۲۔ جو روایت اصولِ مسلّمہ کے خلاف ہو۔

۳۔ محسوسات اور مشاہدات کے خلاف ہو۔

۴۔ قرآن مجید یا حدیثِ متواترہ یا اجماعِ قطعی کے خلاف ہو اور اس میں تاویل کی کچھ گنجائش نہ ہو۔

۵۔ جس حدیث میں معمولی بات پر سخت عذاب کی دھمکی دی گئی ہو۔

۶۔ معمولی کام پر بہت بڑے انعام کا وعدہ ہو۔

۷۔ وہ روایت رکیک المعنی ہو مثلاً کدو کو بغیر ذبح کیے نہ کھاؤ۔

۸۔ جو راوی کسی ایسے شخص سے ایسی روایت بیان کرتا ہے کہ کسی اور نے نہیں کی اور یہ راوی اُس شخص سے نہ ملا ہو۔

۹۔ جو روایت ایسی ہو کہ تمام لوگوں کو اس سے واقف ہونے کی ضرورت ہو بایں ہمہ ایک راوی کے سوا کسی اور نے روایت نہ کی ہو۔

۱۰۔ جس روایت میں ایسا قابلِ اعتنا واقعہ بیان کیا گیا ہو کہ اگر وقوع میں آتا تو سینکڑوں آدمی اس کو روایت کرتے، باوجود اس کے صرف ایک ہی راوی نے اُس کی روایت کی ہو۔ (سیرت النبی جلد اوّل۔ صفحہ ۴۴)

ملا علی قاریؒ نے اپنی کتاب موضوعات کے خاتمے میں حدیثوں کے نامعتبر ہونے کے چند اصول تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں۔ مولانا شبلی نعمانی نے سیرت النبی میں اُن کا خلاصہ یوں بیان کیا ہے:

۱۔ جس حدیث میں فضول باتیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے نہیں نکل سکتیں مثلاً یہ کہ جو شخص لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے خدا اُس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلمے سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کے ستر زبانیں ہوتی ہیں۔ ہر زبان میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ الخ

۲۔ وہ حدیث جو مشاہدے کے خلاف ہو مثلاً بینگن کھانا ہر مرض کی دوا ہے۔

۳۔ وہ حدیث جو صریح حدیثوں کے مخالف ہو۔

۴۔ جو حدیث واقعہ کے خلاف ہو مثلاً یہ کہ دھوپ میں رکھے ہوئے پانی سے غسل نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے برص پیدا ہوتا ہے۔

۵۔ وہ حدیث جو انبیاء علیہم السلام کے کلام سے مشابہت نہ رکھتی ہو مثلاً یہ حدیث کہ تین چیزیں نظر کو ترقی دیتی ہیں، سبزہ زار، آب رواں اور خوبصورت چہرے کا دیکھنا۔

۶۔ وہ حدیثیں جن میں آئندہ واقعات کی پیشین گوئی بقید تاریخ مذکور ہوئی ہو مثلاً یہ کہ فلاں سنہ اور فلاں تاریخ میں یہ واقعہ پیش آئے گا۔

۷۔ وہ حدیثیں جو طبیبوں کے کلام سے مشابہ ہوتی ہیں مثلاً یہ کہ ہریسہ کھانے سے قوت آتی ہے یا یہ کہ مسلمان شیریں ہوتا ہے اور شیرینی پسند کرتا ہے۔

۸۔ وہ حدیث جس کے غلط ہونے کے دلائل موجود ہوں مثلاً عوج بن عنق کا قد تین ہزار گز تھا۔

۹۔ وہ حدیث جو صریح قرآن کے خلاف ہو مثلاً دنیا کی عمر سات ہزار برس کی ہے کیونکہ اگر یہ روایت صحیح ہو تو ہر شخص بتا دے گا کہ قیامت کے آنے میں اس قدر دیر ہے۔ حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ قیامت کا وقت کسی کو معلوم نہیں۔

۱۰۔ جس حدیث کے الفاظ رکیک ہوں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ وہ حدیثیں جو قرآن مجید کی الگ الگ سورتوں کے فضائل میں وارد ہیں۔ حالانکہ یہ حدیثیں تفسیر بیضاوی اور کشاف وغیرہ میں منقول ہیں۔

(سیرت النبی جلد اوّل۔ صفحات ۴۵ تا ۴۷)

اِن اصولوں کو محدثین نے جس طرح برتا اُس کی ایک مثال ملاحظہ ہو:

"ایک واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے یہودیوں کو جزیہ سے معاف کر دیا تھا اور معافی کی دستاویز لکھوا دی تھی۔"

ملا علی قاری اس روایت کے متعلق لکھتے ہیں کہ یہ روایت مختلف وجوہ سے باطل ہے:

۱۔ اس معاہدے پر سعدؓ بن معاذ کی گواہی بیان کی جاتی ہے حالانکہ وہ غزوۂ خندق میں وفات پا چکے تھے۔

۲۔ دستاویز میں کاتب کا نام معاویہؓ ہے حالانکہ وہ فتح مکہ میں اسلام لائے۔

۳۔ اس وقت تک جزیہ کا حکم ہی نہیں آیا تھا۔ جزیہ کا حکم قرآن مجید میں جنگ تبوک کے بعد نازل ہوا ہے۔

۴۔ دستاویز میں تحریر ہے کہ یہودیوں سے بیگار نہیں لی جائے گی۔ حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بیگار کا رواج ہی نہ تھا۔

۵۔ خیبر والوں نے اسلام کی سخت مخالفت کی تھی اُن سے جزیہ کیوں معاف کیا جاتا!

۶۔ عرب کے دور دراز حصوں میں جب جزیہ معاف نہیں ہوا حالانکہ ان لوگوں نے چنداں مخالفت اور دشمنی نہیں کی تھی تو خیبر والے کیونکر معاف ہو سکتے تھے۔

۷۔ اگر جزیہ ان کو معاف کر دیا گیا ہوتا تو یہ اس بات کی دلیل تھی کہ وہ اسلام کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا خواہ اور دوست اور واجب الرعایت ہیں حالانکہ چند روز کے بعد خارج البلد کر دیے گئے۔

یہ تمام اصول اور معیارات جو محدثین نے روایات کو پرکھنے کے لیے وضع کیے ہیں ان کو کسی اخباری خبر کی صحت کا پتہ چلانے کے لیے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے بلکہ سچ پوچھیے تو ذہین اور تجربہ کار نیوز ایڈیٹر (News Editor) شعوری طور پر نہ سہی عملی طور پر ضرور ان اصولوں کو اپنے روزمرہ کے فرائض ادا کرتے ہوئے برتتا ہے۔ کسی واقعے یا بیان یا اطلاع کے بارے میں یہ فیصلہ کرنا کہ آیا وہ خبر بھی ہے؟ اور خبر ہے تو کس اہمیت کی ہے؟ ایک صحافی (نامہ نگار، معاون مدیر اور نیوز ایڈیٹر) کی بنیادی ذمہ داری ہے کیونکہ جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس واقعے یا اطلاع میں خبر کی کونسی بات ہے خبر لکھی ہی نہیں جا سکتی۔

محدثین کی طرح صحافیوں کے لیے یہ جان لینا مشکل نہیں کہ کون سی خبر کس اہمیت کی ہے اور جس ذریعے سے وہ مل رہی ہے وہ کس قدر ثقہ یا غیر ثقہ ہے۔ کس ذریعے سے آئی ہوئی خبر کی تحقیق اور تصدیق ضروری ہے اور کن ذرائع سے ملی ہوئی خبر کی تصدیق کی ضرورت نہیں ہے کس خبر کی اشاعت سے اسلام اور مسلمانوں کے مفادات کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے اور کس کی اشاعت اسلام اور مسلمانوں کے مفاد میں ہے۔

مثال کے طور پر ہمارے ملک کی اساس نظریۂ پاکستان ہے جس کا مطلب یہ بھی ہے کہ پاکستان میں آباد تمام مسلمان رنگ و نسل کے اختلاف کے باوجود ایک قوم ہیں۔ اب اگر کوئی فرد یا گروہ کسی بیرونی طاقت کے اشارے پر یہ دعویٰ کرتے کہ پاکستان میں چار قومیتیں آباد ہیں، یا کچھ لوگ عظیم تر بلوچستان یا سندھو دیش کے علمبردار بن کر اٹھیں، یا کچھ اور لوگ برطانیہ میں بیٹھ کر سامراج کے ایما پر کنفیڈریشن کا نعرہ بلند کریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا اس ملک میں جو اللہ اور اُس کے رسولؐ کے نام پر قرآن و سنّت کا نظام قائم کرنے کی خاطر حاصل کیا گیا ہے، سیکولر، سرمایہ دارانہ یا اشتراکی نظام قائم کرنے کے عزائم کا اظہار کیا جائے تو ایک مسلمان صحافی کا کام ہرگز یہ نہیں ہے کہ وہ محض یہ دیکھ کر کہ کچھ لوگ واقعی ایسا کہہ رہے ہیں۔ اُن کے نظریۂ پاکستان کے منافی اور ملک دشمن بیانات کو جوں کا توں اپنے اخبار میں شہ سرخیوں کے ساتھ چھاپ دے، بلکہ اس کے ملّی اور اسلامی شعور کا تقاضا ہے کہ وہ اِس قسم کے بیانات کو اوّل تو لغو سمجھ کر نظر انداز کر دے اور اگر دیکھے کہ اطلاعات کا عالمی سامراجی نظام اپنے طاقتور ٹرانسمیٹروں کے ذریعے اِن فتنہ انگیز بیانات کو ہوا دینے پر تُلا ہوا ہے تو اسے چاہیے کہ صاف اور سیدھے طریقے سے اِن بیانات اور اِن بیانات کے دینے والے ملک دشمن عناصر کی حقیقت کو بھی بالکل اُسی طرح بے نقاب کر کے رکھ دے جس طرح محدثین نے ناپاک مقاصد کے لیے احادیث گھڑنے والوں کو بے نقاب کیا ہے اور جنہیں لوگ اب قیامت تک کذّاب کی حیثیت سے یاد رکھیں گے۔

پابندِ اسلام صحافت کے لیے ضروری ہے کہ جو بھی اہمیت رکھنے والی خبر یا مواد شائع کیا جائے اُس کی صحت، افادیت اور پس پردہ غایت کے بارے میں ہر ممکن طریقے سے اطمینان کر لیا جائے اور ایسی کوئی بات شائع نہ کی جائے جو درست نہ ہو، جو اسلامی احکام و عقائد کے منافی ہو، جس سے مسلمانوں کے جائز اجتماعی مفاد کو نقصان پہنچ سکتا ہو، جس سے حقوق العباد کے پامال ہونے کا اندیشہ ہو، جس سے عصبیت پھیلنے اور فتنہ کھڑا ہونے کا احتمال ہو اور جس سے کسی کی رسوائی اور دلآزاری ہو سکتی ہو۔

بدقسمتی سے مغربی اور اشتراکی ملکوں نے نام نہاد سردجنگ کے نام پر افواہیں پھیلانے اور جھوٹ گھڑ گھڑ کر دنیا کو گمراہ کرنے کا جو فن ایجاد کیا ہے اور جس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فروغ کے لیے اُنہوں نے باقاعدہ ادارے قائم کر رکھے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ ہماری اردو صحافت میں بھی اُس پر عمل کیا جانے لگا ہے اور ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مخالف نقطۂ نظر رکھنے والے لیڈروں اور جماعتوں کے خلاف بالکل جھوٹی خبریں گھڑ کر شائع کر دی گئیں یا کسی لیڈر نے جو کچھ کہا اُس کو اُس کے منشا کے بالکل برعکس توڑ مروڑ کر چھاپا گیا اور بار بار کی تردید کے باوجود اس جھوٹ کو دہرایا جاتا رہا۔ یہ روش اسلام کا اعلیٰ و ارفع معیارِ اخلاق تو بہت دور کی بات ہے کسی بھی معیارِ اخلاق کے منافی ہے۔ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی صحافی تو یہ حرکت کبھی نہیں کر سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹

وقائع نگاری کے آداب

صحافت میں وقائع نگاری Reporting کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خبروں کی فراہمی کے اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے شعبۂ ہائے خبر میں کئی کئی وقائع نگار اور علاقائی نامہ نگار مقرر ہوتے ہیں جو مختلف ذرائع سے خبریں اکٹھی کر کے اپنے اپنے اداروں کو مہیا کرتے ہیں۔ خبر رساں ایجنسیاں جو خبریں مہیا کرتی ہیں وہ بھی نامہ نگاروں ہی کی جمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔

وقائع نگاری کے جہاں کچھ تکنیکی اصول ہیں وہاں کچھ اخلاقی ضابطے بھی ہیں۔ نامہ نگار کے لیے ضروری ہے کہ وہ حالات و واقعات اور مسائل و معاملات کی سوجھ بوجھ کے علاوہ خوش اخلاق، نیک نام، خدا ترس، خیر خواہ اور سب سے بڑھ کر یہ کہ صادق اور امانتدار ہو۔ راز کو راز رکھنا جانتا ہو تاکہ باخبر حلقے اور ذرائع اپنا نام ظاہر ہو جانے کے اندیشے کے بغیر اُسے بے تکلف رازہائے درونِ پردہ سے آگاہ کر سکیں۔

فنی اعتبار سے وقائع نگار میں خبر کی پہچان کے علاوہ موزوں سوال کرنے کی اہلیت کا ہونا بھی ضروری ہے۔ کوئی خبر یا اطلاع کسی سے سوال کر کے ہی معلوم کی جا سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مختلف شعبوں سے متعلق لوگوں کے پاس اپنے اپنے شعبے کے بارے میں بے شمار معلومات ہوتی ہیں۔ وقائع نگار کا کام یہ ہے کہ وہ پہلے یہ دیکھے کہ کونسی ایسی بات ہے جس سے عوام کو دلچسپی ہو سکتی ہے یا جسے لوگ جاننا پسند کریں گے۔ پھر وہ متعلقہ لوگوں سے سوالات کر کے اُس کے بارے میں مفید معلومات حاصل کرے۔ یہ اصول حدیث میں اس طرح بیان ہوا ہے:

"علم خزانے ہیں اور اُن کی کنجی سوال ہے۔"

وقائع نگار چونکہ خبر کی فراہمی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اس لیے اُس کو خبر کی صحت کا خصوصیت کے ساتھ خیال رکھنا چاہیے بصورتِ دیگر جو کیفیت پیدا ہو گی وہ اِس شعر سے مختلف نہ ہو گی ؎

خشتِ اوّل چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

خبر کی صحت کا تقاضا ہے کہ جو بھی اطلاع ملے اُسے خوب چھان پھٹک لیا جائے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْ قَالَ اَكَذَّبْتُمْ بِاٰيٰتِىْ وَلَمْ تُحِيْطُوْا بِهَا عِلْمًا اَمَّاذَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝

(النمل ۔ ۸۴)

"یہاں تک کہ جب سب آجائیں گے، تو (اُن کا رب اُن سے) پوچھے گا کہ تم نے میری آیات کو جھٹلا دیا حالانکہ تم نے اُن کا علمی احاطہ نہ کیا تھا؟ اگر یہ نہیں تو اور تم کیا کر رہے تھے؟"

اس آیت سے جہاں یہ اصول مستنبط ہوتا ہے کہ کسی بات کو علمی تحقیق اور غور و فکر کے بغیر یونہی نہیں جھٹلا دینا چاہیے وہاں اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ جب کوئی خبر یا اطلاع یا نظریہ پیش کیا جائے تو اُسے خود بھی خوب غور و فکر اور تحقیق و تجزیے کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعد قبول کیا جائے اور اس کے بعد ہی دوسروں کے سامنے پیش کیا جائے۔ ایسا ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ جہاں کوئی بات پتہ لگی بس اسے لے اُڑے۔

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ۔ (النساء-۸۳)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سُن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں۔"

وقائع نگار کو چاہیے کہ جب اس پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اُس تک پہنچنے یا پہنچائی جانے والی اطلاع دروغ پر مبنی ہے تو پھر خواہ وہ کیسی ہی دلچسپ اور سنسنی خیز کیوں نہ ہو اُسے آگے نہ بڑھائے اور جو بھی جھوٹی یا لغو بات علم میں آئے اُسے نظر انداز کر دے:

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝ (الفرقان-۷۲)

"(اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں) جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر اُن کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔"

جھوٹی شہادت دینے سے منع کرنے کے ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی گئی ہے کہ حق کی شہادت کو ہرگز نہ چھپاؤ۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۭ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ۝

(البقرہ-۲۸۳)

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ جو شہادت چھپاتا ہے اُس کا دل گناہ میں آلودہ ہے۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت چھپانے کا اطلاق شہادت سے گریز یا صحیح واقعات کے اظہار سے پرہیز کے علاوہ اس بات پر بھی ہوتا ہے کہ جو بات اور واقعہ جس طرح دیکھنے اور سننے میں آئے اُسے اسی طرح بیان نہ کیا جائے بلکہ اسے کچھ کا کچھ بنا کر پیش کیا جائے :

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (البقرہ ۔ ۴۲)

"باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔"

امانت پسندی اور دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ کسی شخص یا رہنما کے بیان میں اس طرح کتر بیونت یا ترمیم و تحریف نہ کی جائے جس سے بیان یا عبارت کا مطلب ہی بدل کر رہ جائے یا اس کی تقریر اور خطاب کے سیاق و سباق کو نظر انداز کر کے کوئی ایک فقرہ لے لیا جائے جس سے ایسا مطلب نکلتا ہو جو مقرر کا منشا نہ ہو۔

مِنَ الَّذِينَ هَادُوا يُحَرِّفُونَ الْكَلِمَ عَنْ مَوَاضِعِهِ

(النساء ۔ ۴۶)

"جو لوگ یہودی بن گئے ہیں اُن میں کچھ لوگ ہیں جو الفاظ کو اُن کے محل سے پھیر دیتے ہیں۔"

وقائع نگار یا اخباری نمائندے کا کام یہ ہے کہ وہ اطلاع یا پیغام کو کسی رنگ آمیزی کے بغیر معروضی انداز میں پیش کرے اور اُس میں اپنی طرف سے کوئی تبصرہ یا حاشیہ آرائی نہ کرے کیونکہ اس پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِينُ ۝

(العنکبوت ۔ ۱۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اور رسول پر صاف صاف پیغام پہنچا دینے کے سوا کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔"

معروضی وقائع نگاری (OBJECTIVE REPORING) کا مطلب محض اتنا ہی نہیں کہ بات کو جوں کا توں بیان کر دیا جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ ایسا کرتے ہوئے پورے احساسِ ذمہ داری سے کام لیا جائے۔ خبر کی صحت کے سلسلے میں وقائع نگار کی ذمہ داری دوچند ہے۔ وہ اپنے اخبار کو جو خبر مہیا کرتا ہے اخبار عموماً اس کو مصدقہ خیال کرتا ہے۔ اس کے ذرا سے تساہل اور غفلت سے غلط خبر کی اشاعت خود اُسی کے لیے نہیں اخبار کے لیے بھی شرمندگی کا باعث بن سکتی ہے اور اُس کی ساکھ اور نیکنامی کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔

معروضی وقائع نگاری کا ایک بڑا تقاضا یہ بھی ہے کہ خبر میں اپنا تبصرہ شامل نہ کیا جائے۔ اخبارات میں آئے دن حادثوں کی ایسی خبریں نظر سے گزرتی رہتی ہیں جن میں بڑے یقین کے ساتھ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ تیز رفتار موٹر یا ٹرک نے ٹکر مار دی، یا کسی شخص یا بچے کو کچل ڈالنے یا کسی سائیکل سوار، کسی کار یا کسی اور چیز کو ٹکر مار دینے کے لیے ہرگز یہ ضروری نہیں کہ حادثے کے وقت موٹر یا ٹرک غیر معمولی طور پر تیز رفتار رہا ہو۔ جب تیز رفتاری کے علاوہ بھی حادثے کے اسباب ہو سکتے ہیں تو پھر یہ بات کیسے قرینِ انصاف ہو سکتی ہے کہ وقائع نگار جو عام طور پر موقع پر موجود نہیں ہوتے، خبر لکھتے ہوئے از خود یا کسی کے کہنے پر موٹر اور ٹرک کے ساتھ تیز رفتار کے سابقے کا اضافہ کر کے حادثے کی ذمہ داری کا بوجھ موٹر یا ٹرک چلانے والے پر ڈال دے۔ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ حادثہ اُس کی غلطی سے ہوا ہو جو کچلا گیا یا جس سے موٹر یا ٹرک کی ٹکر ہوئی۔

سیاسی اور سفارتی وقائع نگاری میں حالات و واقعات کی کڑیاں ملانے اور قیاس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے کام لے کر نتائج اخذ کرنے سے بھی خبریں بنتی ہیں جن کو درحقیقت وقائع نگار کی رائے، اندازے اور تبصرے کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ خبروں کی شکل میں مرتب کی جانے والی اس قسم کی آراء اور اندازے دیگر بہت سی آراء اور اندازوں کی طرح غلط بھی ہو سکتے ہیں لیکن اگر یہ بدنیتی پر مبنی نہ ہوں تو ان پر کذب اور من گھڑت ہونے کا فتویٰ صادر نہیں کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو اس لیے کہ صاحب نظر وقائع نگار جن امور کو دیکھتا اور محسوس کرتا ہے عام آدمی اُس کا ادراک نہیں کر سکتا اور جب وہ اِن امور کو خبر بنا کر پیش کرتا ہے تو وہ سامنے کی باتیں ہونے کے باوجود عام لوگوں کے لیے نئی ہوتی ہیں۔

دوسرے یہ کہ یہ صحافتی عمل بھی استخراج اور استنباط کا ویسا ہی عمل ہے جس کو فقہاء اور مجتہدینِ اسلام نے برتا ہے اور ممکن الوقوع مسائل کی مختلف شکلیں فرض کر کے اُن کے لیے فقہی اصول و قوانین وضع کیے ہیں۔ جس طرح اجتہادی غلطی گناہ نہیں ہے بلکہ موجبِ ثواب ہے اسی طرح صحافی کا نیک نیتی سے حالات و واقعات کی کڑیاں ملا کر اور صورتِ حال کا تجزیہ کر کے خبریں مرتب کرنا بھی غلط نہیں ہو سکتا۔

وقائع نگاری میں ظن و قیاس کی یہ صورت معیوب نہیں ہے البتہ شریعت کی رو سے ایسے ظن و قیاس کا بہر حال کوئی جواز نہیں ہے جس سے معاشرے کے کسی فرد یا گروہ کے بارے میں کوئی بُری رائے قائم ہوتی ہو یا جس سے اُس پر کوئی الزام آتا ہو جس کے اظہار کے لیے ثبوت اور شہادت ضروری ہو، تاہم یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بہت سی خبریں سرے سے گمان اور قیاس آرائی پر مبنی ہوتی ہیں وقائع نگاری کرنے والے صحافی کے سامنے جب کسی معاملے میں یا کسی فرد یا جماعت کے طور طریقوں میں کوئی ایسی بات جھلکتی ہے جو کسی اچھی یا بری حقیقت کا پتہ دیتی ہے تو اُس میں تجسس پیدا ہوتا ہے اور وہ اُس پوشیدہ حقیقت کا کھوج لگا کر اپنے اخبار کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے خبر حاصل کرتا ہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ قرآنِ حکیم میں گمان اور تجسس سے منع کیا گیا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ ز اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا ۔

(الحجرات ۔ ۱۲)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ تجسس نہ کرو اور تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے گا؟"

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اور اِس سے پہلے اور بعد کی آیات میں مسلمانوں کو اُن برائیوں سے بچنے کی تاکید کی ہے جو اجتماعی زندگی میں فساد برپا کرتی ہیں اور جن سے آپس کے تعلقات خراب ہوتے ہیں۔ اِس آیت پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں سرے سے گمان کرنے ہی سے نہیں بلکہ بہت زیادہ گمان کرنے سے اور خاص طور سے ایسا گمان کرنے سے روکا گیا ہے جو گناہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ گمان کی کچھ صورتیں ایسی بھی ہیں جو گناہ نہیں ہیں مثلاً اللہ اور اُس کے رسولؐ اور اہلِ ایمان سے نیک گمان رکھنا مومن کے ایمان کا تقاضا ہے اور نہایت پسندیدہ بات ہے۔ اِسی طرح جن لوگوں سے میل جول ہو اور جن کے بارے میں بدگمانی کرنے کی کوئی معقول وجہ موجود نہ ہو اُن سے بھی حُسنِ ظن سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔

گمان کی دوسری شکل وہ ہے جس کے بغیر عملی زندگی میں کام چل ہی نہیں سکتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مثلاً حاکمِ عدالت کے سامنے مقدمے کی شہادتیں پیش ہوتی ہیں۔ اُسے معاملے کا براہِ راست علم نہیں ہوتا وہ شہادتوں کو جانچ کر جو فیصلہ کرتا ہے غالب گمان کی بنا پر کرتا ہے۔ یہی صورت وقائع نگار کے ساتھ بھی پیش آتی ہے۔ اُسے اپنی خبر زیادہ تر قرائن اور شواہد کا جائزہ لے کر غالب گمان کی بنا پر مرتب کرنا پڑتی ہے۔ ایسی صورت میں گمان جائز ہے۔

گمان کی ایک تیسری قسم وہ ہے جو ہے تو بدگمانی مگر جائز نوعیت کی ہے اور اس کا شمار گناہ میں نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کسی شخص یا گروہ کی سیرت و کردار میں یا اُس کے معاملات اور طور طریقوں میں ایسی واضح علامات پائی جاتی ہوں جن کی بنا پر وہ حسنِ ظن کا مستحق نہ ہو اور اس سے بدگمانی کی معقول وجوہ موجود ہوں تو ایسی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ آدمی اُس سے ضرور حسنِ ظن رکھے۔ اُس کے شر سے بچنے کے لیے احتیاط اور پرہیز سے کام لینا جائز ہے۔ البتہ محض بدگمانی کی بنا پر اُس کے خلاف کوئی کارروائی کر بیٹھنا درست نہیں ہوگا۔

اِس کے علاوہ کسی شخص سے بلا سبب بدگمانی کرنا، یا دوسروں کے متعلق رائے قائم کرنے میں ہمیشہ بدگمانی سے ابتدا کرنا یا بظاہر نیک اور شریف لوگوں کے بارے میں سوءِ ظن رکھنا یا کسی شخص کے قول و فعل کو جس کو برائی یا بھلائی پر محمول کرنے کی یکساں گنجائش ہو محض بدگمانی سے کام لے کر برائی پر محمول کرنا حقیقتاً گناہ ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔

مذکورہ آیت میں وَلَا تَجَسَّسُوْا یعنی لوگوں کے بھید نہ ٹٹولنے کا جو حکم دیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کے خانگی اور ذاتی معاملات کی ٹٹول کر کے اُن کے عیوب معلوم کرنا ایک ایسی بداخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے لوگو جو زبان سے ایمان لے آئے ہو مگر ابھی تمہارے دلوں میں ایمان نہیں اترا ہے مسلمانوں کے پوشیدہ حالات کا کھوج نہ لگایا کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیب ڈھونڈنے کے درپے ہوگا اللہ اُس کے عیوب کے درپے ہو جائے گا اور اللہ جس کے درپے ہو جائے اُسے اس کے گھر میں رسوا کر کے چھوڑتا ہے۔" (ابوداؤد)

"تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہو گے تو ان کو بگاڑ دو گے یا کم از کم بگاڑ کے قریب پہنچا دو گے۔" (ابوداؤد)

"جب کسی شخص کے بارے میں تمہیں کوئی بُرا گمان ہو جائے تو اس کی تحقیق نہ کرو۔" (احکام القرآن للجصاص)

"جس نے کسی کا کوئی مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔" (الجصاص)

تجسس سے اجتناب کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگائیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین افراد نے تین مختلف مواقع پر زنا کے ارتکاب کا اقرار کر کے سزا دینے کی درخواست کی مگر آپؐ نے یہ دریافت نہیں کیا کہ تم نے زنا کس سے کیا تھا؟

تجسس کی ممانعت کا یہ حکم افراد ہی کے لیے نہیں اسلامی حکومت کے لیے بھی ہے۔ کیونکہ مخفی خرابیوں کا علاج برائی کرنے والوں کی جاسوسی اور انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر سزا دینا نہیں ہے بلکہ اس کا صحیح طریقہ تعلیم و تلقین اور عوام کی اجتماعی تربیت کر کے پاکیزہ معاشرتی ماحول پیدا کرنے کی کوشش ہے۔

حضرت عمرؓ کا واقعہ ہے:

"ایک رات آپ نے کسی شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ آپ کو شک گزرا اور دیوار پر چڑھ گئے۔ دیکھا وہاں شراب بھی موجود ہے اور ایک عورت بھی۔ آپ نے پکار کر کہا: اے دشمنِ خدا! کیا تو نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ تو اللہ کی نافرمانی کرے گا اور اللہ تیرا پردہ فاش نہ کرے گا؟" اس نے جواب دیا: امیر المومنینؓ! جلدی نہ کیجئے۔ اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہیں: اللہ نے تجسس سے منع کیا تھا اور آپ نے تجسس کیا۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ گھروں میں اُن کے دروازوں سے آؤ اور آپ دیوار پر چڑھ آئے۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ جاؤ اور آپ میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں تشریف لے آئے۔

یہ جواب سن کر حضرت عمرؓ اپنی غلطی مان گئے اور اس کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی البتہ اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ "وہ بھلائی کی راہ اختیار کرے گا۔" (مکارم الاخلاق لابی بکر محمد بن جعفر الخرائطی)

تجسس نہ کرنے کے حکم سے مستثنیٰ صرف وہ مخصوص حالات ہیں جن میں تجسس کی فی الحقیقت ضرورت ہو۔ مثال کے طور پر کسی شخص یا کسی گروہ کے رویّے یا طور طریقے میں بگاڑ کی کچھ علامات نمایاں نظر آ رہی ہوں اور اندیشہ ہو کہ وہ گروہ کسی جرم کا ارتکاب کرنے والا ہے۔ یا کسی ایسی سازش یا منصوبہ بندی میں مصروف ہے جس سے امن و امان تباہ ہونے یا کسی بڑی خرابی کا خطرہ ہو۔ اسی طرح اگر کسی کے بارے میں قرائن سے یہ اندازہ ہوتا ہو کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے مخالف سرگرمیوں میں لگا ہوا ہے تو اُس کو بے نقاب کرنے کے لیے تجسس نہ صرف جائز بلکہ لازمی ہے۔ اس کا ثبوت حسبِ ذیل واقعے سے بھی ملتا ہے۔

"۸ ہجری میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کرنے کی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیاریاں شروع کیں تو ایک معزز صحابی حضرت حاطبؓ بن ابی بلتعہ نے مکے سے آئی ہوئی ایک خاتون بی بی سارہ کے ہاتھ جو اس وقت کافر تھیں قریشِ مکہ کو ایک مخفی خط بھیجا جس میں اُنہیں مکہ پر چڑھائی کی تیاریوں کی اس لیے اطلاع دی کہ وہ اس کے صلے میں مکے میں موجود اُن کے عزیزوں کو ضرر نہ پہنچائیں۔ اس واقعے کی اطلاع حضورؐ کو اللہ نے دیدی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت مقدادؓ اور حضرت ابو مرثدؓ غنوی کو بھیجا کہ قاصد سے خط چھین لائیں۔ انہوں نے اس عورت کو راستے میں جالیا اور اس کی تلاشی لی مگر خط نہیں ملا۔ اُس عورت نے بھی خط کی موجودگی سے انکار کیا تو حضرت علیؓ نے اُسے دھمکی دی کہ اگر اُس نے خط حوالے نہ کیا تو اسے برہنہ کر کے تلاشی لی جائے گی جس پر اُس نے خط ان کے حوالے کر دیا۔"

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۴۲۳)

اِس واقعے سے ثابت ہوتا ہے کہ اعلیٰ تر مصالح کے لیے نہ صرف تجسس ہی کی اجازت ہے بلکہ مشتبہ شخص کو خواہ وہ عورت ہی کیوں نہ ہو بے نقاب ہی نہیں برہنہ کرنے کی دھمکی بھی دی جا سکتی ہے۔ لیکن یہ سب اس صورت میں جائز ہے جب نیک نیتی سے کسی اعلیٰ مقصد کے تحت کیا جائے اور کسی مسلمان بھائی کی پردہ دری مقصود نہ ہو۔

اِس آیت میں تیسری ہدایت یہ کی گئی ہے کہ تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے۔ صحیح مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی اور دوسرے محدثین نے حضرت ابوہریرہؓ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"غیبت یہ ہے کہ تو اپنے بھائی کا ذکر اس طرح کرے جو اُسے ناگوار ہو۔ عرض کیا گیا کہ اگر میرے بھائی میں وہ بات پائی جاتی ہو جو میں کہہ رہا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں تو اس صورت میں آپؐ کا کیا خیال ہے ؟ فرمایا اگر اُس میں وہ بات پائی جاتی ہو تو تُو نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں موجود نہ ہو تو تُو نے اُس پر بہتان لگایا۔"

غیبت کے اس حکم سے مستثنیٰ صرف وہ صورتیں ہیں جن میں کسی شخص کے پیٹھ پیچھے یا اُس کے مرنے کے بعد اس کی برائیاں بیان کرنا ضروری ہو جائے اور غیبت نہ کرنے کی صورت میں زیادہ بڑی برائی لازم آتی ہو۔ اِس استثنا کی سند حضورؐ کے اس ارشاد سے ملتی ہے :

"بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزّت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔"

(ابوداؤد)

اِس ارشاد میں ناحق کی قید یہ بتاتی ہے کہ "حق" کی بنا پر ایسا کرنا جائز ہے۔ مثلاً ایک موقع پر حضرت ابوسفیان کی بیوی ہند بنت عتبہ نے آکر حضورؐ سے عرض کیا :

"ابوسفیان ایک بخیل آدمی ہیں۔ مجھے اور میرے بچوں کو اتنا نہیں دیتے جو ضروریات کے لیے کافی ہو۔" (بخاری و مسلم)

بیوی کی طرف سے شوہر کی غیر موجودگی میں یہ شکایت اگرچہ غیبت تھی مگر حضورؐ نے اس کو جائز رکھا، کیونکہ مظلوم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ ظلم کی شکایت کسی ایسے شخص کے پاس لے جائے جو اس کو رفع کر سکتا ہو۔

غزوہ بنی المُصطلق کے موقع پر عبداللہ بن اُبی اور اُس کے منافق ساتھی اکٹھا ہوئے اور اس مجلس میں اُنہوں نے مسلمانوں اور خصوصاً مہاجر صحابہؓ کے خلاف خوب زہر اُگلا۔ عبداللہ بن ابی نے یہاں تک کہہ دیا کہ خدا کی قسم مدینے پہنچ کر ہم میں سے جو عزّت والا ہے وہ ذلیل کو نکال دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجلس میں اتفاق سے حضرت زیدؓ بن ارقم بھی موجود تھے جو اس وقت ایک کم عمر لڑکے تھے۔ انہوں نے منافقین کی مجلس میں ہونے والی باتوں کا ذکر اپنے چچا سے کیا جو انصار کے رئیسوں میں تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضورؐ نے زیدؓ کو بلا کر دریافت کیا تو انہوں نے جو کچھ سنا تھا دہرا دیا۔ حضورؐ نے فرمایا شاید تم ابن اُبی سے ناراض ہو، ممکن ہے تم سے سننے میں کچھ غلطی ہو گئی ہو، ممکن ہے تمہیں شبہ ہو گیا ہو کہ ابن اُبی یہ کہہ رہا ہے۔ مگر زیدؓ نے عرض کیا نہیں حضورؐ! خدا کی قسم! میں نے اس کو یہ باتیں کہتے سنا ہے۔ اِس پر حضورؐ نے ابن ابی کو بلا کر پوچھا تو وہ صاف مُکر گیا اور قسمیں کھانے لگا کہ میں نے یہ باتیں ہرگز نہیں کہیں۔ انصار کے لوگوں نے بھی کہا کہ حضورؐ لڑکے کی بات ہے۔ شاید اسے وہم ہو گیا ہو۔ یہ ہمارا شیخ اور بزرگ ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک لڑکے کی بات کا اعتبار نہ فرمائیے۔ قبیلے کے بڑے بوڑھوں نے زیدؓ کو ملامت کی اور وہ بے چارے رنجیدہ ہو کر اپنی جگہ بیٹھ رہے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون نازل فرما کر حضرت زیدؓ بن ارقم کی شہادت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی:

هُمُ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ لَا تُنْفِقُوْا عَلٰى مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَنْفَضُّوْا ؕ وَلِلّٰهِ خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَفْقَهُوْنَ ۝ يَقُوْلُوْنَ لَئِنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (المنفقون - ۷، ۸)

"یہ وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ رسولؐ کے ساتھیوں پر خرچ کرنا بند کرو تاکہ یہ منتشر ہو جائیں، حالانکہ زمین اور آسمانوں کے خزانوں کا مالک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ ہی ہے مگر یہ منافق سمجھتے نہیں ہیں۔ یہ کہتے ہیں ہم مدینے واپس پہنچ جائیں تو جو عزت والا ہے وہ ذلیل کو وہاں سے نکال باہر کرے گا۔ حالانکہ عزت تو اللہ اور اُس کے رسولؐ اور مومنین کے لیے ہے مگر یہ منافق جانتے نہیں ہیں۔"

اس واقعے سے معلوم ہوا کہ اگر معاملہ اسلام اور جماعتِ مسلمین کے اعلیٰ تر مفاد ہو تو اس کو ظاہر کر دینا نہ صرف چغلی نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا آدمی پر واجب اور ضروری ہے۔ فقہاء اور محدثین نے قرآن و حدیث سے استفادہ کر کے یہ قاعدہ اخذ کیا ہے کہ غیبت صرف اس صورت میں جائز ہے جب ایک صحیح (یعنی شرعاً صحیح) غرض کے لیے اس کی ضرورت ہو اور وہ ضرورت اس کے بغیر پوری نہ ہو سکتی ہو۔ علماء نے اس قاعدے کے تحت حسبِ ذیل صورتیں جائز قرار دی ہیں:

۱۔ ظالم کے خلاف مظلوم کی شکایت ہر اُس شخص کے سامنے جس سے وہ توقع رکھتا ہو کہ وہ ظلم کو دفع کرنے کے لیے کچھ کر سکتا ہے۔

۲۔ اصلاح کی نیت سے کسی شخص یا گروہ کی برائیوں کا ذکر ایسے لوگوں کے سامنے جن سے یہ امید ہو کہ وہ اُن برائیوں کو دور کرنے کے لیے کچھ کر سکیں گے۔

۳۔ استفتاء (فتویٰ حاصل کرنے) کی غرض سے کسی مفتی کے سامنے صورتِ واقعہ بیان کرنا جس میں کسی شخص کے غلط فعل کا ذکر آ جائے۔

۴۔ لوگوں کو کسی شخص یا اشخاص کے شر سے خبردار کرنا تاکہ وہ اُس کے نقصان سے بچ سکیں مثلاً راویوں، گواہوں اور مصنفین کی کمزوریاں بیان کرنا بالاتفاق جائز ہی نہیں ہے واجب ہے کیونکہ اس کے بغیر شریعت کو غلط روایتوں کی اشاعت سے، عدالتوں کو بے انصافی سے اور عوام یا طالبانِ علم کو گمراہیوں سے بچانا ممکن نہیں ہے۔ یا مثلاً کوئی شخص کسی سے شادی بیاہ کا رشتہ کرنا چاہتا ہو یا کسی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے پڑوس میں مکان لینا چاہتا ہو، یا کسی سے شرکت کا معاملہ کرنا چاہتا ہو، یا کسی کو اپنی امانت سونپنا چاہتا ہو اور آپ سے مشورہ کرے تو آپ کے لیے واجب ہے کہ اُس کے عیب وصواب اُسے بتادیں تاکہ ناواقفیت میں وہ دھوکا نہ کھائے۔

۵۔ ایسے لوگوں کے خلاف علی الاعلان آواز بلند کرنا اور اُن کی برائیوں پر تنقید کرنا جو فسق وفجور پھیلا رہے ہوں یا بدعات یا گمراہیوں کی اشاعت کر رہے ہوں یا خلقِ خدا کو بے دینی اور ظلم وجور کے فتنوں میں مبتلا کر رہے ہوں۔

۶۔ جو لوگ کسی برے لقب سے اس قدر مشہور ہو چکے ہوں اور وہ اس لقب کے سوا کسی اور لقب سے پہچانے نہ جا سکتے ہوں اُن کے لیے وہ لقب استعمال کرنا بغرض تعریف نہ کہ بغرض تنقیص۔

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحات ۹۲۔۹۳)

اِن استثنائی صورتوں کے سوا کسی کے واقعی عیب اس کی پیٹھ پیچھے بیان کرنا غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس کے اندر نہ ہوں تو بہتان ہے اور اگر دو آدمیوں کو لڑانے کے لیے بیان کیے جائیں تو یہ چغلی ہو گی۔ شریعت کی رو سے یہ تینوں فعل حرام ہیں اور اسلامی معاشرے میں ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اُس کے سامنے اگر جھوٹی تہمت لگائی جا رہی ہو تو اس کی تردید کرے اور اگر کوئی غیبت کر رہا ہے تو اُسے خدا سے ڈرائے۔

وقائع نگاری کرنے والوں کو اپنے پیشہ وارانہ فرائض انجام دیتے ہوئے اس بات کو بھی اصول کے طور پر پیشِ نظر رکھنا چاہیے کہ خبر میں منکرات اور معصیت کی باتوں کا ذکر اُس طرح نہ آئے جس سے لوگوں کو برائی کی ترغیب ہو یا وہ کسی برے فعل کے مرتکب شخص کو ہیرو سمجھ بیٹھیں۔ ہمارے اخبارات میں اکثر اس قسم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں کہ غیرت مند شوہر یا بھائی یا باپ نے اپنی بیوی، بہن یا بیٹی کو کسی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساتھ قابلِ اعتراض حالت میں دیکھ کر قتل کر ڈالا۔ حالانکہ اسلام کی رو سے کسی کا یہ فعل کسی حالت میں بھی قابلِ تعریف نہیں ہو سکتا۔

پہلی بات یہ ہے کہ شرک کے بعد قتلِ ناحق وہ سب سے بڑا گناہ ہے جسے اللہ تعالیٰ معاف نہیں کرے گا۔

دوسرے یہ کہ قانون کو ہاتھ میں لینا بجائے خود جرم ہے۔

تیسرے یہ کہ قابلِ اعتراض حالت سے مراد واقعی زنا کرتے ہوئے دیکھ لینا ہو جب بھی شرع کہتی ہے کہ کسی پر زنا کا الزام لگانے کے لیے محض دیکھ لینا کافی نہیں ہے بلکہ ایسا الزام لگانے کے لیے چار گواہوں کا پیش کرنا ضروری ہے ورنہ چار گواہوں کے بغیر جو شخص الزام لگائے گا وہ خود حدِ قذف کا مجرم ٹھہرے گا اور اسی کوڑوں کی سزا کا مستحق ہو گا۔

چوتھے یہ کہ غصے میں بے قابو ہو جانا کوئی اچھی صفت نہیں ہے۔ اسلام نے اسی لیے غصہ کرنے سے روکا ہے کہ غصے میں آکر آدمی ایسی حرکت کر جاتا ہے جس پر بعد میں اُسے پشیمان ہونا پڑتا ہے۔

پانچویں بات یہ کہ اللہ اور اس کے رسولؐ نے لوگوں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کا حکم دیا ہے اور یہاں تک فرمایا ہے کہ جو آدمی کسی کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کو رسوائی سے بچائے گا۔

مختصر یہ کہ جس شخص نے اپنی بیوی، بہن یا بیٹی کو بدچلنی کے شبہ میں قتل کیا اُس نے ہرگز کوئی اچھا کام نہیں کیا کہ اُسے غیرت مند کا سرٹیفکیٹ جاری کیا جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ ان شرعی احکام کی روشنی میں ایک مسلم وقائع نگار کے لیے اپنے فرائض کی ادائیگی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ اسے اپنے قلم کو استعمال کرتے ہوئے بہت احتیاط سے کام لینا ہوتا ہے اور ایک ایک لفظ اس بات کو ذہن میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رکھ کر لکھنا ہوتا ہے کہ قیامت کے دن مجھے اپنے قلم سے نکلی ہوئی ایک ایک بات کا حساب دینا ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۰)

اداریہ نگاری کے آداب

اخبار میں خبر کے بعد اُس کا سب سے اہم جزو اداریہ ہوتا ہے جس سے اس کی انفرادیت قائم ہوتی ہے اور جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اخبار کا اپنا عقیدہ اور نظریۂ حیات اور مسائل کے بارے میں طرزِ فکر کیا ہے۔

صحافت کا اصول یہ ہے کہ اخبار میں خبروں کو معروضی انداز میں پیش کیا جائے۔ اُن میں اپنی رائے اور خیالات کو شامل کرنے سے پرہیز کیا جائے اور جس خبر یا واقعے کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرنا مقصود ہو اداریے میں ظاہر کی جائے۔ خبروں سے قارئین کو گرد و پیش کے حالات کا علم ہوتا ہے لیکن پھر بھی بہت سی اطلاعات، مسائل اور واقعات ایسے ہوتے ہیں جن کو سمجھنے یا جن کے بارے میں رائے قائم کرنے میں عام قارئین کو دشواری پیش آتی ہے، مگر جب اداریہ نگار اُن کی تشریح کر کے اپنی پختہ رائے کا اظہار کرتا ہے تو اس سے قارئین کی رہنمائی ہوتی ہے اور حالات و واقعات کے بارے میں رائے قائم کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اس طرح صحافت کا ایک بنیادی مقصد جسے رائے عامہ کی تشکیل کہتے ہیں پورا ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید نے اداریہ نگاری کے حسبِ ذیل پانچ مقاصد بیان کیے ہیں :

۱۔ مسائلِ حاضرہ کی تشریح اور مفہوم کی وضاحت ۔

۲۔ نیک مقاصد کا فروغ ۔

۳۔ قارئین کو سوچنے کی عادت ڈالنا ۔

۴۔ رہنمائی ۔

۵۔ تفریح ۔

لیکن غور سے دیکھا جائے تو اداریہ نگاری کا ایک ہی مقصد ہے اور وہ ہے "رائے عامہ کی رہنمائی اور تربیت"۔ جب اداریہ نگار کسی خبر یا واقعے کی تشریح یا وضاحت کرتا ہے یا کسی خیال اور نظریے سے اختلافِ رائے رکھتا ہے یا کسی کارروائی کی حمایت اور مخالفت کرتا ہے تو اُس کے پیشِ نظر اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا کہ نیک اور تعمیری مقاصد کے فروغ اور حصول کے حق میں اور برائی اور غیر صحت مند باتوں کے خلاف رائے عامہ کو ہم نوا بنائے اور یہی وہ عمل ہے جس کو قرآن کی زبان میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کہا گیا ہے ۔

جس طرح کسی ملک وقوم کے لیے تعلیم کا نظام اور نصاب مرتب کرتے وقت سب سے پہلا سوال یہ سامنے آتا ہے کہ ملک کے لیے کس ذہن اور کس سیرت وکردار کے شہری درکار ہیں ؛ اسی طرح رائے عامہ کی تشکیل کا عمل شروع کرنے سے پہلے یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ ہمیں کن مقاصد کے حصول کے لیے کس قسم کی رائے عامہ مطلوب ہے ؟ کیونکہ خدا پرست، موحد اور پابندِ اسلام رائے عامہ کی تشکیل کے لیے صحافت کا وہ معیار و انداز کسی طور مفید نہیں ہو سکتا جو سیکولر، ملحد، اشتراکی اور خدا بیزار رائے عامہ کی تشکیل وتنظیم کے لیے موزوں خیال کیا گیا ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس نقطۂ نظر سے اسلامی صحافت کے تحت اداریہ نگاری کے بھی وہی اخلاقی اصول ہیں جو قرآن و سنّت میں معاشرے کی اصلاح و فلاح کے لیے بیان ہوئے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَ يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط

(آل عمران ۔ ۱۰۴)

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہییں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔"

گویا اداریہ نگار کا فرض ہے کہ وہ اپنا زورِ قلم خیر کے فروغ اور شر کے انسداد کے لیے استعمال کرے۔ حضورؐ کا ارشاد ہے :

ان المومن یجاھد بسیفہ ولسانہ ۔

"مومن تلوار سے بھی جہاد کرتا ہے اور زبان سے بھی۔"

رائے عامّہ کی تشکیل اور رہنمائی کے لیے ضروری ہے کہ اداریہ نگار میں کسی اطمینان بخش یا خوفناک خبر کا تجزیہ کر کے اُس سے صحیح نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت بلکہ ملکہ موجود ہو کیونکہ اس کے بغیر کسی معاملے میں رہنمائی کا فریضہ انجام دینا ممکن نہیں ہے۔ قرآنِ مجید میں آتا ہے :

وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ ط وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ ط (النساء ۔ ۸۳)

"یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوفناک خبر سُن پاتے ہیں اُسے لے کر پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ اگر یہ اسے رسولؐ اور اپنی جماعت کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔"

اداریہ نگار کو حالات و واقعات اور مسائل پر ملک کے لوگوں کی اس طرح رہنمائی کرنا چاہیے کہ جن لوگوں کو اس کے اخذ کردہ نتائج سے اختلاف ہو وہ بھی اس کی انصاف پسندی اور خلوص نیت پر اعتراض نہ کر سکیں:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ

(العنکبوت - ۴۶)

"اور اہل کتاب کے ساتھ بحث نہ کرو مگر عمدہ طریقے سے۔"

اداریہ نگار کو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا چاہیے اور کوئی ایسی بات نہ لکھنا چاہیے جو غلط ہو اور جس سے کوئی گمراہ ہو جائے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا

(الاحزاب - ۷۰)

"اے ایمان لانے والو، اللہ سے ڈرو اور ٹھیک بات کیا کرو۔"

پھر بات صرف ٹھیک ہی نہیں بلکہ عدل و انصاف پر بھی مبنی ہونی چاہیے:

وَاِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوْا وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى

(الانعام - ۱۵۲)

"اور جب بات کہو انصاف کی کہو خواہ معاملہ رشتہ داروں ہی کا کیوں نہ ہو۔"

قریبی رشتہ داروں کی بے جا حمایت سے روکنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی ہدایت کی جا رہی ہے کہ دشمنی اور غصے میں بھی انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ اَنْ صَدُّوْكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اَنْ تَعْتَدُوْا ۔ (المائدہ ۵-۲)

"اور دیکھو، ایک گروہ نے جو تمہارے لیے مسجد حرام کا راستہ بند کر دیا ہے تو اس پر تمہارا غصہ تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم بھی ان کے مقابلے میں ناروا زیادتیاں کرنے لگو۔"

ایک مسلمان کے لیے اس سے بڑی زیادتی کیا ہو سکتی ہے کہ اس کو مسجد حرام سے روک دیا جائے۔ ایسی صورت میں اُس کا مشتعل ہو جانا فطری امر ہے لیکن اس قسم کی زیادتی بھی اُسے یہ حق نہیں دیتی کہ وہ غصے میں جامے سے باہر ہو جائے اور ایسی ناروا زیادتیاں کرنے لگے جو بجائے خود ناجائز اور گناہ ہیں۔ ایک مومن اگر ایسا کرے گا تو وہ خود اپنے ساتھ زیادتی کرے گا جس پر اُس سے قیامت کے دن باز پُرس ہو گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ غضب اور رضا دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں۔"

ایک مومن ادا، یہ نگار کا طریق کار تو یہ ہونا چاہیے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ۔ (المائدہ ۵-۲)

"جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں اُن میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں اُن میں کسی سے تعاون نہ کرو۔"

کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو صرف اچھے کاموں ہی کا اجر ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ

(النساء ۴-۸۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔"

بھلائی کی یہ سفارش صرف دوسروں ہی سے نہیں ہونی چاہیے بلکہ خود بھی بھلائی کرتے رہنا چاہیے:

اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ۔

(البقرہ ۲-۴۴)

"تم دوسروں کو تو نیکی کا راستہ اختیار کرنے کے لیے کہتے ہو مگر اپنے آپ کو بھول جاتے ہو؟"

اس طرح پیدا ہونے والے نیکی اور بھلائی کے ماحول کو قائم رکھنے کے لیے ضروری ہے کہ تلقین و نصیحت یک طرفہ طور پر نہ ہو بلکہ ناصح خود بھی نصیحت سننے کے لیے تیار رہے اور جب بھی کوئی کسی غلطی کی نشاندہی کرے یا کوئی اچھی بات بتائے تو اُسے کھلے دل سے قبول کرے تاکہ معاشرے میں کوئی برائی جڑ نہ پکڑنے پائے۔ اسی لیے ایمان لانے والوں اور عمل صالح کرنے والوں کے لیے:

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(العصر-۳)

"اور وہ (اہلِ ایمان) ایک دوسرے کو حق کی نصیحت اور صبر کی تلقین کرتے رہتے ہیں۔"

اداریہ نگار جب کسی واقعے یا نقطۂ نظر کی حمایت و مخالفت یا اثبات و نفی میں اپنا زورِ قلم صرف کرتا ہے تو وہ ایک وکیل اور گواہ کا بھی کردار ادا کرتا ہے۔ ایسی صورت میں اس کا فرض ہے کہ وہ خدا سے ڈرتے ہوئے بالکل ٹھیک ٹھیک بات کرے اور جھوٹ کی آمیزش کر کے حق کو مشتبہ نہ بنائے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَ
أَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ وَأَنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

(البقرہ ۸ - ۴۲)

"باطل کا رنگ چڑھا کر حق کو مشتبہ نہ بناؤ اور نہ جانتے بوجھتے حق کو چھپانے کی کوشش کرو۔"

کیونکہ حق کو تو وہی شخص چھپاتا ہے جس کا دل گناہ آلودہ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ
قَلْبُهُ ۚ (البقرہ ۸ - ۲۸۳)

"اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت چھپاتا ہے، اُس کا دل گناہ آلودہ ہے۔"

مومن کی زندگی کا مقصد چونکہ رضائے الٰہی کا حصول ہے اس لیے اس کی ہمیشہ یہ کوشش ہونی چاہیے کہ اُس سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جس سے اس کا رب ناراض ہوتا ہو۔ اپنے نفس اور جذبۂ انتقام کی تسکین کے لیے نہ صرف خود کسی کے خلاف سخت اور توہین آمیز زبان استعمال کرنا درست نہیں ہے بلکہ مخالف کے سب وشتم اور طنز و استہزاء کا جواب بھی نامناسب لب ولہجہ میں دینا صحیح نہیں ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ حجت بازی، جھگڑالوپن اور طعن وتشنیع کرنے والوں کا حریف بننے کے بجائے اپنی بات متانت، سلیقے، وقار اور شائستگی سے کہی جائے:

اُدْعُ إِلَىٰ سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ۚ (النحل - ۱۲۵)

"اے نبیؐ! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقے پر جو بہترین ہو۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اپنے نقطۂ نظر کو منوانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حکمت اور دانائی کے ساتھ اپنا موقف یا نظریہ پیش کیا جائے اور پھر اخلاص کے ساتھ اُس کو قبول یا مسترد کر دینے کے نفع و نقصان سے آگاہ کیا جائے۔ اُس کی نیکی بدی واضح کی جائے اور پھر بھی کوئی حق کو قبول نہ کرے تو دلیل کے ساتھ اچھے اور دلنشیں انداز میں بحث کی جائے:

وَقُوْلُوْا لَهُمْ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ (النساء-۸)

"اور ان کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔"

اسی سورۃ میں ایک اور جگہ یوں ہدایت کی گئی ہے:

وَعِظْهُمْ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًا بَلِيْغًا ۝

(النساء-۶۳)

"انہیں (منافقین کو) سمجھاؤ اور ایسی نصیحت کرو جو اُن کے دلوں میں اُتر جائے۔"

پھر اپنے موقف یا نقطۂ نظر کو حکمت کے ساتھ پیش کرنے کی جو ہدایت کی گئی ہے اُس کا ایک تقاضا یہ بھی ہے کہ بات تدریج سے کہی جائے اور مخاطب کے سامنے پہلے بنیادی بات پیش کی جائے جب وہ بات اُس پر واضح ہو جائے تو "اہم اور پھر اہم" کے اصول کے مطابق پوری بات یا نقطۂ نظر بیان کیا جائے تاکہ اُسے حقیقت کو سننے اور سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہی وہ نکتہ ہے جس پر عمل کرنے کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کے سلسلے میں ہدایت فرمائی ہے۔ حضرت معاذؓ بن جبل کو یمن بھیجتے وقت آپؐ نے فرمایا:

"تم یہودیوں اور عیسائیوں کی ایک قوم کے پاس جاؤ گے تو اُن کو پہلے اس کی دعوت دینا کہ خدا کے سوا کوئی خدا نہیں اور محمدؐ اس کا رسولؐ ہے۔ جب وہ یہ مان لیں تو ان کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن پر دن رات میں پانچ وقت کی نمازیں فرض کی ہیں اور جب وہ یہ بھی مان لیں تو اُن کو بتاؤ کہ خدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اُن پر صدقہ فرض کیا ہے۔ یہ صدقہ (زکوٰۃ) ان کے دولت مندوں سے لے کر اُن کے غریبوں کو دے دیا جائے۔ جب وہ اس کو تسلیم کر لیں تو دیکھو صدقہ میں چن چن کر اُن کے بڑھیا مال کو نہ لینا اور ہاں مظلوم کی بد دعا سے ڈرتے رہنا کہ اس کے اور خدا کے درمیان کوئی پردہ نہیں۔"

(صحیح بخاری)

تبلیغ و دعوتِ دین کے لیے حکمت اور تدریج کے ساتھ بحث و گفتگو کا یہ اُصول اس لیے بتایا جا رہا ہے کہ جس کے سامنے حق پیش کیا جا رہا ہے اُسے ساتھ لے کر آگے بڑھا جائے۔ وہ اگر کچھ تعصبات بھی رکھتا ہے تو بھی اُسے پوری بات سنائی جا سکے۔ یہ نہ ہو کہ وہ اپنے باطل عقائد سے مختلف بات سنتے ہی بدک اور بھڑک اٹھے اور اُس پر حق کو واضح کرنے کا موقع ہی باقی نہ رہے۔ اتمامِ حجت کے لیے ضروری ہے کہ اپنی دعوت مخاطب کی نفسیاتی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا لحاظ رکھتے ہوئے پیش کی جائے تاکہ جو حق کو قبول کرے وہ بھی اور جو رد کرے وہ بھی یہ اچھی طرح جان لے کہ کس چیز کو قبول کر رہا ہے اور کس چیز کو رد کر رہا ہے:

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْۢ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْۢ بَيِّنَةٍ ط (الانفال-۴۲)

"تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیلِ روشن کے ساتھ ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ دلیلِ روشن کے ساتھ زندہ رہے۔"

واضح اور روشن دلائل کے باوجود اگر مخالفین حق جہالت اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کریں تو بھی حق پیش کرنے والے کو جھنجلانا نہیں چاہیے بلکہ نرمی اور درگزر کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور اُن کی جہالت کی پروا کیے بغیر اپنا فرض ادا کرتے رہنا چاہیے:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ

(الاعراف-۱۹۹)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اے نبیؐ، نرمی اور درگذر کا طریقہ اختیار کرو، معروف کی تلقین کیے جاؤ اور جاہلوں سے نہ اُلجھو۔"

اور جاہل لوگ جب کوئی لغو اور بے ہودہ بات کریں تو اُسے نظر انداز کر دیا جائے:

وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْهُ وَقَالُوْا لَنَا اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ز سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ لَا نَبْتَغِي الْجٰهِلِيْنَ ۝

(القصص۔ ۵۵)

"اور جب وہ کوئی بے ہودہ بات سنتے ہیں تو یہ کہہ کر اس سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں کہ ہمارے اعمال ہمارے لیے اور تمہارے اعمال تمہارے لیے۔ تم کو سلام ہے ہم جاہلوں کا سا طریقہ اختیار کرنا نہیں چاہتے۔"

اداریہ نگار کی ذمہ داری یہ بھی ہے کہ وہ ہمیشہ اصلاح کی بات کرے۔ اس کے قلم سے کبھی کوئی ایسا لفظ نہ نکلے جو انسانوں میں فساد و عناد کا باعث بنے۔

وَقُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ ط (بنی اسرائیل۔ ۵۳)

"اے محمدؐ! میرے بندوں سے کہدو کہ زبان سے وہ بات نکالا کریں جو بہترین ہو، دراصل یہ شیطان ہے جو انسانوں کے درمیان فساد ڈلوانے کی کوشش کرتا ہے۔"

فساد و عناد طعنہ زنی سے بھی پیدا ہوتا ہے جو ایک بہت بُرا طریقہ ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ۝ (الھمزہ۔ ۱)

"تباہی ہے ہر اُس شخص کے لیے جو (منہ در منہ) لوگوں پر طعن اور (پیٹھ پیچھے) برائیاں کرنے کا خوگر ہے۔"

اداریہ نگار کو چاہیے کہ وہ جس بات کو حق اور مفید سمجھتا ہے اس کو صاف صاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کر دے۔ کوئی مانتا ہے تو مانے نہیں مانتا تو نہ مانے۔ حق کو نہ ماننے کے ذمہ دار وہ خود ہوں گے جو اُسے ٹھکرا دیں گے۔ نہ ماننے والوں سے رنجیدہ ہو کر بیٹھ رہنا یا اُن سے اُلجھنا کوئی مناسب بات نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ تو خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہہ رہا ہے :

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۝

(بنی اسرائیل - ۱۰۵)

"اے محمدؐ! تمہیں ہم نے اِس کے سوا اور کسی کام کے لیے نہیں بھیجا کہ (جو مان لے اُسے) بشارت دے دو اور (جو نہ مانے اُسے) متنبّہ کر دو۔"

انسان میں غصّے اور انتقام کا جذبہ فطری ہے۔ اُس کا نفس عفو و احسان کے اعلیٰ اخلاقی اُصول پر عمل پیرا ہونے کے لیے آسانی سے آمادہ نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے بتایا جا رہا ہے کہ مخالفتوں کے مقابلے میں اصل کامیابی برائی کا بدلہ برائی سے دینے میں نہیں ہے بلکہ بدی کرنے والے کے ساتھ نیکی کرنے سے حاصل ہوتی ہے :

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۭ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۭ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ (حٰمٓ السجدہ - ۳۴)

"اور اے نبیؐ! نیکی اور بدی یکساں نہیں ہیں۔ تم بدی کو اُس نیکی سے دفع کرو جو بہترین ہو۔ تم دیکھو گے کہ تمہارے ساتھ جس کی عداوت پڑی ہوئی تھی وہ جگری دوست بن گیا ہے۔"

اِس حقیقت کو جان لینے کے باوجود اگر کبھی آدمی کے اندر کسی کے مخالفانہ اور معاندانہ رویّے کی وجہ سے غصّے اور انتقام کے جذبات پیدا ہوں اور اُس کا دل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مخالف کو نیچا دکھانے کی خواہش کرے تو فوراً سمجھ لے کہ شیطان مجھے بہکا رہا ہے:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ط

(حٰمٓ السجدۃ ۵ - ۳۶)

"اور اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو"

لیکن اگر کوئی شخص کسی کی زیادتی سے درگزر نہیں کر سکتا اور اُس کا نفس بدلہ لینے ہی پر تلا ہوا ہے تو اُسے اختیار ہے کہ وہ بھی اُتنی ہی زیادتی کرے جتنی اس کے ساتھ کی گئی ہے:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ج فَمَنْ عَفَا وَ اَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ط (الشوریٰ - ۴۰)

"برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اُس کا اجر اللہ کے ذمے ہے"

اداریہ نگار کو کبھی کسی کے خلاف کوئی ایسی بات نہیں لکھنی چاہیے کہ جس کے جواب میں دوسرا بھی ویسی ہی بات لکھے تو اُس کو رنج پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ کوئی اپنے ماں باپ پر لعنت کرے۔ لوگوں نے عرض کیا ماں باپ پر کوئی کس طرح لعنت کر سکتا ہے؟ فرمایا اس طرح کہ کوئی کسی کے باپ کو گالی دے اور وہ اس کے باپ کو گالی دے اور یہ کسی کی ماں کو گالی دے اور وہ اُس کی ماں کو اُس کے بدلے میں گالی دے" (صحیح بخاری، کتاب الادب)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں ایمان لانے والوں کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے :

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (الانعام۔ ۱۰۸)

"اور (اے ایمان لانے والو) یہ لوگ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں اُنہیں گالیاں نہ دو، کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ شرک سے آگے بڑھ کر جہالت کی بنا پر اللہ کو گالیاں دینے لگیں۔"

بدکلامی کسی عنوان بھی جائز نہیں ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے جو نمونہ پیش کیا ہے وہ تو گالیاں کھا کر دعائیں دینا ہے۔ کوئی شخص خواہ وہ مومن ہو یا کافر دنیا دکھاوے ہی کے لیے سہی، ادب و تمیز سے پیش آئے تو ایک مومن کا اخلاق یہ ہے کہ اُس کے ساتھ اس سے بہتر طریقے سے پیش آئے :

وَاِذَا حُيِّيْتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَآ اَوْ رُدُّوْهَا ط (النساء۔ ۸۶)

"اور جب کوئی احترام کے ساتھ تمہیں سلام کرے تو اُس کو اُس سے بہتر طریقے سے جواب دو یا کم از کم اُسی طرح۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو صرف یہ احکام دے دینے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کی شکل میں ایک قابلِ تقلید نمونہ بھی پیش کیا ہے اور خود قرآن مجید کے اسلوبِ بیان میں بھی اِن اصول و احکام کو برت کر دکھایا ہے :

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ الَّذِيْٓ اٰتَيْنٰهُ اٰيٰتِنَا فَانْسَلَخَ مِنْهَا فَاَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغٰوِيْنَ ۝

(الاعراف۔ ۱۷۵)

"اور اے محمدؐ، اُن کے سامنے اُس شخص کا حال بیان کرو جس کو ہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اپنی آیات کا علم عطا کیا تھا مگر وہ ان کی پابندی سے نکل بھاگا۔ آخر کار شیطان اُس کے پیچھے پڑ گیا یہاں تک کہ وہ بھٹکنے والوں میں شامل ہو کر رہا۔"

مولانا مودودیؒ تفہیم القرآن میں اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اِن الفاظ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ضرور کوئی متعین شخص ہو گا جس کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے لیکن اللہ اور اُس کے رسولؐ کی یہ انتہائی اخلاقی بلندی ہے کہ وہ جب کبھی کسی کی برائی کی مثال پیش کرتے ہیں تو بالعموم اس کے نام کی تصریح نہیں کرتے بلکہ اس کی شخصیت پر پردہ ڈال کر صرف اس کی بُری مثال کا ذکر کر دیتے ہیں تاکہ اُس کی رسوائی کے بغیر اصل مقصد حاصل ہو جائے۔ اسی لیے نہ قرآن میں بتایا گیا ہے اور نہ کسی صحیح حدیث میں کہ وہ شخص جس کی یہاں مثال پیش کی گئی ہے کون تھا۔"

اسلام نے لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کو بڑی نیکی قرار دیا ہے اور تہمت اور بہتان تراشی تو ایسے سنگین جرائم ہیں جن کا عذاب بہت شدید ہو گا۔ اس سلسلے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ مسلم معاشرے میں اجتماعی تعلقات کی بنیاد باہمی حسنِ ظن پر ہونی چاہیے۔ ہر شخص کو بے گناہ سمجھا جائے جب تک کہ اُس کے گنہ گار ہونے کا ثبوت نہ ملے۔ نہ یہ کہ ہر شخص گناہ گار سمجھا جائے جب تک اس کا بے گناہ ہونا ثابت نہ ہو جائے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے :

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں۔"

اس سے مراد مار پیٹ اور گالم گلوچ ہی نہیں غیبت، بدگوئی اور بہتان تراشی کے ذریعے کسی کی کردار کشی بھی ہے جو مغربی اور اشتراکی ملکوں کی صحافت میں تو ایک فن کا درجہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختیار کر گئی ہے لیکن اسلام کی رو سے ایسی صحافت ناجائز ہی نہیں قطعی حرام ہے۔ سورۂ نور میں حضرت عائشہ رضؓ پر تہمت کا ذکر کرتے ہوئے صحابہ کرامؓ سے فرمایا گیا:

"ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم لوگوں نے اسے سنا تھا اُسی وقت مومن مرد اور مرد عورتیں، سب اپنے آپ سے نیک گمان کرتے اور کہہ دیتے کہ یہ تو صریح بہتان ہے ..... اگر تم پر دنیا اور آخرت میں اللہ کا فضل اور رحم و کرم نہ ہوتا تو جن باتوں میں تم پڑ گئے تھے اُن کی پاداش میں بڑا عذاب تمہیں آلیتا۔ ذرا غور کرو جب تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اسی قصے کو لیتی چلی جارہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جارہے تھے جس کے متعلق تمہیں کچھ علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔ کیوں نہ اُسے سنتے ہی تم نے کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا۔ سبحان اللہ، یہ تو ایک بہتانِ عظیم ہے؟ اللہ تم کو نصیحت کرتا ہے کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کرنا اگر تم مومن ہو۔"

(نور۔ آیات ۱۲ تا ۱۷)

تحریر و تقریر کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں بھی ایسی بہت سی ہدایات ملتی ہیں جنہیں صرف اداریہ نگار ہی کو نہیں ہر لکھنے والے کے ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ اُس کا قلم خیر کا ترجمان اور معاشرے کی صلاح و فلاح کا ذریعہ بنے۔ اِس سلسلے میں مندرجہ ذیل احادیثِ نبویؐ ملاحظہ ہوں:

۱۔ من ارضی سلطانا بما یسخط ربہ خرج من دین اللہ۔

(کنز العمال ج ۶۔ ص ۳۰۹)

"جس نے کسی صاحبِ اقتدار کو راضی کرنے کے لیے وہ بات کہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اُس کے رب کو ناراض کر دے وہ اللہ کے دین سے نکل گیا۔"

۲۔ افضل الجهاد كلمة عدل (او حق) عند سلطان جائر۔ (ابوداؤد)

"سب سے افضل جہاد ظالم حکمران کے سامنے انصاف (یا حق) کی بات کہنا ہے۔"

۳۔ "اگر تمہارے ذریعے ایسے شخص نے ہدایت پائی تو یہ تمہارے لیے دنیا و ما فیہا سے بہتر ہے۔"

۴۔ "جو شخص کسی ظالم کا ساتھ دے کر اُس کو قوت پہنچائے گا درانحالیکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو وہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔" (مشکوٰۃ)

۵۔ "جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غصے میں آجاتا ہے اور اس کی وجہ سے عرش ہلنے لگتا ہے۔" (مشکوٰۃ)

۶۔ "آپؐ نہ تو بے حیائی کی بات زبان سے نکالتے نہ بے حیائی کا کام کرتے اور نہ دوسروں کو بُرا بھلا کہتے۔" (بخاری)

۷۔ "وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت کی دعوت دے اور عصبیت کی بنیاد پر جنگ کرے۔"

۸۔ "عصبیت یہ ہے کہ آدمی ظلم کے معاملے میں اپنی قوم کا ساتھ دے۔"

۹۔ "جب غصہ آجائے تو خاموش ہو جایا کرو۔"

۱۰۔ "سچی بات کہو اگرچہ کڑوی ہو۔"

۱۱۔ "غیبت زنا سے سخت تر گناہ ہے۔" (مشکوٰۃ)

۱۲۔ "بہترین عالم وہ ہے جو لوگوں کو اپنی تقریر سے اللہ کی رحمت سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مایوس نہیں کرتا اور نہ اللہ کی نافرمانی کے لیے انہیں رخصتیں دیتا ہے اور نہ اللہ کے عذاب سے انہیں بے خوف بناتا ہے۔"

(کتاب الخراج)

"سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تمہاری بات کو سچ سمجھے حالانکہ تم نے جو بات کہی وہ جھوٹی تھی۔"

(ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضورؐ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں:

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے، نہ اُس پر ظلم کرتا ہے نہ اُس کی مدد سے باز رہتا ہے۔ جو شخص اپنے بھائی کی حاجت کو پورا کرنے میں لگ جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کو کسی مصیبت میں سے نکالے گا اللہ تعالیٰ اُسے روزِ قیامت کی مصیبتوں میں سے نکال دے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی عیب پوشی کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اُس کی عیب پوشی کرے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

"مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اُس سے جنگ کرنا کفر ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان)

"ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کی جان، مال اور عزت حرام ہے۔"

(مسلم و ترمذی)

"مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا، اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اس کی تذلیل نہیں کرتا۔ ایک آدمی کے لیے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اُس کے موضوعات بھی وقتی اور ہنگامی قسم کے ہوتے ہیں، لیکن مزاح نگار کے لیے خواہ وہ ادیب ہو یا کالم نویس، دونوں صورتوں میں میلانِ طبع کی بنیادی شرط کے ساتھ یہ ضروری ہے کہ وہ زبان و بیان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ الفاظ و معانی کی نزاکتوں سے آگاہ ہو۔ کلاسیکی اور جدید ادب پر اُس کی گہری نظر ہو اور اس میں سنجیدہ بات کے مضحک پہلو ابھارنے اور مثالوں اور تقابل کے ذریعے انہیں نمایاں کرنے کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہو۔

دوسری اہم خوبی جو ایک مزاح نگار میں ہونا ازبس ضروری ہے وہ یہ ہے کہ اُس کے نشترِ ظرافت سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ کسک بے شک پیدا ہو لیکن ٹیس نہ اٹھے۔ وہ طنز اور طعنہ زنی اور مزاح اور پھکڑ پن کے فرق کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دے کیونکہ جس تحریر میں استحقار اور ابتذال کا رنگ پیدا ہو جائے وہ مزاح نہیں رہتی۔ طنز و مزاح کا معیار اور کمال تو یہ ہے کہ جس پر اُس کی زد پڑتی ہو وہ بھی اُس کا لطف محسوس کرے۔

یہی وہ نکتہ ہے جہاں سے مزاح نگاری کی اخلاقیات کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی کا دل دُکھانے، مذاق اڑانے اور تذلیل اور تحقیر کرنے کو کبھی کوئی اچھا فعل تصور نہیں کیا گیا۔ پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ اسلام نے جو ایک جامع ضابطۂ حیات ہے، اس پہلو سے کوئی ہدایت نہ دی ہو، خاص طور سے ایسی صورت میں کہ آدمی میں مزاح کی حس اکتسابی نہیں وہبی ہے۔ خود انسانِ کامل و اکمل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے بھی اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ شگفتہ مزاجی کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں ہے۔

"حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ایک بوڑھی خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ نے اُن سے (مزاحاً) کہا "کوئی بڑھیا جنت میں نہیں جائے گی۔"

خاتون نے حیرت سے عرض کیا کہ ان میں (بوڑھیوں میں) ایسی کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات ہے جس کے سبب وہ جنت میں نہ جاسکیں گی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھتی ہو:

اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً ۝ فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ۝

(الواقعۃ۔ ۳۵، ۳۶)

"(جنتی عورتوں کو) ہم خاص طور پر نئے سرے سے پیدا کریں گے اور ان کو نوخیز دوشیزائیں بنادیں گے۔"

(تذکار صحابیات۔ صفحہ ۵۶)

شگفتہ مزاجی کی ایک ایسی ہی اور مثال ملاحظہ ہو:

"حضرت ام ایمنؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد حضرت عبداللہ کی کنیز تھیں۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت آمنہ کی خدمت کرتی رہیں اور جب اُن کا بھی انتقال ہوگیا تو خود حضورؐ کی خدمت پر مامور ہوئیں۔ ایک دن بارگاہِ نبویؐ میں حاضر ہوئیں۔ آپؐ انہیں دیکھتے ہی "امّی، امّی" فرماتے ہوئے تعظیماً کھڑے ہو گئے۔ انہیں بڑی عزت و احترام سے بٹھایا اور دریافت کیا: امّی جان! آج کیسے تکلیف فرمائی؟

خاتون: "مجھے اونٹ کی ضرورت ہے۔"

حضورؐ: "اونٹ آپ کیا کریں گی؟"

خاتون: "آج کل ہمارے پاس سواری کا کوئی جانور نہیں ہے۔ نہ گدھا، نہ اونٹ۔ کبھی دور کا سفر پیش آجائے تو بڑی دشواری ہوتی ہے۔"

حضورؐ: "(متبسم ہوکر) اچھا تو اونٹ کا ایک بچہ حاضر کیے دیتا ہوں۔"

خاتون: "بھلا اونٹ کے بچے کو میں کیا کروں گی۔ مجھے تو اونٹ چاہیے اونٹ!"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضورؐ: "میں تو آپ کو اونٹ کا بچہ ہی دوں گا"

خاتون: "اونٹ کا بچہ میرے کس کام کا؟ وہ تو میرا بوجھ بھی نہیں سہار سکے گا۔ مجھے تو کوئی اونٹ دیجیے"

حضورؐ: "آپ کو اونٹ کا بچہ ہی ملے گا اور میں اُسی پر آپ کو سوار کراؤں گا"

یہ فرما کر حضورؐ نے ایک خادم کو اشارہ فرمایا۔ وہ تھوڑی دیر میں ایک جوان اور فربہ اونٹ لے آئے اور اُس کی مہار حضرت ام ایمنؓ کو تھما دی۔ اب وہ خاتون حضورؐ کے لطیف مزاح کی تہہ تک پہنچیں تو بے اختیار ہنس دیں اور دعائیں دینے لگیں۔ حاضرینِ مجلس بھی شگفتہ ہو گئے"

(تذکارِ صحابیات۔ صفحہ ۱۵۳)

یہ دو واقعات یا لطائف مزاح نگاری کے لیے اسوۂ حسنہ کا درجہ رکھتے ہیں۔ ان میں نہ تو کوئی بات خلافِ واقعہ ہے نہ خلافِ ادب و شائستگی۔ ان کو سن کر لب متبسم ہوتے ہیں۔ قہقہے بلند نہیں ہوتے۔ پھر ان کو مزاح کے جس اعلیٰ ترین معیار پر بھی پرکھنا چاہیں، پرکھ کر دیکھ لیں۔ یہ خود ہر لحاظ سے معیارِ مزاح ہیں۔

طنز و مزاح اگر معیاری نہ ہو تو وہ ظرافت نہیں ستم ظریفی بن جاتا ہے — نہ وہ فنِ مزاح نگاری کے اصولوں پر پورا اترتا ہے نہ اخلاق و شائستگی ہی کسی کو ایسے طنز و مزاح کی اجازت دیتے ہیں۔ قرآن و سنت میں ہمیں اس بارے میں جو ہدایات دی گئی ہیں وہ بہت واضح ہیں اور ضرورت اس بات کی ہے کہ جو بھی اعلیٰ درجے کی مزاح نگاری کرنا چاہتا ہے وہ ان ہدایات پر پوری طرح کاربند ہو، تاکہ نہ صرف فن کی خدمت کر کے نام حاصل کر سکے بلکہ آخرت کی گرفت سے بھی محفوظ رہے۔ سورۂ الحجرات میں ارشاد ہوتا ہے:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ (الحجرات - ۱۱)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہو سکتا ہے کہ وہ اُن سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو بُرے القاب سے یاد کرو، ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔"

اسلامی معاشرے کے اتحاد و استحکام کا تقاضا ہے کہ اس کے افراد آپس میں ایک دوسرے سے محبت ہی نہ کرتے ہوں بلکہ ایک دوسرے کی عزت بھی کرتے ہوں اور جب آدمی کسی کی عزت کرتا ہے تو اس کا مذاق نہیں اڑاتا اور جس کا مذاق اڑاتا ہے اُسے لازمی طور پر اپنے آپ سے کمتر اور حقیر خیال کرتا ہے جبکہ یہ سوچ غیر اسلامی ہے کیونکہ:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ (الحجرات - ۱۰)

"مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔"

اور بھائی کا مذاق اڑانا ہرگز کوئی اچھی بات نہیں ہے۔

"مذاق اڑانے سے مراد محض زبان ہی سے کسی کا مذاق اڑانا نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ کسی کی نقل اتارنا، اُس کی طرف اشارے کرنا، اُس کی بات پر یا اُس کے کام یا اس کی صورت یا اُس کے لباس پر ہنسنا یا اُس کے کسی نقص یا عیب کی طرف لوگوں کو اس طرف توجہ دلانا کہ دوسرے اُس پر ہنسیں یہ سب بھی مذاق اڑانے میں داخل ہے۔ اصل ممانعت جس چیز کی ہے وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی کسی نہ کسی طور پر تضحیک کرے کیونکہ اس تضحیک میں لازماً اپنی بڑائی اور دوسرے کی تذلیل و تحقیر کے جذبات کارفرما ہوتے ہیں جو اخلاقاً سخت معیوب ہیں اور مزید برآں اس سے دوسرے شخص کی دلآزاری بھی ہوتی ہے جس سے معاشرے میں فساد رونما ہوتا ہے۔ اسی بنا پر اس فعل کو حرام کیا گیا ہے۔"

(تفہیم القرآن جلد پنجم صفحہ ۸۵)

یہی حکمت "ایک دوسرے پر طعن نہ کرو" کے حکم کی ہے۔ دوسروں پر طعن کرنے، پھبتی کسنے اور چوٹ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی انہیں اپنے آپ پر چوٹ کرنے کی دعوت دے رہا ہے جس سے بات بڑھتی اور نوبت لڑائی جھگڑے اور دشمنی و عداوت تک جا پہنچتی ہے اور معاشرے میں انتشار اور فساد کا باعث بنتی ہے۔

اور یہی صورتِ حال اُس وقت پیش آتی ہے جب کسی کو ایسے نام سے پکارا جائے یا کوئی ایسا لقب دیا جائے جو اُسے ناگوار گزرے اور جس سے اُس کی تحقیر یا تنقیص ہوتی ہو۔ جیسے کسی کو فاسق یا منافق کہنا، کسی کو لولا لنگڑا کہنا کانا کہنا کسی کو اس کے اپنے یا اُس کے ماں باپ یا خاندان کے کسی عیب یا نقص سے ملقب کرنا، کسی کو مسلمان ہو جانے کے بعد اُس کے سابق مذہب کے حوالے سے ہندو، سکھ، یہودی یا نصرانی کہنا، کسی خاندان، برادری یا گروہ کا کوئی ایسا نام رکھ دینا جس سے اُس کی مذمت کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پہلو نکلتا ہو۔

ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد نہ کرنے کے حکم سے وہ القاب مستثنیٰ ہیں جو بظاہر تو بدنما معلوم ہوتے ہیں لیکن اُن کے مذمت مقصود نہیں ہوتی بلکہ وہ پہچان کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ مثلاً عبداللہ نام کے کئی آدمی ہوں اور ان میں سے ایک نابینا ہو تو پہچان کے لیے اُسے نابینا عبداللہ کہا جا سکتا ہے۔

اسی طرح محبت سے دیے ہوئے القاب بھی اس حکم سے مستثنیٰ ہیں جیسے ابوہریرہؓ یعنی بلّی کے باپ۔ بلیوں والے

رہا اس آیت کا یہ جزو کہ " ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے " تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مذاق اڑانا، طعن کرنا اور برے القاب سے یاد کرنا بھی فسق ہے جس میں نام پیدا کرنا مومن کے لیے سخت شرمناک بات ہے۔ ایک کافر اگر بدزبانی اور شُہدپن میں نام پیدا کرے اور اس لحاظ سے مشہور ہو کہ وہ لوگوں کا خوب مذاق اڑاتا ہے۔ یا پھبتیاں کستا ہے یا برے برے نام تجویز کرتا ہے تو یہ انسانیت کے لحاظ سے خواہ اچھی شہرت نہ ہو کم از کم اس کے کفر کو تو زیب دیتی ہے۔ لیکن اللہ، اُس کے رسولؐ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے کے لیے ایسی شہرت تو یقیناً ڈوب مرنے کی بات ہے۔ قرآن مجید مومن کی شان یوں بیان کرتا ہے :

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝

(المومنون - ۳)

" (اور ایمان لانے والے) لغوبات سے دُور رہتے ہیں "

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" مومن ایک سلیم الطبع، پاکیزہ مزاج، خوش ذوق انسان ہوتا ہے۔ بے ہودگیوں سے اُس کی طبیعت کو کسی قسم کا لگاؤ نہیں ہوتا۔ وہ مفید

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں کرسکتا ہے مگر فضول گپیں نہیں ہانک سکتا۔ وہ ظرافت اور مزاح اور لطیف مذاق کی حد تک جاسکتا ہے مگر ٹھٹھے بازیاں نہیں کرسکتا۔ گندہ مذاق اور مسخرہ پن برداشت نہیں کرسکتا۔ تفریحی گفتگوؤں کو اپنا مشغلہ نہیں بنا سکتا اُس کے لیے تو وہ سوسائٹی مستقل عذاب ہوتی ہے جس میں کان کسی وقت بھی گالیوں سے، غیبتوں، تہمتوں اور جھوٹی باتوں سے، گندے گانوں اور فحش گفتگوؤں سے محفوظ نہ ہو، اس کو اللہ تعالیٰ جس جنت کی اُمید دلاتا ہے اُس کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی بیان کرتا ہے:

لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً ۔

"وہاں (وہ) کوئی بے ہودہ بات نہ سنیں گے۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا ۝

(الفرقان-۷۲)

"اور کسی لغو چیز پر اُن کا گزر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گزر جاتے ہیں۔"

مومن کی خصوصیت یہ ہے کہ وہ جھوٹ، فضول، لایعنی اور بے فائدہ باتوں اور کاموں میں کسی قسم کی کوئی دلچسپی نہیں لیتا اور اگر کبھی ایسی کوئی چیز اُس کے راستے میں آجائے تو وہ منہ پھیر کر گزر جاتا ہے۔

اِس آیت کا ایک مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ صحافی، ادیب یا مزاح نگار جب کچھ لکھ رہا ہو اور اُسے کوئی لغو اور مبتذل خیال یا نکتہ سوجھے تو وہ اُسے ہرگز لائقِ اعتنا نہ سمجھے بلکہ اُسے اپنے ذہن سے جھٹک کر آگے بڑھ جائے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنِ پاک کی ان ہدایات کے ساتھ ساتھ کچھ ایسی احادیث بھی ہمیں ملتی ہیں جو ہمیشہ مزاح نگار کے پیشِ نظر رہنا چاہییں :

۱۔ "خرابی اور نامرادی ہے اُس شخص کے لیے جو جھوٹی بات اس لیے کہتا ہے کہ لوگوں کو ہنسائے۔" (ترمذی)

۲۔ "طعن کرنے والا ملعون ہے۔"

۳۔ "اللہ کے نزدیک سب سے بُرا شخص وہ ہے جس کی بدزبانی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔"

۴۔ "ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اُس پر ظلم کرے، نہ اُس کو بے مدد چھوڑے اور نہ اُس کی تحقیر کرے۔" (صحیح مسلم)

۵۔ انسان کے لیے یہ برائی کیا کم ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔ مسلمان کا ہر حصّہ دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اُس کا خون، اُس کا مال اور اُس کی آبرو۔" (صحیح مسلم)

۶۔ "مومن کو لعنت کرنا یا اس پر کفر کی تہمت رکھنا اُس کے قتل کے برابر ہے۔" (صحیح بخاری)

۷۔ "مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان سلامت رہیں اور مومن وہ ہے جس پر لوگ اتنا بھروسہ کریں کہ اپنی جان و مال اُس کی امانت میں دے دیں۔" (کنز العمّال)

۸۔ "مومن نہ تو کسی پر طعن کرتا ہے، نہ کسی کو بددعا دیتا ہے، اور نہ گالی دیتا ہے اور نہ بدزبان ہوتا ہے۔" (کنز العمّال)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۲)

فحش نگاری کی حرمت

اسلام اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے میں کسی بھی عنوان سے برائیوں کا چرچا ہو، اسی لیے اُس نے غیبت اور فحاشی کی اشاعت کو حرام قرار دیا ہے، لیکن بدقسمتی سے ہمارے اخبارات میں جنس و جرائم سے متعلق خبروں، مضامین اور تصویروں کو پوری تفصیل اور تزئین کے ساتھ شائع کیا جاتا ہے اور بعض اخبارات تو یہ حرکت باقاعدہ طے شدہ پالیسی کے تحت اس لیے کرتے ہیں کہ لوگوں کے سفلی جذبات کو اپیل کر کے اپنی اشاعت میں اضافہ کریں۔ اسلام نے خواتین کو اپنی زیب و زینت چھپانے کا حکم دیا ہے مگر اخبارات میں آرٹ اور کلچر کی خدمت کے نام پہ اُن کی ایسی تصویریں بھی نہایت اہتمام سے چھاپی جاتی ہیں جن میں اُن کے بدن کے خطوط تک نمایاں ہوتے ہیں۔

اسلام نے مرد کو حکم دیا ہے کہ اگر کسی عورت کے حسن اور بناؤ سنگھار پہ تمہاری نظر اچانک پڑ جائے تو نگاہیں پھیر لیا کرو لیکن اخبارات میں عورتوں کی تصویریں سولہ سنگھار کے ساتھ شائع کی جاتی ہیں۔ اور اسلام کے اس حکم پہ عمل کرنے کے خواہشمند قاری کے لیے ہرگز یہ ممکن نہیں ہوتا کہ وہ اُن پر نظر ڈالے بغیر اخبار پڑھ سکے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مغربی صحافت میں عُریانی اور فحاشی کے مظاہرے اس لیے نظر آتے ہیں کہ مغرب کے مادہ پرست معاشرے میں اس کو گوارا کیا جاتا ہے۔ ان کے پاس یا تو اخلاقی اور روحانی قدریں باقی نہیں رہی ہیں یا اگر ہیں تو اُن کو پسِ پشت ڈال دیا گیا ہے، لیکن ہمارا معاملہ بالکل مختلف ہے۔ ہمارے پاس اخلاقی اور روحانی بنیاد پر استوار ایک جامع معاشرتی نظام موجود ہے جس پر ہم عمل کرنے کے پابند ہیں۔ ایسی صورت میں ہمارے معاشرے کی ترجمانی کے دعویدار اخبارات کا مغربی معاشرے کے ترجمان اور عکّاس اخبارات کے طور طریقے اپنانا اور اپنی اخلاقی قدروں کو ایک ایک کر کے چھوڑتے چلے جانا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے اور نہ یہ کوئی صحت مند علامت ہے۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ہم اپنے دین کے احکام اور معاشرتی اقدار سے روگردانی کرتے چلے جا رہے ہیں اور ہمارے اندر مادہ پرستی کا مرض بڑھتا جا رہا ہے۔

ملحدانہ بیرونی تہذیب کی یلغار میں بجائے اس کے کہ حکومت ہمارے معاشرے کی ایمانی اور اخلاقی قدروں کا تحفظ کرنے میں عوام کا ساتھ دیتی، اُلٹا حکومت کے سرکردہ لوگ اپنے راسخ العقیدہ مسلمان نہ ہونے پر فخر کرتے ہیں اور اگر کسی کے بارے میں غلطی سے اسلامیت کا تاثر پیدا ہو جائے تو وہ اپنی صفائی پیش کرتا ہے اور برملا کہتا ہے کہ فلاں فلمی اداکارہ سے پوچھ لیں میں مذہبی لوگوں کی طرح کٹر نہیں ہوں۔ ایسے لوگوں کو اس بات سے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے کہ اخبارات عریانی اور فحاشی سے متعلق اسلام کے مقرر کیے ہوئے کن حدود کا احترام کر رہے ہیں۔ اور کن حدود کو پامال کر رہے ہیں۔ اُنہیں اگر کسی بات سے دلچسپی ہے تو وہ اس کے سوا کچھ نہیں کہ اخبارات میں اُن کی ذات اور مفاد کے خلاف کوئی سیاسی تنقید یا نکتہ چینی شائع نہ ہونے پائے۔ اس ایک خاص غرض کے لیے تو اخبارات کے سر پر سنسر اور پریس اینڈ پبلی کیشن آرڈی ننس کی تلوار ہمیشہ لٹکتی رہتی ہے۔ اُن پر طرح طرح کی پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، لیکن اس ایک بات کے سوا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی امور میں اخبارات کو بالکل آزاد چھوڑ دیا جاتا ہے کہ وہ چاہیں تو ملک میں عریانی اور فحاشی کا سیلاب لے آئیں یا کفر و الحاد اور طرح طرح کے باطل عقائد اور نظریات کا پرچار کر کے پورے معاشرے کو اخلاقی طور پر بیمار، کھوکھلا، منافق اور بے ایمان بنا دیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے یہ صورتِ حال بڑی تباہ کن ہے۔ فحاشی کا فروغ تو دور کی بات ہے، اسلام تو اس بات کو بھی روا نہیں رکھتا کہ قتل، ڈکیتی، چوری چکاری اور بدکاری کی وارداتوں سے متعلق خبروں کو اس طرح شائع اور نشر کیا جائے کہ بیمار ذہن کے لوگ اُن میں لذت محسوس کرنے لگیں اور اُن کے نفسوں کو جرائم کی ترغیب ہونے لگے۔

مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

"قرآن مجید میں نفسِ انسانی کی تین قسموں کا ذکر کیا گیا ہے۔ ایک وہ نفس جو انسان کو برائیوں پر اُکساتا ہے اُس کا نام نفسِ امّارہ ہے، دوسرا وہ نفس جو غلط کام کرنے یا غلط سوچنے یا بری نیت رکھنے پر نادم ہوتا ہے اور انسان کو اس پر ملامت کرتا ہے اس کا نام نفسِ لوّامہ ہے اور اُسی کو ہم آجکل کی اصطلاح میں ضمیر کہتے ہیں، تیسرا وہ نفس جو صحیح راہ پر چلنے اور غلط راہ چھوڑ دینے میں اطمینان محسوس کرتا ہے۔ اس کا نام نفسِ مطمئنّہ ہے۔"

(تفہیم القرآن جلد ششم صفحہ ۱۶۲)

معاشرے میں نفسِ مطمئنّہ رکھنے والے لوگ بہت کم ہوتے ہیں، اکثریت نفسِ لوّامہ کی ہوتی ہے، جن میں سے کچھ لوگ اللہ کی توفیق پا کر اپنے نفس کا تزکیہ کرتے ہیں اور نفسِ مطمئنّہ والوں کے گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور بعض لوگ شیطان کے بہکاوے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آکر توفیقِ الٰہی سے محروم ہو جاتے ہیں اور اُن کا نفسِ لوّامہ، نفسِ امّارہ بن جاتا ہے۔ جس معاشرے میں ایسے لوگوں کی تعداد بڑھ جائے، اس میں برائی کا دور دورہ ہو جاتا ہے، نیکی کمزور اور بے بس اور بدی غالب ہو جاتی ہے، سارا معاشرہ بگاڑ اور فساد میں مبتلا ہو کر رہ جاتا ہے۔

قرآن و سنّت میں نیکی کا حکم دیتے رہنے اور برائی سے روکتے رہنے کی جو پیہم تاکید کی گئی ہے اس کی وجہ بھی انسانی نفس کی یہی کمزوری ہے کہ وہ بہت جلد غفلت کا شکار ہو کر برائی کی طرف مائل ہونے لگتا ہے، جس طرح کسی فرد کی جسمانی صحت کے لیے اچھے صاف ستھرے ماحول اور کھلی فضا میں سانس لینا ضروری ہے، اسی طرح افرادِ معاشرہ کی اخلاقی صحت کے لیے بھی ماحول کا برائیوں اور جرائم سے پاک ہونا لازمی ہے۔ برائیوں کا چرچا برائیوں کے فروغ کا باعث بنتا ہے۔ اخبارات میں جرائم اور جنسی بے راہروی کی وارداتوں کی اشاعت سے یہی نہیں کہ نفسِ لوّامہ، نفسِ مطمئنّہ نہیں بن پاتا بلکہ الٹا برائی کی ترغیب پاکر نفسِ امّارہ کا درجہ حاصل کر لیتا ہے اور پھر خود بھی برائیاں کرتا ہے اور دوسروں کو بھی اُن پر اکساتا ہے۔

ترغیب اور اُکساہٹ کی یہ صورت جنسی بے راہروی کی وارداتوں ہی کے لیے خاص نہیں ہر قسم کے جرائم سے برائی کی ترغیب ہو سکتی ہے اور ہوتی ہے، کیونکہ جرائم کی وارداتوں کے پس پردہ زر، زن اور زمین ہی کے محرکات ہوتے ہیں۔ زر اور زمین کا لالچ بھی آدمی کے نفس کو اپنی طرف متوجہ کر لینے کے لیے نہایت قوی محرک ہے۔ اس لیے یہ بات مسلّم ہے کہ معاشرے میں برائی کا چرچا ہو گا تو جرائم میں بھی اضافہ ہو گا اور لوگوں میں شرم و حیا اور برائی سے نفرت کا جذبہ کمزور پڑ جائے گا۔

اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"جو شخص کسی کے عیب کی پردہ پوشی کرے گا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کو رسوائی سے بچائے گا۔"

اس ارشاد کا مقصد بھی مسلم معاشرے کو جرائم کے چرچے سے بچانا ہے۔ جرم کی خبریں عام ہونے سے دوسرے لوگوں کو بھی جرم کی ترغیب ملے گی۔ اس کے علاوہ خود مجرم کی فطری جھجک بھی کم ہوگی کیونکہ جب اُسے معلوم ہوگا کہ میرا پردہ فاش ہو چکا ہے اور سب مجھے مجرم سمجھتے ہیں تو وہ جرم پر اور دلیر ہو جائے گا اور اس کے اصلاح قبول کرنے کے امکانات محدود ہو جائیں گے۔ اسی مصلحت کی طرف اشارہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اور ارشاد میں بھی ملتا ہے۔ فرمایا:

"جس نے کسی کا مخفی عیب دیکھ لیا اور اس پر پردہ ڈال دیا تو یہ ایسا ہے جیسے کسی نے ایک زندہ گاڑی ہوئی بچی کو موت سے بچا لیا۔"

(الجصاص)

جس زمانے میں اطلاعات کی فراہمی کے ذرائع اتنے عام نہیں ہوئے تھے، جرائم بھی اتنے زیادہ نہیں ہوتے تھے۔ بڑے بوڑھے بتاتے ہیں کہ پہلے جب کہیں قتل ہو جاتا تھا یا چوری، ڈاکے یا اغوا کی کوئی واردات ہو جاتی تھی تو لوگوں میں زبردست خوف وہراس اور صحیح معنی میں سنسنی پھیل جایا کرتی تھی، لیکن اب جرائم کی خبریں کثرت سے شائع ہونے کی وجہ سے لوگ ان سے اتنے مانوس ہو گئے ہیں کہ جرائم کی عام وارداتوں میں خبریت ہی باقی نہیں رہی ہے اور برائی سے نفرت کا احساس بھی کم ہو گیا ہے۔

یہاں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ جرائم میں اضافے کی ذمہ دار، صحافت کی ترقی ہے لیکن یہ خیال اس لیے درست نہیں کہ جرائم کی خبروں کو نمک مرچ لگا کر پیش کرنا اور اخبار کی اشاعت بڑھانے کے لیے لوگوں کے سفلی جذبات کی تسکین کا سامان مہیا کرنا صحافت نہیں ایک ایسی بداخلاقی ہے جو کسی بیسوا کو تو زیب دے سکتی ہے مگر کسی صحافی کے شایانِ شان ہرگز نہیں ہو سکتی۔ حقیقت میں جرائم میں اضافے کی ذمہ دار، صحافت کی ترقی نہیں بلکہ صحافت کی اخلاق باختگی ہے۔ دوسرے ملکوں میں جرائم کی رپورٹنگ کے لیے قواعد بہت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سخت ہیں۔ قانونِ ازالۂ حیثیتِ عرفی پر سختی سے عمل ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہاں محض الزام کی بنیاد پر کوئی خبر نہیں چھپ سکتی۔ جرمنی میں جب تک ملزم کو عدالت سزا نہ سنا دے خبر میں اس کا نام نہیں چھپ سکتا۔

اسلام برائی اور فحاشی کے فروغ و اشاعت کو قطعی طور پر حرام قرار دیتا ہے۔ اور ایسا کرنے والوں کو ہولناک عذاب کی وعید سناتا ہے۔ بے حیائی، فحاشی اور منکرات کا فروغ، اصلاحِ معاشرہ اور تعمیرِ سیرت و اخلاق کی اسلامی اسکیم کے لیے زہرِ ہلاہل کا حکم رکھتا ہے۔ کیونکہ اسلامی معاشرے کے افراد کی امتیازی شان اُن کے صالح اخلاق اور پاکیزہ زندگی ہوتی ہے، صاف ستھری اور ہر قسم کی آلودگیوں سے پاک زندگی بسر کرنا اُن کے دین اور ایمان کا بنیادی تقاضا ہے۔ اسلام کی اساس پر قائم معاشرے کے افراد جس خدا پر ایمان رکھتے ہیں اُس خدا کے بارے میں نبیٔ آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"خدا سب سے زیادہ غیرت مند ہے اور اسی لیے اُس نے بدکاریوں کو حرام کیا ہے۔" (صحیح مسلم)

ایک اور حدیث شریف میں ہے:

"ایمان کی کچھ اوپر ساٹھ شاخیں ہیں اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔" (صحیح بخاری)

جس طرح ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ تمام فواحش اور منکرات سے اجتناب کیا جائے اسی طرح حیا بھی انسان کو بے شرمی کی باتوں سے روکتی ہے اور ایمان ہی کا ایک جزو ہے۔

ایمان کے بعد اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے جس کی پابندی مسلمان کے مسلمان ہونے کی علامت ہے۔ حشر کے دن بندے سے پہلا سوال نماز ہی کے بارے میں ہوگا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پُرسشِ نماز بود

قرآن مجید میں اس نماز کا مقصد بھی یہی بتایا گیا ہے کہ وہ فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ط

(العنکبوت - ۴۵)

" یقیناً نماز فحش اور بُرے کاموں سے روکتی ہے "

گویا اقامتِ صلوٰۃ کی حکمت اور مقصد مسلمان معاشرے میں فحاشی اور منکرات کو پھیلنے سے روکنا ہے۔

اسلام کا تیسرا رکن زکوٰۃ ہے جس کا ایک مقصد انسان کو بخل کی بیماری سے بچانا ہے اور بخل کو بھی فحش کاموں میں شمار کیا گیا ہے۔ فحاشی انسان کی اخلاقی صحت کے لیے کس قدر مہلک اور مضرت رساں ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن کہتا ہے کہ اس کے قریب بھی نہ پھٹکو :

وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ

(الانعام - ۱۵۱)

" اور بے شرمی کے باتوں کے قریب بھی نہ جاؤ خواہ وہ کھلی ہوں یا چھپی "

سورۃ الاعراف میں ان کے حرام ہونے کا اعلان اِن الفاظ میں کیا جا رہا ہے :

قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَھَرَ مِنْھَا وَمَا بَطَنَ ۔ (الاعراف - ۳۳)

" اے محمدؐ ! ان سے کہو کہ میرے رب نے بے شرمی کے کام حرام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیے ہیں، خواہ کھلے ہوں یا چھپے۔"

اور پھر یہ بھی بتایا کہ بے شرمی کے یہ حرام کام کرنے اور اُن کو عام کرنے کا انجام کیا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ ؕ (النور-۱۹)

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔"

اس آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی، نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے بھی ان کی زد میں آجاتے ہیں جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ فحش پھیلانے کا اطلاق بدکاری کی واردا توں کی تفصیلات کو مزے لے لے کر خبر کی صورت میں شائع کرنے پر بھی ہوتا ہے اور جو صحافی محض خبر کو دلچسپ بنانے کے لیے اپنی طرف سے بھی کچھ رنگ آمیزی کرتا ہے وہ فحاشی کی اشاعت کے ساتھ ساتھ تہمت طرازی کا ارتکاب بھی کرتا ہے جس سے سختی کے ساتھ روکا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ الْغٰفِلٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ لُعِنُوْا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ۪ وَلَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ ۙ

(النور-۲۳)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو لوگ پاکدامن، بے خبر مومن عورتوں پر تہمتیں لگاتے ہیں اُن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی اور اُن کے لیے بڑا عذاب ہے۔"

حدیث میں آتا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا ان سات کبیرہ گناہوں میں سے ہے جو موبقات (تباہ کن) ہیں۔"

اور طبرانی میں حضرت حذیفہؓ کی روایت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا:

"پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا سو برس کے اعمال کو غارت کر دینے کے لیے کافی ہے۔"

شریعت میں اس فعل کی سزا اسّی کوڑے مقرر ہے:

وَالَّذِيْنَ يَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِيْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝ (النور-۴)

"اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ لے کر نہ آئیں ان کو اسی کوڑے مارو اور ان کی شہادت کبھی قبول نہ کرو اور وہ خود ہی فاسق ہیں۔"

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس حکم کا منشاء یہ ہے کہ معاشرے میں لوگوں کی آشنائیوں اور ناجائز تعلقات کے چرچے قطعی طور پر بند کر دیے جائیں کیونکہ اس سے بے شمار برائیاں پھیلتی ہیں اور ان میں سب سے بڑی برائی یہ ہے کہ اس طرح غیر محسوس طریقے پر ایک عام زنا کارانہ ماحول بنتا چلا جاتا ہے۔ ایک شخص

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مزے لے لے کر کسی کے صحیح یا غلط گندے واقعات دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے، دوسرے اُن میں نمک مرچ لگا کر اور لوگوں تک اُنہیں پہنچاتے ہیں اور ساتھ ساتھ کچھ مزید لوگوں کے متعلق بھی اپنی معلومات یا بدگمانیاں بیان کر دیتے ہیں۔ اس طرح نہ صرف یہ کہ شہوانی جذبات کی ایک رَو چل پڑتی ہے بلکہ بُرے میلانات رکھنے والے مردوں اور عورتوں کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ معاشرے میں کہاں کہاں اُن کے لیے قسمت آزمائی کے مواقع موجود ہیں۔ شریعت اس چیز کا سدِ باب پہلے ہی قدم پر کر دینا چاہتی ہے۔ ایک طرف وہ حکم دیتی ہے کہ اگر کوئی زنا کرے اور شہادتوں سے اُس کا جرم ثابت ہو جائے تو اس کو وہ انتہائی سزا دو جو کسی اور جرم پر نہیں دی جاتی اور دوسری طرف وہ فیصلہ کرتی ہے کہ جو شخص کسی پر زنا کا الزام لگائے وہ یا تو شہادتوں سے اپنا الزام ثابت کرے ورنہ اس پر اسی کوڑے برسا دو تاکہ آئندہ وہ کبھی اپنی زبان سے ایسی بات بلا ثبوت نکالنے کی جرأت نہ کرے۔"

(تفہیم القرآن جلد ۳ صفحہ ۳۴۷)

واقعہ اِفک یعنی حضرت عائشہؓ پر بہتان تراشی کے سلسلے میں ارشاد ہوتا ہے:

لِكُلِّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ مَّا اكْتَسَبَ مِنَ الْاِثْمِ ۚ وَ الَّذِيْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ مِنْهُمْ لَهٗ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝

(النور - ۱۱)

"جس نے اس میں جتنا حصّہ لیا اُتنا ہی گناہ سمیٹا۔ اور جس شخص نے اس کی ذمہ داری کا بڑا حصّہ اپنے سر لیا اُس کے لیے تو عذاب عظیم ہے۔"

اس وعید کے ساتھ ہی یہ اصول بھی طے کر دیا گیا کہ "مسلم معاشرے میں اجتماعی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کی بنیاد باہمی حُسنِ ظن پر ہونی چاہیے۔ ہر شخص بے گناہ سمجھا جائے جب تک اُس کے گناہگار ہونے کا ثبوت نہ ملے۔ نہ یہ کہ ہر شخص گناہگار سمجھا جائے جبتک کہ اُس کا بے گناہ ہونا ثابت نہ ہو جائے۔"

لہٰذا ارشاد ہوتا ہے:

لَوْلَا اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَيْرًا ۙ وَّقَالُوْا هٰذَآ اِفْكٌ مُّبِيْنٌ ۝ لَوْلَا جَآءُوْ عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ ۚ ۔

(النور۔ ۱۲-۱۳)

"جس وقت تم لوگوں نے اُسے سُنا تھا اُسی وقت کیوں نہ مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنے آپ سے نیک گمان کیا اور کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ صریح بہتان ہے وہ لوگ (اپنے الزام کے ثبوت میں) چار گواہ کیوں نہ لائے۔"

وَلَوْلَآ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّا يَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَا ۖ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ ۝

(النور۔ ۱۶)

"کیوں نہ اُسے سنتے ہی کہہ دیا کہ ہمیں ایسی بات زبان سے نکالنا زیب نہیں دیتا، سبحان اللہ یہ تو ایک بہتانِ عظیم ہے۔"

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَتَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّتَحْسَبُوْنَهٗ هَيِّنًا ۖ وَّهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمٌ ۝

(النور۔ ۱۵)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"(ذرا غور کرو اُس وقت تم کیسی غلطی کر رہے تھے) جبکہ تمہاری ایک زبان سے دوسری زبان اُس جھوٹ کو لیتی چلی رہی تھی اور تم اپنے منہ سے وہ کچھ کہے جا رہے تھے جس کے متعلق تمہیں کوئی علم نہ تھا۔ تم اسے ایک معمولی بات سمجھ رہے تھے حالانکہ اللہ کے نزدیک یہ بڑی بات تھی۔"

یعنی جس جھوٹ کو مزے لے لے کر ایک دوسرے کو سنایا جا رہا تھا وہ صرف جھوٹ ہی نہیں تھا بلکہ ایک فحش الزام اور بہتان بھی تھا اور دونوں صورتوں میں اس قابل نہ تھا کہ اسلامی معاشرے کے افراد اُس کی اشاعت کا ذریعہ بنتے۔ کسی کے نزدیک یہ بات معمولی ہو تو ہو مگر اللہ کے نزدیک یہ ایک بڑی بات ہے۔ فحش اور بے حیائی کے کاموں سے انسانی نفس رغبت محسوس کرتا ہے اور یہ اُس کی ایسی کمزوری ہے جو اُس کے کھلے دشمن شیطان سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ سورہ الاعراف میں اغوائے آدم کے واقعے کا ذکر کرتے ہوئے بتایا گیا ہے:

"شیطان کی پہلی چال جو اُس نے انسان کو فطرتِ انسانی کی سیدھی راہ سے ہٹانے کے لیے چلی یہ تھی کہ اُس کے جذبۂ شرم و حیا پر ضرب لگائے اور برہنگی کے راستے سے اُس کے لیے فواحش کا دروازہ کھولے اور اُس کو جنسی معاملات میں بدراہ کر دے۔ بالفاظِ دیگر اپنے حریف کے محاذ میں ضعیف ترین مقام جو اُس نے حملے کے لیے تلاش کیا وہ اُس کی زندگی کا صنفی پہلو تھا اور پہلی ضرب جو اُس نے لگائی وہ اُس محافظ فصیل پر لگائی جو شرم و حیا کی صورت میں اللہ تعالیٰ نے انسانی فطرت میں رکھی تھی۔"

(تفہیم القرآن جلد دوم صـ۱۶)

اس سلسلے میں قرآن کا بیان ملاحظہ ہو:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُۥرِيَ
عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا وَقَالَ مَا نَهٰىكُمَا رَبُّكُمَا
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا
مِنَ الْخٰلِدِيْنَ ۝ وَقَاسَمَهُمَآ اِنِّيْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ ۝
فَدَلّٰىهُمَا بِغُرُوْرٍ ۚ فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ
لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ
وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۔ (الاعراف ۔ ۲۰ تا ۲۲)

" پھر شیطان نے اُن کو بہکایا تاکہ اُن کی شرمگاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں اُن کے سامنے کھول دے اُس نے اُن سے کہا تمہارے رب نے تمہیں جو اس درخت سے روکا ہے اس کی وجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ کہیں تم فرشتے نہ بن جاؤ یا تمہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل نہ ہو جائے اور اُس نے قسم کھا کر اُن سے کہا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں اس طرح دھوکا دے کر وہ ان دونوں کو رفتہ رفتہ اپنے ڈھب پر لے آیا۔ آخر کار جب انہوں نے اِس درخت کا مزہ چکھا تو اُن کے ستر ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے اور وہ اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانکنے لگے۔"

آجکل اخبارات کی اشاعت بڑھانے اور کاروباری لوگ اپنی تجارت اور مصنوعات کو مقبول بنانے کے لیے اشتہار بازی میں جن انسانی خواہشات کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں اُن میں جنس اور حُسن کی خواہش اور طلب سرِ فہرست ہے۔ اس غرض کے لیے صرف تحریر ہی میں لذتیت نہیں پیدا کی جاتی۔ عریاں اور فحش تصاویر کا بھی سہارا لیا جاتا ہے اور بدقسمتی سے یہ سب کچھ تہذیب اور فن کی ترقی کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نام پر کیا جا رہا ہے بلکہ اب تو نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اچھے خاصے پابند صوم وصلوٰۃ لوگ بھی اس بات میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے کہ ان کی بہنیں اور بیٹیاں فیشن میں غرق ہو کر اپنی نیم عریاں تصاویر بنوائیں اور اخبارات میں چھپوائیں۔ اسلام کی نظر میں اس صورتِ حال کا کیا مقام ہے اس کا اندازہ کرنے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث پر ایک نظر ڈال لینا ہی کافی ہے :

"آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔ دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے۔ لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے، آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے، ہاتھ لگانا اور ناجائز مقاصد کے لیے چلنا، ہاتھ پاؤں کا زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہو چکتی ہیں تب شرمگاہیں یا تو اس کی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں۔"

(بخاری، مسلم، ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۳)

تصویری صحافت کے شرعی حدود

ایک زمانہ تھا کہ اخبارات میں تصویریں شائع نہیں ہوتی تھیں، اخبارات لیتھو مشینوں پر چھپا کرتے تھے۔ ان مشینوں پر تصویروں کی چھپائی بڑے تردد کا کام تھا۔ تصویریں چھاپنے کے لیے پہلے بلاک بنوائے جاتے تھے پھر بلاک کا چربہ نکالا جاتا تھا جس کا نقش کبھی صاف اور کبھی غیر واضح ہوتا اور کبھی ایک سیاہ دھبے کے سوا کچھ نظر نہ آتا۔ براہِ راست بلاک سے تصویر کی چھپائی کے لیے اخبار کی دوہری طباعت ضروری تھی جو مقررہ وقت میں ممکن نہ تھی۔ ان مشکلات پر قابو پانے کے لیے کوششیں جاری رہیں اور بالآخر طباعت کا آف سیٹ طریقہ دریافت ہوگیا جس سے تصویروں کی طباعت آسان ہوگئی بلکہ رات گئے تک ملنے والی تصویروں کا چھاپنا بھی ممکن ہوگیا۔

صحافت کی دنیا میں یہ کامیابی ایک ایسا انقلاب ثابت ہوئی جس نے اخبارات کو رنگین، مصوّر، پُرکشش اور جاذبِ نظر بنانے میں اہم کردار ادا کیا۔ اس سے اخبار کے ظاہری حُسن کے ساتھ ساتھ اُس کی صلاحیتِ ابلاغ میں بھی غیر معمولی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اضافہ ہوا۔ اب پہلے کی طرح مناظر کو لفظوں میں بیان کرنے کی مشقت اٹھانے کی ضرورت نہ رہی اور قاری کے لیے بھی بیک وقت کسی واقعے کی حقیقت تک پہنچنا آسان ہو گیا۔

الفاظ اگرچہ وسیلۂ ابلاغ ہیں اور مافی الضمیر کے اظہار اور حالات و واقعات کے سمجھنے سمجھانے میں ان کی اہمیت اور افادیت مسلّم ہے اور اس بات میں بھی کوئی شبہ نہیں کہ اظہارِ مدّعا کے لیے الفاظ تصویر کے محتاج نہیں ہیں، منظر کشی اور ترجمانی الفاظ میں بھی ہو سکتی ہے بلکہ فوٹو گرافی اور تصویروں کی طباعت و اشاعت کی سہولتیں مہیا ہونے سے پہلے تحریر ہی اظہار و ابلاغ کا بڑا وسیلہ رہی ہے، مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا کہ تصویر سے ابلاغ میں آسانی پیدا ہوئی ہے۔ قاری جتنی دیر میں کسی خبر یا مضمون کو پڑھتا ہے اُس سے بہت کم وقت میں تصویروں کو دیکھ کر تحریر سے کہیں زیادہ اثر قبول کر لیتا ہے۔ مانند دیدہ تو اگرچہ تصویر بھی نہیں ہوتی لیکن شنیدہ سے بدرجہا بہتر ہوتی ہے۔ تصویر کی یہی وہ خوبی ہے جو تصویری صحافت کی ترقی اور فروغ کا باعث بنی حتیٰ کہ تصویر کے بغیر اخبار کا کوئی تصور ہی باقی نہیں رہا۔

فنِ صحافت کے اساتذہ نے تصویری صحافت کے جو فوائد بیان کیے ہیں اُن کا خلاصہ یہ ہے:

"تصویر سے خبر کا اہم حصّہ فوراً بے نقاب ہو جاتا ہے اور ذہن پر اُس کا صحیح نقش واضح ہو جاتا ہے۔ واقعات تسلسل کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔ تفریح کا سامان فراہم ہوتا ہے اور اخبار کے حُسن میں اضافہ ہو جاتا ہے۔"

اِس سلسلے میں اِن اساتذہ نے کچھ اخلاقی ہدایات بھی دی ہیں مثلاً:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

- جو شخص تصویر کا موضوع ہو اُس کی اجازت لیے بغیر تصویر نہ چھاپی جائے ماسوائے مندرجہ ذیل صورتوں کے :
- جب تصویر کا موضوع شخص رضا کارانہ طور پر اپنے آپ کو پبلک کے سامنے پیش کرے۔
- جب عام دلچسپی کی کسی خبر کے ساتھ کوئی تصویر دی جائے۔
- جن لوگوں کو اخلاقی جرائم کے سلسلے میں پکڑا جائے اُن کی تصاویر نہ چھاپی جائیں، البتہ مفرور ملزموں کی تصاویر اس غرض سے چھاپی جا سکتی ہیں کہ اُن سے اُن کا سُراغ لگانے میں مدد ملے۔
- گرفتار شدہ فاحشہ عورتوں کی تصویر چھاپنا نامناسب ہے اسی طرح فلمی اداکاراؤں یا رقاصاؤں کی نیم عریاں تصویریں بھی نہیں چھاپنا چاہئیں۔
- مسخ شدہ لاشوں کی تصویر بھی نہ چھاپی جائے۔
- تصویر میں کوئی تبدیلی یعنی تحریف نہ کی جائے۔

تصویری صحافت کے اِن اصولوں پر تمام سنجیدہ اور معیاری اخبارات میں عمل کیا جاتا ہے، بالخصوص انگریزی زبان کے اخبارات جو عوام و خواص کی نظر میں ایک باوقار اور سنجیدہ مقام رکھتے ہیں ان اصولوں کی سختی سے پابندی کرتے ہیں۔ پاکستان میں کراچی، لاہور، راولپنڈی، اسلام آباد، کوئٹہ اور پشاور سے کئی انگریزی اخبارات نکلتے ہیں اِن میں بہت کم بلکہ برائے نام تصویریں چھپتی ہیں۔ اس کے مقابلے میں ہمارے اردو اخبارات کو زیادہ سے زیادہ رنگین بنانے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر تصویریں چھاپنے کی دوڑ جاری ہے۔

جب فلمی اداکاراؤں اور رقاصاؤں کی تصویروں کی اشاعت پر پابندی لگی تو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کالجوں میں فیشن شو اور دوسری ثقافتی تقریبات کے نام پر مغرب زدہ گھرانوں کی خواتین اور طالبات کی تصویریں اس انداز میں شائع کی جانے لگیں کہ جن کو دیکھ کر طوائفوں کی آنکھیں بھی شرم سے جھک جائیں۔ خوبصورت جوڑوں کی تصاویر اور اُن کے کئی کئی پوز میاں بیوی کے روبرو کے نام پر شائع ہوتے ہیں۔ کبھی انٹرویو کا اور کبھی سماجی خدمات کا سہارا لے کر خوبصورت خواتین کو منظرِ عام پر لایا جاتا ہے، کبھی اخبارات سب سے زیادہ توجہ اس بات پر دیتے تھے کہ وہ تازہ سے تازہ خبر ڈھونڈ کر شائع کریں لیکن اب ساری کارکردگی اس بات پر مرتکز ہو کر رہ گئی ہے کہ کہاں سے خوبصورت لڑکوں اور لڑکیوں کی کوئی ایسی تصویر لا کر شائع کریں جسکو دیکھ کر نوجوان تو کیا بوڑھے مرد اور عورتیں بھی دل تھام کر رہ جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تصویروں کی یہ بے تحاشا اشاعت ایک ایسی شرمناک عیاشی ہے جس کا نہ کوئی فنی جواز ہے نہ اخلاقی۔ فنِ صحافت اس بے راہروی اور اخلاق باختگی کی ہرگز اجازت نہیں دیتا۔ آج جو اخبارات اس دوڑ میں شریک ہیں اُن کا مقصد اور محرک یقینی طور پر کوئی غیر پیشہ وارانہ خواہش اور جذبہ ہے۔

جو اخبارات قوم کی اعلیٰ اخلاقی قدروں کے خلاف جنگ کر رہے ہیں اور اس کی بیٹیوں کو بے راہ کر دینے کا مشن لے کر نکلے ہیں اُن کے بارے میں کچھ کہنا لاحاصل ہے، شکایت تو اُن اخبارات کی روش سے ہے جن کی کچھ اخلاقی روایات ہیں، جن کے سامنے کچھ اعلیٰ مقاصد ہیں اور جو جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنے کی شہرت رکھتے ہیں، وہ بھی اشاعت بڑھانے یا برقرار رکھنے کے لیے تصویریں چھاپنے کی اس افسوسناک دوڑ میں شریک ہو گئے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ روزنامہ نوائے وقت کے بانی مدیر حمید نظامی مرحوم اپنے اخبار میں کسی بے اصولی کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ ایک مرتبہ نوائے وقت راولپنڈی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ادارتی عملے نے دوسرے مقامی اخبارات کی دیکھا دیکھی اپنے سنڈے ایڈیشن کا سرورق اور آخری صفحہ باتصویر شائع کر دیا، حمید نظامی مرحوم نے اس حرکت کا سخت نوٹس لیا۔ اگلے دن انہوں نے اخبار کے راولپنڈی ایڈیشن کے ایڈیٹر انچارج کو لکھا کہ اگر تصویروں کے بغیر اخبار کی اشاعت جاری نہیں رکھی جا سکتی تو آپ اخبار کے دفتر میں تالا لگا کر لاہور آ جائیں، لیکن آج بعض اخبارات کی روش کے مقابلے میں نوائے وقت کو ویسی ہی صورتِ حال درپیش ہے تو اُس کے موجودہ مدیرِ اعلیٰ مجید نظامی اپنے اولوالعزم بھائی کے برعکس پولیس کلب لاہور میں "جرائم پر قابو پانے میں ذرائع ابلاغ کے کردار" کے موضوع پر مجلسِ مذاکرہ کے مہمانِ خصوصی کی حیثیت سے خطاب کرتے ہوئے رنگین اخبارات اور خواتین کی تصویروں کی اشاعت کا عذر اور جواز پیش کرتے ہیں ؎

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

فرماتے ہیں :

"ہم کسی خاتون کی تصویر محض برائے تصویر چھاپنے کے قائل نہیں ہیں مگر یہ بات بڑی مشکل ہے کہ پوری اخباری صنعت میں تصاویر شائع ہو رہی ہوں اور صرف ایک اخبار برقع اوڑھ کر بیٹھ جائے۔ میں نے حکومت سے یہ معاہدہ کرنے کو بھی کہا تھا کہ اگر وہ اپنے (نیشنل پریس ٹرسٹ کے) اخبارات میں خواتین کی تصویریں نہ شائع کرنے کا معاہدہ کرے تو ہم بھی اپنے اخبار میں کسی خاتون کی تصویر طبع نہیں کریں گے مگر یہ تجویز نہ مانی گئی۔ اگر حکومت کے زیرِ اہتمام ٹیلی ویژن اور سنسر شپ کے بعد فلمیں گزشتہ آٹھ برس سے قائم "اسلامی" حکومت کی سرپرستی میں چل رہی ہیں جن میں عورت کی رنگین تصویر کو غائب نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا گیا تو ایسے میں اخبارات سے اس قسم کی توقع رکھنا ناقابلِ فہم ہے۔"
(نوائے وقت، راولپنڈی۔ ۲۰ جولائی ۱۹۸۵ء)

یہاں تک جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صحافت کے عام اصولوں کو ملحوظ رکھ کر لکھا گیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کا کوئی بھی صحت مند معاشرہ اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ اُس کے اخبارات میں ایسی تصویریں چھپیں جن سے عام آدمی کے جذبات بھڑکیں اور طبائع جنسی بے راہروی کی طرف مائل ہوں۔ فحاشی پھیلانے میں فحش تصویریں فحش تحریروں سے ہزار گنا زیادہ مُضر کردار ادا کرتی ہیں۔ تصویر کے یہی وہ مفاسد ہیں جن کے پیشِ نظر خالقِ کائنات نے مصوری اور مجسمہ سازی کو ممنوع قرار دیا ہے۔ کسی سچے نبی نے بھی اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتوں کو توڑنے ہی کی پاداش میں آتشِ نمرود میں کودنا پڑا۔ حضرت موسیٰؑ پر نازل ہونے والی توریت میں بار بار بصراحت یہ کہا گیا ہے کہ انسانی اور حیوانی تصویریں اور مجسمے قطعاً حرام ہیں:

۱۔ "تو اپنے لیے کوئی تراشی ہوئی مورت نہ بنانا نہ کسی چیز کی صورت بنانا جو اوپر آسمان میں یا نیچے زمین پر یا زمین کے نیچے پانی میں ہے۔"
(خروج۔ باب ۲۰، آیت ۴)

۲۔ "تم اپنے لیے بت نہ بنانا اور نہ تراشی ہوئی مورت یا لاٹ اپنے لیے کھڑی کرنا اور نہ اپنے ملک میں کوئی شبیہہ دار پتھر رکھنا کہ اسے سجدہ کرو۔" (احبار۔ باب ۲۶، آیت ۱)

۳۔ "تا نہ ہو کہ تم بگڑ کر کسی شکل یا صورت کی کھودی ہوئی مورت اپنے لیے بنالو جس کی شبیہہ کسی مرد یا عورت یا زمین کے کسی حیوان یا ہوا میں اُڑنے والے کسی پرند یا زمین میں رینگنے والے جاندار یا مچھلی سے جو زمین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے نیچے پانی میں رہتی ہے ملتی ہو۔"

(استثناء، باب ۴۔ آیت ۱۶ تا ۱۸)

۴۔ "لعنت اس آدمی پر جو کاریگری کی صفت کی طرح کھودی ہوئی یا ڈھالی ہوئی مورت بنا کر جو خداوند کے نزدیک مکروہ ہے، اس کو کسی پوشیدہ جگہ میں نصب کرے۔"

(استثناء، باب ۲۷۔ آیت ۱۵)

حضرت موسیٰؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ تک تمام انبیاءِ بنی اسرائیل اسی شریعتِ موسویؑ کے پیرو تھے اُن میں سے کوئی ایک بھی اپنی الگ شریعت لے کر نہیں آیا۔ اس لیے یہ خیال کرنا درست نہیں ہوگا کہ یہود و نصاریٰ مصوری اور مجسمہ سازی کے میدان میں آج جو کچھ کر رہے ہیں اُس کی اجازت اُنہیں اُن کے مذہب نے دے رکھی ہے یا یہ کہ اُن کا یہ عمل کسی اخلاقی اصول پر مبنی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا سارے کا سارا طرزِ عمل خدا سے بغاوت اور شہوات پر مبنی ہے جس کا سرے سے کوئی علمی اور اخلاقی جواز موجود نہیں ہے۔ بدقسمتی سے اسی کی نقل اب مسلمان بھی کرنے لگے ہیں۔ وہ بھی یہود و نصاریٰ کی طرح دین و شریعت کے احکام کو پسِ پشت ڈالتے، اور جائز و ناجائز اور حلال و حرام کی پابندیوں کی طرف سے آنکھیں بند کرتے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ اسلامی معاشرے میں شائع ہونے والے اخبارات کو یقینی طور پر غیر اسلامی معاشروں میں نکلنے والے اخبارات سے مختلف و متمیز ہونا چاہیے!

نوائے وقت کے مدیرِ اعلیٰ جناب مجید نظامیؒ صدر محمد ضیاء الحق کے آٹھ سالہ دور میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر خبروں سے پہلے بسم اللہ پڑھنے، اذان، احادیثِ نبویؐ اور قائدِ اعظم کے ارشادات نشر کیے جانے کی صورت میں ہونے والی جزوی تبدیلیوں کے متعلق اظہارِ خیال کرتے ہوئے اخبارات کے اسلامی تشخص کی ضرورت کی طرف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یوں توجہ دلاتے ہیں :

"مجموعی حیثیت میں مجھے کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ ڈراموں اور باقی پروگراموں میں فیشن، عورت کا استعمال سیکس سمبل کے طور پر کہہ لیجیے یا ایٹریکشن کے لحاظ سے۔ مجھے نہ کوئی اسلامی معیار نظر آتا ہے نہ کوئی اُس کے نقطۂ نگاہ میں تبدیلیاں دکھائی دیتی ہیں کیونکہ یہ ایک خاتون کو بالکل اُسی طرح دکھاتے ہیں جس طرح نیویارک، لندن یا کسی اور ایسے معاشرے کا ٹی وی استعمال کرتا ہے جو مادر پدر آزاد ہے۔

اس لحاظ سے تو ہمارے ہاں تبدیلی آئی ہے کہ نورِ بصیرت کا کالم ہمارے یہاں بھی ہے۔ دوسرے اخبارات میں کسی اور نام سے ہوگا ہم اپنا مّلی ایڈیشن جمعرات کو دیتے ہیں۔ کوئی منگل، بدھ کو دیتا ہے لیکن معاملہ پھر فیصد والا ہی ہے۔ ضرورت ہے کہ بحیثیتِ مجموعی ہم میں تبدیلی آئے۔ یہ نہیں کہ جمعے کے روز جمعہ بھی پڑھ لیں اور اتوار کو وہاں تفریحاً چلے جائیں۔ جہاں بحیثیت مسلمان ہمیں نہیں جانا چاہیے۔"

(انٹرویو۔ روزنامہ وفاق، اصلاحِ معاشرہ نمبر)

ذرائع ابلاغ کو مکمل طور پر اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیے ضروری ہے کہ تمام پہلوؤں کا قرآن وسنّت کی تعلیمات کی روشنی میں عالمانہ جائزہ لے کر ذرائع ابلاغ کے کردار اور حدود و آداب کا تعین کیا جائے اور پھر کسی کو اُن کی خلاف ورزی نہ کرنے دی جائے۔ اس کے بغیر نہ اخبارات کو اخلاقی حدود کا پابند بنایا جاسکتا ہے نہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن ہی سے اس کی توقع کی جاسکتی ہے۔

جہاں تک تصویر کا تعلق ہے شریعتِ محمدیؐ بھی اس کو شریعتِ موسوی کی طرح جائز نہیں رکھتی۔ بہت سی قوی الاسناد اور متواتر المعنیٰ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی روح اشیاء کی تصویریں بنانے اور رکھنے کو قطعی حرام قرار دیا ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم نے اپنے رسالے "تصویر کے شرعی احکام" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکتیس احادیث نقل کی ہیں جن میں سے بیس تصویر سازی اور گھر میں تصاویر رکھنے کو حرام قرار دینے کے متعلق ہیں۔ باقی گیارہ احادیث و آثار میں بعض خاص قسم کی تصاویر کے بارے میں اجازت و رخصت کے الفاظ ہیں۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اپنی تفسیر تفہیم القرآن جلد چہارم میں سورۂ سبا کی آیت ۱۳ میں حضرت سلیمانؑ کے لیے جنوں کے تصویریں بنانے کے ذکر کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اس آیت میں لفظ تماثیل آیا ہے جو تمثال کی جمع ہے اور تمثال عربی زبان میں ہر اُس چیز کو کہتے ہیں جو کسی قدرتی شے کے مشابہ بنائی جائے قطع نظر اس سے کہ وہ کوئی انسان ہو یا حیوان، کوئی درخت ہو یا پھول یا دریا یا کوئی دوسری بے جان چیز۔ اور چونکہ حضرت سلیمانؑ خود صاحب شریعت نبی نہیں تھے بلکہ شریعتِ موسوی کے پابند تھے۔ اس لیے یہ خیال کرنا زیادتی ہے کہ وہ جنوں سے جانداروں کی تصویریں بنواتے تھے۔"

کسی جاندار کی تصویر بنانے اور رکھنے کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات نہایت واضح ہیں:

۱۔ "ام المومنین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ حضرت ام حبیبہؓ اور ام سلمہؓ نے حبش میں کنیسہ دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں۔ اس کا ذکر اُنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ جب کوئی صالح شخص ہوتا تو اُس کے مرنے کے بعد وہ اس کی قبر پر ایک عبادت گاہ بناتے اور اس میں تصویریں بنالیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے تھے۔ یہ لوگ قیامت کے روز اللہ کے نزدیک بدترین خلائق قرار پائیں گے۔" (بخاری، مسلم، نسائی)

۲۔ "ابو جحیفہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مصور پر لعنت فرمائی ہے۔" (بخاری)

۳۔ "ابو زرعہؒ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ کے ساتھ ایک مکان میں داخل ہوا تو دیکھا کہ مکان کے اوپر ایک مصور تصویریں بنا رہا ہے۔ اس پر حضرت ابوہریرہؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جو میری تخلیق کے مانند تخلیق کی کوشش کرے۔ یہ لوگ ایک دانہ یا ایک چیونٹی بنا کر دکھائیں۔" (بخاری)

مسند احمد اور مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ یہ مروان کا گھر تھا۔

۴۔ "ابو محمد ہذلی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم لوگوں میں سے کون ہے جو جا کر مدینے میں کوئی بُت نہ چھوڑے جسے توڑ نہ دے اور کوئی قبر نہ چھوڑے جسے زمین کے برابر نہ کر دے اور کوئی تصویر نہ چھوڑے جسے مٹا نہ دے؟ ایک شخص نے عرض کیا میں اس کے لیے حاضر ہوں، چنانچہ وہ گیا مگر اہلِ مدینہ کے خوف سے یہ کام کیے بغیر پلٹ آیا۔ پھر حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا اچھا تم جاؤ۔ حضرت علیؓ گئے اور واپس آکر انہوں نے عرض کیا کہ میں نے کوئی بُت نہیں چھوڑا جسے توڑ نہ دیا ہو، کوئی قبر نہیں چھوڑی جسے زمین کے برابر نہ کر دیا ہو اور کوئی تصویر نہیں چھوڑی جسے مٹا نہ دیا ہو۔ اس پر حضورؐ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے فرمایا اب اگر کسی شخص نے ان چیزوں میں سے کوئی چیز بنائی تو اُس نے اُس تعلیم سے کفر کیا جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر نازل ہوئی ہے۔"
(مسند احمد اور مسلم اور نسائی کتاب الجنائز میں بھی اس مضمون کی ایک حدیث منقول ہے)

۵۔ "ابن عباسؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں ــــ اور جس شخص نے تصویر بنائی اُسے عذاب دیا جائے گا اور مجبور کیا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے اور وہ نہ پھونک سکے گا۔"
(بخاری، ترمذی، نسائی، مسند احمد)

۶۔ "سعید بن ابی الحسن کہتے ہیں کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا تھا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ ابن عباسؓ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو اپنے ہاتھ سے روزی کماتا ہوں اور میرا روزگار تصویریں بنانا ہے۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ میں تم سے وہی بات کہوں گا جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔ میں نے حضورؐ سے یہ بات سنی ہے کہ جو شخص تصویر بنائے گا اللہ اُسے عذاب دے گا اور اُسے نہ چھوڑے گا جب تک وہ اس میں روح نہ پھونکے اور وہ کبھی روح نہ پھونک سکے گا۔ یہ بات سن کر وہ شخص سخت برافروختہ ہوا اور اُس کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس پر ابن عباسؓ نے کہا کہ بندۂ خدا! اگر تجھے تصویر بنانی ہی ہے تو اس درخت کی بنا، یا کسی ایسی چیز کی بنا جس میں روح نہ ہو۔" (بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد)

۷۔ "عبداللہ ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ کے ہاں سخت سزا پانے والے مصور ہوں گے۔"
(بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ "عبداللہ بن عمرؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں اُن کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ اُن سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اُسے زندہ کرو۔" (بخاری، مسلم، نسائی، مسند احمد)

۹۔ "حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک تکیہ خریدا جس میں تصویریں بنی تھیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دروازے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں خدا سے توبہ کرتی ہوں ہر اُس گناہ سے جو میں نے کیا ہو۔ حضورؐ نے فرمایا یہ تکیہ کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا یہ اس غرض کے لیے ہے کہ آپ یہاں تشریف رکھیں اور اس پر ٹیک لگائیں۔ فرمایا ان تصویروں کے بنانے والوں کو قیامت کے روز عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اس کو زندہ کرو اور ملائکہ (یعنی ملائکۂ رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویریں ہوں۔"
(بخاری، مسلم، نسائی، ابن ماجہ، مؤطا)

۱۰۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں تصویر تھی۔ آپ کے چہرے کا رنگ بدل گیا، پھر آپؐ نے اس پردے کو لے کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا قیامت کے روز سخت ترین عذاب جن لوگوں کو دیا جائے گا اُن میں سے وہ لوگ بھی ہیں جو اللہ کی تخلیق کے مانند تخلیق کی کوشش کرتے ہیں۔"
(مسلم، بخاری، نسائی)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۱۔ "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے واپس تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ لٹکا رکھا تھا جس میں پردار گھوڑوں کی تصویریں تھیں۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے اتار دو اور میں نے اُتار دیا۔"

(مسلم، نسائی)

۱۲۔ "جابرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمادیا کہ گھر میں تصویر رکھی جائے اور اس سے بھی منع فرمادیا کہ کوئی شخص تصویر بنائے۔" (ترمذی)

۱۳۔ "ابن عباسؓ ابوطلحہؓ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ملائکہ (یعنی ملائکۂ رحمت) کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا پلا ہوا ہو اور نہ ایسے گھر میں جس میں تصویر ہو۔"

(بخاری)

۱۴۔ "عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ جبرئیل نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آنے کا وعدہ کیا مگر بہت دیر لگ گئی اور وہ نہ آئے۔ حضورؐ کو اس سے پریشانی ہوئی اور آپؐ گھر سے نکلے تو وہ مل گئے۔ آپؐ نے اُن سے شکایت کی تو انہوں نے کہا ہم کسی ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتّا ہو یا تصویر ہو۔" (بخاری)

اب دیکھنا یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ جنہوں نے حضورؐ سے براہِ راست استفادہ کیا انہوں نے ان ارشاداتِ رسولؐ کا کیا مطلب لیا اور اُن پر کیسے عمل کیا؟

"حضرت عمرؓ نے عیسائیوں سے کہا کہ ہم تمہارے کنیسوں میں اس لیے داخل نہیں ہوتے کہ ان میں تصویریں ہوتی ہیں۔" (بخاری)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ابن عباسؓ گرجا میں نماز پڑھ لیتے تھے مگر کسی ایسے گرجا میں نہیں جس میں تصویریں ہوں۔" (بخاری)

"ابو الہیاج اسدی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے مجھ سے کہا: کیا نہ بھیجوں میں تم کو اس مہم پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا؟ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی مجسمہ نہ چھوڑو جسے توڑ نہ دو، اور کوئی اونچی قبر نہ چھوڑو جسے زمین کے برابر نہ کر دو اور کوئی تصویر نہ چھوڑو جسے مٹا نہ دو۔" (مسلم، نسائی)

"حنش الکنانی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنی پولیس کے کوتوال سے کہا کہ تم جانتے ہو میں کس مہم پر تمہیں بھیج رہا ہوں؟ اُس مہم پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔ یہ کہ میں ہر تصویر کو مٹا دوں اور ہر قبر کو زمین کے برابر کر دوں۔" (مسند احمد)

فقہائے اسلام نے انہی ارشاداتِ رسولؐ اور تعاملِ صحابہؓ کی بنیاد پر تصویر سازی کی حُرمت کو اسلامی قانون کی ایک دفعہ قرار دیا ہے۔ علامہ بدرالدین توضیح کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"ہمارے اصحاب (یعنی فقہائے احناف) اور دوسرے فقہاء کہتے ہیں کہ کسی جاندار چیز کی تصویر بنانا حرام ہی نہیں، سخت حرام اور کبیرہ گناہوں میں سے ہے، خواہ بنانے والے نے اسے کسی ایسے استعمال کے لیے بنایا ہو جس میں اس کی تذلیل ہو، یا کسی دوسری غرض کے لیے، ہر حالت میں تصویر کشی حرام ہے۔ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا دینار یا درہم یا پیسے میں یا کسی برتن میں یا دیوار میں۔ بہر حال اُس کا بنانا حرام ہے، البتہ جاندار کے سوا کسی دوسری چیز مثلاً درخت وغیرہ کی تصویر بنانا حرام نہیں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اِن تمام امور میں تصویر کے زیرِ سایہ ہونے یا نہ ہونے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہی رائے امام مالکؒ، سفیان ثوریؒ، امام ابوحنیفہؒ اور دوسرے علماء کی ہے۔ قاضی عیاضؒ کہتے ہیں کہ اس سے لڑکیوں کی گڑیاں مستثنیٰ ہیں مگر امام مالک ان کے خریدنے کو بھی ناپسند کرتے تھے"

(عمدۃ القاری۔ ج ۲۲ ص ۷۰)

یہ تو ہے تصویر بنانے کا مسئلہ، رہا دوسرے کی بنائی ہوئی تصویر کے استعمال کا حکم، تو اس کے بارے میں علامہ ابنِ حجرؒ نے فقہاءِ اسلام کی آراء یوں نقل کی ہیں:

"مالکی فقیہہ ابنِ عربی کہتے ہیں کہ جس تصویر کا سایہ پڑتا ہو اُس کے حرام ہونے پر تو اجماع ہے قطع نظر اس سے کہ وہ تحقیر کے ساتھ رکھی گئی ہو یا نہ۔ اس اجماع سے لڑکیوں کی گڑیاں مستثنیٰ ہیں۔

ابنِ عربی یہ بھی کہتے ہیں کہ جس تصویر کا سایہ نہ پڑتا ہو وہ اگر اپنی حالت پر باقی رہے (یعنی آئینے کی پرچھائیں کی طرح نہ ہو بلکہ چھپی ہوئی تصویر کی طرح ثابت و قائم ہو) تو وہ بھی حرام ہے۔ خواہ اسے حقارت کے ساتھ رکھا گیا ہو یا نہ۔ البتہ اگر اُس کا سر کاٹ دیا گیا ہو یا اُس کے اجزاء الگ الگ کر دیے گئے ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

امام الحرمین نے ایک مسلک یہ نقل کیا ہے کہ پردے یا تکیے پر اگر تصویر ہو تو اُس کے استعمال کی اجازت ہے مگر دیوار یا چھت میں جو تصویر لگائی جائے وہ ممنوع ہے، کیونکہ اس صورت میں اُس کا اعزاز ہوگا، بخلاف اس کے پردے اور تکیے کی تصویر حقارت سے رہے گی۔

ابن ابی شیبہ نے عکرمہؓ سے نقل کیا ہے کہ زمانۂ تابعین کے علماء یہ رائے رکھتے تھے کہ فرش اور تکیے میں تصویر کا ہونا اس کے لیے باعثِ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذلت ہے نیز ان کا یہ خیال بھی تھا کہ اونچی جگہ پر جو تصویر لگائی گئی ہو وہ حرام ہے اور قدموں میں جسے پامال کیا جاتا ہو وہ جائز ہے۔ یہی رائے ابن سیرین، سالم بن عبداللہ، عکرمہ بن خالد اور سعید بن جبیر سے بھی منقول ہے۔" (فتح الباری ج ۱۰، ص ۳۰۰)

احادیث میں حرمتِ تصویر کی تین وجوہ کا ذکر آیا ہے:

۱۔ خالق اور مصور ہونا خاص اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور تصویر سازی اس صفت میں مداخلت اور شرکتِ عملی کے مترادف ہے۔

۲۔ تصویر شرک و بت پرستی کا موجب بنتی ہے۔

۳۔ جس گھر میں تصویر ہو وہاں ملائکۂ رحمت داخل نہیں ہوتے۔

لیکن ان کے علاوہ بھی تصویر کے بہت سے مفاسد ہیں۔ یہ دنیا میں اور بھی بہت سے فتنوں کا موجب بنتی ہے اور بن رہی ہے۔ مولانا مودودیؒ لکھتے ہیں:

"تصویر ان بڑے ذرائع میں سے ایک ہے جس سے بادشاہوں، ڈکٹیٹروں اور سیاسی لیڈروں کی عظمت کا سکہ عوام الناس کے دماغوں پر بٹھانے کی کوشش کی گئی ہے۔ تصویر کو دنیا میں شہوانیت پھیلانے کے لیے بھی بہت بڑے پیمانے پر استعمال کیا گیا ہے اور آج یہ فتنہ ہر زمانے سے زیادہ برسرِ عروج ہے۔ تصاویر قوموں میں نفرت اور عداوت کے بیج بونے، فساد ڈلوانے اور عام لوگوں کو طرح طرح سے گمراہ کرنے کے لیے بھی بکثرت استعمال کی جاتی رہی ہیں اور آج سب سے زیادہ استعمال کی جا رہی ہیں۔ اس لیے یہ سمجھنا کہ شارع نے تصویر کی حرمت کا حکم صرف بت پرستی کے استیصال کی خاطر دیا ہے اصلاً غلط ہے۔ شارع نے مطلقاً جاندار اشیاء کی تصویر کو روکا ہے۔" (تفہیم القرآن جلد ۴ ص ۱۸۸)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آگے چل کر مزید لکھتے ہیں :

" وہ (یعنی شریعت) حلال و حرام کے درمیان ایسی دھندلی اور مبہم حد بندیاں قائم نہیں کرتی جس سے آدمی یہ فیصلہ نہ کر سکتا ہو کہ وہ کہاں تک جواز کی حد میں ہے اور کہاں اس حد کو پار کیا گیا ہے بلکہ ایسا واضح خطِ امتیاز کھینچتی ہے جسے ہر شخص روزِ روشن کی طرح دیکھ سکتا ہو۔ تصاویر کے درمیان یہ حد بندی قطعی واضح ہے کہ جانداروں کی تصویریں حرام اور بے جان اشیاء کی تصویریں حلال ہیں۔"

(تفہیم القرآن جلد چہارم صفحہ ۱۸۸)

اس ساری بحث سے یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام میں کسی جاندار کی تصویر بنانا جائز نہیں اور دوسرے کی بنائی ہوئی تصویر کا استعمال بھی اسی صورت میں جائز ہے کہ اُسے اس طرح تحقیر کے ساتھ رکھا جائے کہ وہ پامال ہوتی رہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم اُن احادیث و آثار پر جن میں خاص قسم کی تصاویر کے بارے میں اجازت و رخصت کے الفاظ ہیں بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ ان سے فقہائے امت نے یہ نتائج نکالے ہیں :

" تصویر کشی اور تصویر سازی کسی جاندار کی کسی حال میں جائز نہیں صرف غیر ذی روح اور بے جان چیزوں کی تصاویر بنا سکتے ہیں اور تصاویر کے استعمال میں مندرجہ ذیل قسم کی تصاویر کی اجازت دی ہے :

۱۔ سر کٹی تصویر (یا جسے رنگ روغن سے لتھیڑ دیا جائے) جو درخت کے مشابہ ہو جائے۔

۲۔ پامال تصاویر جو جوتے کے تلے یا فرش وغیرہ میں ہوں۔

۳۔ بہت چھوٹی تصویریں جیسے انگوٹھی اور ٹین کی تصویریں، وہ بھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام نقش ونگار کے حکم میں ہیں۔

۴۔ بچیوں کے کھیلنے کی گڑیاں۔ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ بعض حرام فرماتے ہیں، بعض جائز اور بعض خاص شرائط کے تحت اجازت دیتے ہیں۔"

اس رخصت و اجازت کو بنیاد بنا کر مولانا سید سلیمان ندوی نے ۱۹۱۹ء میں ماہنامہ معارف، دار المصنفین اعظم گڑھ میں ایک سلسلۂ مضامین لکھا جس میں فوٹوگرافی اور فوٹوگراف دونوں کو جائز قرار دیا۔ مولانا ابوالکلام آزاد نے اپنے ہفت روزے الہلال میں اُردو صحافت کی تاریخ میں پہلی بار تصویریں شائع کیں اور ایک طویل مدت تک شائع کرتے رہے۔ اُس وقت یہ دونوں بزرگ اس کو جائز سمجھتے تھے مگر بعد میں انہوں نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا۔ مولانا سید سلیمان ندوی نے معارف جنوری ۱۹۴۳ء میں رجوع و اعتراف کے زیرِ عنوان لکھا:

"مسئلۂ تصویر کے متعلق میں نے ۱۹۱۹ء میں ایک مضمون لکھا جس میں (۱) ذی روح کے فوٹو لینے یعنی عکسی تصویر کشی اور خصوصاً (۲) نصف حصۂ جسم کے فوٹو کا جواز ظاہر کیا تھا۔ اس سلسلے میں بعد کو ہندوستان اور مصر کے بعض علماء نے بھی مضامین لکھے جن میں سے بعض میرے موافق ہیں اور بعض میرے مخالف، لیکن بہر حال اس بحث کے سارے پہلو سامنے آ گئے ہیں اس لیے سب کو سامنے رکھ کر اب اس سے اتفاق ہے کہ صحیح یہی ہے کہ امرِ اوّل دستی تصویر کی طرح ناجائز ہے اور امرِ ثانی کا کھینچنا ناجائز اور کھنچوانا باضطرار جائز اور دھڑ کا بغیر سر اور چہرہ کے دونوں جائز ہیں۔"

رہا مولانا ابوالکلام آزاد کا معاملہ تو جب وہ رانچی جیل میں تھے اُن کے متعلقین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں سے بعض حضرات نے مولانا کے سوانح حیات اور حالات کو بنام "تذکرہ" جمع کر کے اس کی اشاعت کا ارادہ کیا اور مولانا کو لکھا کہ کتاب کے شروع میں شائع کرنے کے لیے اپنا فوٹو عنایت کر دیں۔ اس پر مولانا نے جو جواب تحریر فرمایا وہ خود اسی "تذکرہ" میں چھپ چکا ہے۔ مولانا نے لکھا :

"تصویر کا کھنچوانا، رکھنا، شائع کرنا سب ناجائز ہے۔ یہ میری سخت غلطی تھی کہ تصویر کھنچوائی اور الہلال کو با تصویر نکالا تھا۔ اب میں اس غلطی سے تائب ہو چکا ہوں، میری پچھلی لغزشوں کو چھپانا چاہیے نہ کہ از سرِ نو اُن کی تشہیر کرنا چاہیے۔"

(بحوالہ تصویر کے شرعی احکام ص ۵)

اِن دونوں بزرگوں نے فوٹو کو دستی تصویر سے مختلف خیال کرتے ہوئے اس کے جواز کی رائے دی تھی اس لیے بعد میں توفیقِ اصلاح ہونے پر اُس سے رجوع کر لیا اور تائب ہو گئے لیکن بعض دوسرے محتاط علماءِ کرام نے تصویر اور فنِ تصویر کو حرام تسلیم کرتے ہوئے بعض مخصوص صورتوں میں اِس اصول کے تحت کہ انسان کی حقیقی ضروریات کے لیے وہ چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو بجائے خود ناجائز ہیں، تصویر کو جائز قرار دیا ہے۔

کسی صاحب نے ۱۹۴۲ء میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے دریافت کیا :

"انٹرنس کے امتحان میں پرائیویٹ طالب علم کی حیثیت میں شرکتِ امتحان کے لیے درخواست کے ہمراہ فوٹو ارسال کرنا لازمی ہے پھر کیا ایسی صورت میں فوٹو کھنچوانا جائز ہے؟ مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب سابق صدر جمعیۃ العلماءِ (ہند) نے اس صورت کو جائز فرمایا ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ فعل جائز کیونکر ہو سکتا ہے؟"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سوال کے جواب میں مولانا ؒ نے لکھا :

" اس معاملے میں مجھے مولانا کفایت اللہ صاحب کے فتوے سے اتفاق ہے۔ فوٹو کھنچوانا اگرچہ ناجائز ہے لیکن جہاں کسی حقیقی تمدنی نقصان سے بچنے یا کسی حقیقی تمدنی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فوٹو کا استعمال ناگزیر ہو وہاں صرف اُس ضرورت کی حد تک ایسا کرنا جائز ہے۔ امتحانات کے سلسلے میں چونکہ یہ تجربہ ہوا ہے کہ بہت سے لوگ دھوکہ دے کر کسی دوسرے شخص کو اپنے بجائے امتحان دینے کے لیے بھیج دیتے ہیں۔ اس لیے درخواست کے ساتھ تصویر لگانا لازم کیا گیا ہے۔ اس ضرورت کو تصویر کے سوا کسی دوسرے طریقے سے پورا کرنا مشکل ہے اور دھوکے اور فریب کا سدِ باب بھی ضروری ہے لہٰذا اس مقصد کے لیے تصویر کھنچوانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اسی طرح میرے نزدیک پاسپورٹ، تفتیشِ جرائم، طبی تحقیقات وضروریات، جہاد اور ناگزیر تعلیمی اغراض کے لیے بھی فنِ تصویر کا استعمال درست ہے۔ اصولِ فقہ کا متفق علیہ مسئلہ ہے کہ " الضروریات تبیح المحظورات " یعنی انسان کی حقیقی ضروریات کے لیے وہ چیزیں جائز ہو جاتی ہیں جو بجائے خود ناجائز ہیں "۔

(رسائل ومسائل ج ۱ ص ۱۵۶)

مولانا نے اصولِ فقہ کے جس متفق علیہ مسئلے کا ذکر کیا ہے اُس کی اور بھی کئی مثالیں موجود ہیں۔ مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور ایسی چیزیں جن پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو قرآن میں حرام قرار دی گئی ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی اجازت دے دی گئی ہے کہ اضطراری حالت میں اگر بھوک سے جان پر بن جائے تو آدمی ان میں سے قوتِ لایموت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی حد تک کھا سکتا ہے۔ دیکھیے سورۂ بقرہ آیت ۱۷۳۔

اِسی طرح یہ بھی رخصت دی گئی ہے کہ کمزور ایمان کے کسی آدمی کو کلمۂ کفر کہنے پر مجبور کیا جائے اور بصورتِ دیگر قتل کر دیے جانے کا خطرہ ہو تو وہ اپنی جان بچانے کے لیے دل میں ایمان کو سلامت رکھتے ہوئے زبان سے کلمۂ کفر کہہ سکتا ہے۔

غیبت اور بدگوئی بہت سخت گناہ اور گھناؤنا فعل ہے لیکن شادی بیاہ کے سلسلے میں اگر کوئی لڑکے یا لڑکی یا اُن کے گھر والوں کے بارے میں معلومات کرے تو حکم ہے کہ اُسے اُن کے عیب بھی بتا دیے جائیں۔ اسماء الرّجال کا علم جس سے راویوں کی خوبیوں کے ساتھ ساتھ خامیوں اور کمزوریوں کی بھی نشاندہی کی گئی ہے، اسی اصول کے تحت جائز قرار پایا ہے کیونکہ ایسا نہ کرنے سے اس سے بڑا نقصان یہ لازم آتا ہے کہ بعض راویوں کا جھوٹ اور کذب خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو جاتا۔

جھوٹ بولنا سراسر گناہ ہے لیکن دو آدمیوں میں صلح کرانے کے لیے اگر کوئی شخص اُن دونوں میں سے کسی ایک سے یہ کہے کہ دوسرا آدمی تو لڑائی کے باوجود تمہاری تعریف کرتا ہے حالانکہ اُس نے تعریف نہ کی ہو تو یہ جھوٹ اُس سچ سے بہتر ہے جس کے نتیجے میں وہ ایک دوسرے کے پہلے سے زیادہ دشمن بن جائیں۔

شیخ سعدیؒ نے اس بات کو اِن الفاظ میں بیان کیا ہے :

"دروغ مصلحت آمیز بہ از راستیٔ فتنہ انگیز"

تصویری صحافت کے حوالے سے اگر دیکھا جائے تو ابلاغ بجائے خود ایک حقیقی انسانی ضرورت ہے مثلاً :

۱۔ گم شدہ بچے کی تلاش کے اعلان کے ساتھ اُس کی تصویر کی اشاعت۔

۲۔ مفرور اشتہاری مجرم کی تصویر کی اشاعت، تاکہ گرفتاری میں آسانی ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ حادثے کی ہولناکی کے اظہار اور یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ حادثے کے وقت دونوں گاڑیوں یا دونوں فریقوں میں سے کون غلطی پر تھا۔

۴۔ بھارت یا کسی غیر مسلم ملک میں مسلمانوں پر مظالم کی تصویر کی اشاعت، عالمی رائے عامہ کو متوجہ کرنے کے لیے۔

۵۔ قحط، سیلاب اور زلزلے کی تباہی کا شکار ہونے والوں کی بربادی اور مفلوک الحالی کی تصویر تاکہ لوگوں کے دلوں میں اُن کی امداد کا جذبہ پیدا ہو۔

۶۔ غیر اسلامی قوتوں کے مقابلے میں اسلام اور مسلمانوں کی قوت و شوکت کے اظہار کے لیے تصویر یا تصویروں کی اشاعت جیسے ۱۹۷۰ء میں سوشلزم کے مقابلے میں شوکتِ اسلام کے اظہار کے لیے نکالے جانے والے جلوس کی تصویریں۔

۷۔ بس اسٹاپوں، چوراہوں اور ایسے ہی دوسرے مقامات پر خواتین اور کالجوں کی طالبات کو چھیڑنے اور تنگ کرنے کے لیے جمع ہونے والے آوارہ گروہ اور بے راہرو نوجوانوں کی تصویریں، تاکہ ذمہ دار حکام ان خرابیوں کے تدارک کی طرف متوجہ ہوں۔

۸۔ یا کوئی ایسی تصویر جس کے بغیر کسی خبر یا واقعے کا ابلاغ پوری طرح ممکن نہ ہو۔

ابلاغ کے لیے تصویر کی ضرورت کا ثبوت کتب احادیث کی بہت سی روایات سے ملتا ہے۔ معراج کے سفر میں حضورِ اکرمؐ کو کئی برے اعمال کے نتائج کو مجسّم کر کے دکھایا گیا۔ مثلاً :

"آپؐ نے ایسے لوگوں کو دیکھا جن کے بدن کا گوشت کاٹ کاٹ کر اُنہیں کھلایا جا رہا تھا۔ یہ غیبت کرنے والے اور چغلخور تھے۔

پھر ایسے لوگوں کو دیکھا جن کی زبانیں اور ہونٹ کاٹے جا رہے تھے۔

جب یہ کٹ چکتے تو پھر ویسے ہی ہو جاتے جیسے پہلے تھے۔ حضورؐ کو

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا گیا کہ یہ آپؐ کی امّت کے وہ خطیب، واعظ اور عالم ہیں جو دوسروں کو لمبی چوڑی نصیحت کرتے تھے مگر خود ان پر عمل نہیں کرتے تھے۔

حضورؐ نے ایک جگہ چھوٹا سا پتھر دیکھا جس سے ایک بڑا بیل پیدا ہوتا ہے پھر یہ بیل اُس پتھر میں واپس جانا چاہتا ہے مگر جا نہیں سکتا۔ آپؐ کو بتایا گیا یہ اُس شخص کا حال ہے جو بُری بات منہ سے نکال کر شرمندہ ہوتا ہے لیکن اس کو واپس لینے پر قدرت نہیں رکھتا۔

حضورؐ نے کچھ لوگوں کو سڑا ہوا گوشت کھاتے دیکھا۔ یہ ناجائز دولت کمانے والے افراد تھے۔ سود خواروں کو دیکھا کہ اُن کے شکموں میں سانپ بھرے ہوئے تھے جو باہر سے دکھائی دے رہے تھے۔ زنا کار عورتوں کو حضورؐ نے اس عالم میں دیکھا کہ اُنہیں اُن کے پستان باندھ کر لٹکایا گیا تھا۔

حضرت سمرہ بن جندبؓ فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے کہ تم میں سے کسی شخص نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ جس نے کوئی خواب دیکھا ہوتا وہ آپؐ سے بیان کرتا جو اللہ تعالیٰ چاہتا۔ آپؐ نے ایک صبح فرمایا کہ میرے پاس رات کو دو آنے والے (فرشتے) آئے اور مجھے اٹھایا اور مجھ سے کہا کہ چلیے! میں اُن دونوں کے ساتھ چلا۔

ہم ایک شخص کے پاس پہنچے جو لیٹا ہوا تھا اور دوسرا اُس کے پاس پتھر لیے ہوئے کھڑا تھا۔ وہ اُس کے سر میں پتھر پھینک کر مارتا جس سے اُس کا سر پھٹ جاتا اور پتھر دور لڑھک جاتا تھا۔ وہ پتھر کے پیچھے جاتا اور پتھر کو پکڑتا۔ وہ پتھر لے کر ابھی واپس بھی نہ ہونے پاتا کہ اُس کا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سر ٹھیک ہو جاتا جیسا کہ پہلے تھا وہ پھر اُس کے پاس لوٹ کر آتا اور اسی طرح کرتا جیسا کہ پہلے کیا تھا۔ میں نے ان دونوں سے پوچھا سبحان اللہ! یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے۔

ہم آگے چلے تو ایک آدمی کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل چت لیٹا ہوا تھا اور ایک دوسرا آدمی اُس کے پاس لوہے کا آنکڑا لیے ہوئے کھڑا تھا اور اُس آنکڑے سے اُس کی ایک بانچھ کو گدی تک اور ایک نتھنے کو گدی تک اور ایک آنکھ کو گدی تک چیرتا اور اس جانب کے چیرنے سے فارغ بھی نہ ہو پاتا تھا کہ وہ پہلے کی طرح اچھا ہو جاتا۔ پھر اسی طرح کرتا جیسے پہلے کیا تھا۔ میں نے کہا سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟ دونوں نے کہا آگے چلیے۔

ہم آگے چلے تو ایک تنور کے پاس پہنچے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں نے وہاں شور و غل کی آواز سنی۔ ہم نے اُس میں جھانک کر دیکھا تو اُس میں کچھ مرد اور عورتیں برہنہ نظر آئیں جن کے نیچے سے اُن کے پاس آگ کی لپٹ آتی۔ جب اُن کے پاس آگ کی لپٹ آتی تو وہ زور سے چیخنے لگتے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے۔

ہم آگے بڑھے تو ایک نہر کے پاس پہنچے میں نے خیال کیا کہ اُس کے پانی کا رنگ خون کی طرح سرخ تھا۔ نہر میں ایک آدمی کو دیکھا جو تیر رہا تھا اور نہر کے کنارے پر ایک آدمی کھڑا تھا جس کے پاس بہت سے پتھر جمع تھے جب وہ تیرنے والا تیر کر اُس کے پاس آتا تو اُس کے سامنے اپنا منہ کھول دیتا اور وہ اُس کے منہ میں پتھر ڈال دیتا۔ پھر وہ تیرنے لگتا اور اس کے پاس پھر لوٹ کر آتا اور پھر اپنا منہ کھول دیتا اور وہ اُس کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منہ میں پھر پتھر ڈال دیتا۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں؟ تو اُن دونوں نے کہا آگے چلیے اور آگے چلیے۔

ہم آگے چلے تو ایک شخص کے پاس پہنچے جو کہ نہایت ہی کریہہ المنظر تھا جیسے تم بہت ہی بدصورت آدمی دیکھو۔ اس کے پاس آگ تھی۔ وہ اس کو جلا رہا تھا اور اُس کے چاروں طرف دوڑ رہا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ان دونوں نے کہا آگے چلیے، آگے چلیے۔

ہم آگے بڑھے تو ایک باغ میں پہنچے جہاں فصلِ ربیع کے پھول لگے ہوئے تھے اور اُن کے درمیان ایک شخص تھے جن کا قد اتنا طویل تھا کہ میں ان کو اُن کے قد کی لمبائی کے سبب دیکھ نہیں سکا اور اُن کے چاروں طرف بہت سے لڑکے نظر آئے کہ اتنے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ میں نے اُن سے پوچھا یہ کون ہیں؟ ان دونوں نے کہا کہ آگے چلیے آگے چلیے۔

ہم آگے بڑھے تو ایک باغ میں پہنچے کہ اُس سے بڑا اور خوبصورت باغ میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا۔ اس پر چڑھیے ہم چڑھے تو ایک شہر نظر آیا جس میں ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی لگی ہوئی تھی۔ ہم اس شہر کے دروازے کے پاس پہنچے اور دروازہ کھولنے کے لیے کہا تو دروازہ ہمارے لیے کھولا گیا۔ ہم اندر گئے تو وہاں کچھ لوگ نظر آئے جن کے نصف بدن تو بہت خوبصورت تھے جیسے کہ تم کسی کو بہت اچھا دیکھتے اور نصف بہت ہی بدصورت جیسے تم کسی بہت ہی بدصورت آدمی کو دیکھو۔ ان دونوں نے اُن لوگوں سے کہا کہ جاؤ اس نہر میں گر جاؤ۔ ایک نہر عرض میں بہہ رہی تھی، اُس کا پانی خالص سفید تھا، چنانچہ وہ لوگ گئے اور اُس نہر میں گر پڑے۔ پھر وہ لوگ ہمارے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پاس آئے، تو اُن کی بدصورتی جاتی رہی اور وہ بہت خوبصورت ہو گئے تھے۔ ان دونوں نے مجھ سے کہا کہ یہ جنّتِ عدن ہے اور یہ آپ کا مقام ہے۔ میں نے اپنی نگاہ بلند کی تو بالکل سفید ابر کی طرح ایک محل تھا۔ میں نے اِن دونوں سے کہا اللہ تم کو برکت عطا فرمائے مجھے چھوڑ دو کہ میں اس کے اندر داخل ہو جاؤں۔ ان دونوں نے کہا' ابھی تو نہیں، مگر آپ اس میں ضرور داخل ہوں گے۔ میں نے ان دونوں سے کہا' رات بھر میں نے عجیب عجیب چیزیں دیکھی ہیں' وہ کیا چیزیں تھیں؟ ان دونوں نے کہا ہم ابھی بیان کیے دیتے ہیں:

پہلا آدمی جس کے پاس آپ آئے اور اُس کا سر پتھر سے توڑا جا رہا تھا وہ شخص ہے جو قرآن یاد کر کے چھوڑ دیتا ہے اور فرض نمازوں سے بے پروائی کرتا ہے۔

اور وہ شخص جس کا نتھنا اُس کی گُدی تک چیرا جا رہا تھا اور اُس کا جبڑا گدی تک پھاڑا جا رہا تھا اور اُس کی آنکھ گدی تک چیری جا رہی تھی' وہ صبح صبح گھر سے نکل کر ایسی افواہیں پھیلاتا تھا جو ساری دنیا میں پھیل جاتی تھیں۔

اور وہ برہنہ مرد اور برہنہ عورتیں جو تنور میں دیکھی تھیں، تو وہ زنا کار مرد اور زنا کار عورتیں تھیں۔

اور وہ شخص جو نہر میں تیر رہا تھا اور اُس پر سے گزرے تھے اور وہ پتھر کو لقمہ بنا رہا تھا وہ سود کھانے والا تھا۔

اور وہ بدصورت آدمی جو آپ کو آگ کے پاس نظر آیا اور جو آگ کو بھڑکا کر اُس کے چاروں طرف دوڑ رہا تھا وہ — داروغۂ دوزخ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اور وہ دراز قد آدمی جو آپؐ کو باغ میں نظر آئے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ اور وہ بچے جو آپؐ نے اُن کے چاروں طرف دیکھے، وہ بچے تھے جو فطرتِ اسلام پر مرے تھے۔

راوی کا بیان ہے کہ بعض مسلمانوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ! اور مشرکین کے بچے؟ (یعنی وہ کہاں ہیں؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور وہ مشرکین کے بچے بھی۔ (یعنی وہ بھی وہیں تھے)

وہ لوگ جن کا نصف حصّہ خوبصورت تھا اور نصف حصّہ نہایت بدصورت تھا، وہ لوگ تھے جنہوں نے ملے جلے کام کیے (یعنی اچھے اعمال بھی کرتے اور برے بھی) اللہ تعالیٰ نے اُن کی خطاؤں کو معاف کیا۔" (بخاری)

اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر قادر الکلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ صاحبِ فہم وادراک اور کون ہو سکتا ہے مگر اس کے باوصف آپؐ کو ان اعمالِ قبیحہ کے انجام اور نتائج کی اطلاع بشکلِ وحی صرف الفاظ ہی میں نہیں دی گئی بلکہ اُن کو مُمثّل کر کے ان کا مشاہدہ بھی کرایا گیا۔ جس سے معلوم ہوا کہ ابلاغ بھی انسان کی ایک حقیقی ضرورت ہے اور اس مقصد کے لیے تماثیل کی مدد لی جا سکتی ہے، البتہ حسبِ ذیل یا ایسی ہی دوسری صورتوں میں تصویر کا استعمال حلال نہیں ہوگا!

۱۔ بادشاہوں، ڈکٹیٹروں اور سیاسی لیڈروں کی "عظمت و کبریائی" کا سکّہ عوام الناس کے دماغوں پر بٹھانے کے لیے۔

۲۔ شہوانیت پھیلانے کے لیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ نفرت اور عداوت کے بیج بونے اور لوگوں کو دھوکہ دینے کے لیے۔

۴۔ خود نمائی کے لیے۔

۵۔ کسی ناگزیر، واقعی اور حقیقی تمدنی یا ابلاغی ضرورت کے بغیر کسی بھی جاندار کی تصویر کو محض اخبار کو خوبصورت اور جاذبِ نظر بنانے کے لیے۔

تفریح اور اخبار کی تزئین کے لیے قدرتی مناظر، خوبصورت عمارات اور ہر قسم کی بے جان اشیاء کی تصویروں سے کام لیا جا سکتا ہے بشرطیکہ آدمی کے دل میں اللہ اور اُس کے رسولؐ کی اطاعت کا جذبہ ہو اور وہ یہ چاہے کہ میں کوئی ایسا کام نہ کروں جس کی بنا پر قیامت کے دن میری گرفت ہو۔

یہاں یہ بات بھی واضح ہو جانی چاہیے کہ جس اصول کے تحت کسی حقیقی ضرورت کے لیے تصویر کا استعمال جائز قرار دیا گیا ہے اُس سے تصویر کشی کو مستثنیٰ نہیں رکھا جا سکتا۔ عدل و عقل کا تقاضا ہے کہ حقیقی تمدنی اور انسانی ضرورت کی حد تک تصویر کشی کو بھی جائز تسلیم کیا جائے۔ مولانا مودودیؒ نے رسائل و مسائل میں حقیقی ضرورت کے تحت تصویر کے جواز کی رائے دیتے ہوئے "فنِ تصویر" کی ترکیب استعمال کی ہے جو تصویر کے استعمال اور تصویر کشی دونوں پر حاوی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۴)

کارٹون

تصاویر کی طرح کارٹون بھی ابلاغ کا نہایت اہم پیرایہ ہیں۔ بعض اوقات جو بات پورا ایک فکاہی کالم لکھ کر بھی ادا نہیں ہوتی وہ کارٹون کے ذریعے محض ایک اشارے سے واضح ہو کر اپنا اثر دکھا جاتی ہے۔ اسلامی نقطۂ نظر سے کارٹون کی اشاعت میں قباحت کے دو پہلو ایسے ہیں جن کا اگر خیال رکھا جائے تو اس پیرایۂ اظہار سے بھی مفید کام لیا جا سکتا ہے۔

کارٹون کی اشاعت میں قباحت کا ایک پہلو یہ ہے کہ کارٹون سے ذم کا کوئی ایسا پہلو نکلتا ہو جس سے افراد یا ان کی جماعت کی تضحیک اور دل آزاری ہوتی ہو۔

اس بارے میں قرآن و سنت کے ان تمام احکام اور ہدایات کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا جن کا ذکر ہم مزاح نگاری کے آداب کے باب میں کر آئے ہیں۔

اسلامی نقطۂ نظر سے اگرچہ تمام مسلمانوں کے حقوق یکساں ہیں لیکن اس کے باوجود بعض شخصیات زیادہ احترام کی مستحق ہوتی ہیں۔ اس امتیاز کا باعث کبھی اُن کا تقویٰ اور کریمانہ اخلاق ہوتے ہیں، کبھی ان کا علم و فضل ہوتا ہے اور کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُن کا وہ منصب ہوتا ہے جو انہیں کسی ملک کے عوام کی اکثریت کی تائید و حمایت سے حاصل ہوتا ہے۔ اساتذۂ صحافت نے اسی خیال سے سربراہِ مملکت اور دینی اور روحانی شخصیات کو کارٹون کا موضوع بنانے سے منع کیا ہے جو ایک اچھی بات ہے، لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ اگر ایسی کوئی شخصیت اپنے کردار و عمل سے یہ ثابت کر دے کہ وہ اپنی ذات سے اس استثناء اور تحفظ کی مستحق نہیں ہے تو اس کو بھی کارٹون کا موضوع بنایا جا سکتا ہے۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ کی نافرمانی کرنے والے کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ مسلمانوں سے اپنی فرمانبرداری کی امید رکھے۔

اس کے علاوہ ابوداؤد میں حضورؐ کا یہ ارشاد نقل ہوا ہے:

"بدترین زیادتی کسی مسلمان کی عزت پر ناحق حملہ کرنا ہے۔"

اس ارشاد میں ناحق کی قید سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ "حق" کی بنا پر اُس کے طرزِ عمل کی مضحکہ خیزی کو کارٹون کے ذریعے نمایاں کیا جا سکتا ہے۔

کارٹون شائع کرنے میں قباحت کا دوسرا پہلو خود ذی روح کے کارٹون بنانا ہے۔ شریعت نے تصویر سازی کو حرام قرار دیا ہے اور کارٹون بھی تصویر سے ملتی جلتی چیز ہے۔

اس سلسلے میں پہلی بات تو یہ ہے کہ کارٹون میں ذی روح کے خاکوں سے پرہیز کیا جائے اور بات کو ایسے انداز میں پیش کیا جائے کہ کسی ذی روح کا نقش ابھارنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔ ایسے کارٹونوں کی ایک بہتر اور اچھی مثال وہ کارٹون تھا جو نوائے وقت نے ساڑھے آٹھ سال پرانا مارشل لاء اٹھائے جانے کے موقع پر صدر جنرل محمد ضیاء الحق کے اس اعلان کے حوالے سے کیا تھا کہ "مارشل لاء کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا ہے۔" اس کارٹون میں ایک قبر بنا کر اُس پر یہ کتبہ لکھا ہوا دکھایا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گیا تھا کہ مارشل لاء کو ہمیشہ کے لیے دفن کر دیا گیا۔" اسلامی نقطۂ نگاہ سے یہ ایک معیاری کارٹون تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ کارٹون میں کسی ذی روح کا دکھایا جانا ناگزیر ہو تو اس کا خاکہ اس طرح بنایا جائے کہ اس پر تصویر کا اطلاق نہ ہو سکے۔ شریعت نے لڑکیوں کے لیے گڑیاں بنانے کی جو اجازت دی ہے اس شرط کے ساتھ دی ہے کہ بت یا مورتی کی طرح تمام و کمال انسانی اعضاء کے ساتھ گڑیا نہ بنائی جائے۔ کارٹون سازی میں بھی اس اصول و احتیاط کو ملحوظ رکھا جانا چاہیے۔ کارٹون کے لیے یوں بھی یہ ضروری نہیں کہ وہ متعلقہ شخصیت کا ہو بہو نقش ہو بلکہ اس میں اُس شخصیت کی صرف اتنی مشابہت کا آجانا ہی بہت کافی ہے کہ دیکھنے والوں کا ذہن متعلقہ شخص کی طرف منتقل ہو جائے۔ ایسی "ناقص تصویر" یا خاکہ اگر کسی برائی پر گرفت یا اُس کی مضحکہ خیزی واضح کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہو تو اس اعلیٰ مقصد کے حصول کے لیے اس کو ناجائز قرار نہیں دینا چاہیے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۵

ریڈیائی صحافت

ریڈیائی صحافت کے بھی مقاصد و آداب وہی ہیں جو اخباری صحافت کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں۔ دونوں میں اگر کوئی فرق ہے تو وہ تحریر و تقریر کے جداگانہ تقاضوں کا فرق ہے۔ اخبارات میں ہم سیاسی، سماجی، دینی، اخلاقی، اقتصادی، سائنسی، ادبی اور فکری موضوعات پر خبریں، تبصرے، مضامین، کالم اور فیچر پڑھتے ہیں اور ریڈیو سے ہمیں یہی سب کچھ سننے کو ملتا ہے۔ کبھی خبرنامے، مذاکرے اور بات چیت کی شکل میں اور کبھی تقریر، رپورٹ اور رپورتاژ کی صورت میں۔ اخبارات میں گنجائش زیادہ ہونے کی وجہ سے خبریں اور مضامین قدرے تفصیل سے چھاپے جاتے ہیں اور ریڈیو پر وقت بہت محدود ہونے کے باعث انتہائی اختصار کے ساتھ نشر کیے جاتے ہیں۔

ساٹھ پینسٹھ سال قبل جب ریڈیائی صحافت کا آغاز ہوا تو عالم یہ تھا کہ ریڈیو کے اعلانچی خود ہی روزانہ اخبارات میں سے بعض خبریں منتخب کر کے نشر کر دیا کرتے تھے لیکن آگے چل کر خصوصاً جنگِ عظیم دوم اور اُس کے بعد کے زمانے میں اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شعبے میں زبردست ترقی ہوئی اور اب ریڈیائی صحافت ریڈیو کی شناخت اور پہچان بن چکی ہے۔ بی بی سی، وائس آف امریکہ اور ریڈیو ماسکو کے دنیا بھر میں زیادہ تر خبریں اور تبصرے ہی سُنے جاتے ہیں۔

پاکستان میں ریڈیائی صحافت کی عمر پچاس سال کے لگ بھگ ہے۔ اس عرصے میں اُس نے نمایاں مقام حاصل کیا ہے۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ کے دنوں میں ریڈیو پاکستان کے شعبۂ خبر نے قوم کا حوصلہ بلند رکھنے میں جو غیر معمولی کردار ادا کیا وہ اب ہماری قومی تاریخ کا ایک تابناک باب ہے۔ اور اس امر کا ثبوت ہے کہ اس کے ذریعے شہادت اور سرفروشی کا بے مثال جذبہ پیدا کر کے قوم کو دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی دیوار بنایا جا سکتا ہے۔

پاکستان براڈ کاسٹنگ کارپوریشن کے مرکزی شعبۂ خبر نے چند سال پہلے اپنے نئے بھرتی ہونے والے سب ایڈیٹروں کو خبروں کی تہذیب و ترتیب کی تربیت دینے کے لیے جس کورس کا اہتمام کیا تھا اور جس کو اب ایک مستقل تربیتی ادارے کی حیثیت دے دی گئی ہے اُس میں نو آموز صحافیوں کو صحت اور شائستگی کے ساتھ خبروں کی پیش کش کے لیے حسبِ ذیل باتوں کو خاص طور سے ملحوظ رکھنے کی ہدایت کی جاتی ہے:

۱۔ صحتِ خبر:

کوئی ایسی خبر نشر نہ کی جائے جس کی صحت اور صداقت کے بارے میں مکمل اطمینان نہ ہو، غلط خبر سامعین کو گمراہ کرنے کے علاوہ قومی مقاصد کو بھی نقصان پہنچا سکتی ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ انصاف پسندی :

کسی واقعے یا بیان کی خبر دینے میں پوری انصاف پسندی سے کام لینا چاہیئے ہر قسم کی رنگ آمیزی، تبصرے اور جانبداری سے پرہیز کرنا چاہیے۔

۳۔ غیر جانبداری

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ذاتی رجحانات اور نظریات سے قطع نظر کر کے خبر کی خبریت کو اپنا رہنما اصول بنائیں اور اُس کی معروضیت کو مجروح نہ ہونے دیں۔

۴۔ وضاحت :

خبر اس طرح لکھی جائے کہ اُس کی ہر بات صاف اور واضح ہو۔ سامعین کو کسی سے اُس کی تشریح و توضیح کرانے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ خبر میں فنی اور علمی اصطلاحات کے استعمال سے پرہیز کیا جائے۔

۵۔ سادگی اور اختصار :

خبر بے لاگ انداز میں لکھی جائے، سادہ مگر مؤثر زبان استعمال کی جائے، اختصار سے کام لیا جائے اور صرف اہم نکات کم سے کم الفاظ میں بیان کیے جائیں۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶۔ متانت اور توازن

خبر ایسے سنجیدہ اور متین انداز میں لکھی جائے کہ ہر قسم کے جذباتی اثرات سے پاک ہو، اُس میں کسی طرح کا مزاح اور دل لگی نہ ہو، خوش مزاجی اور چیز ہے۔ وہ ہو سکتی ہے مگر طنز، طعنہ زنی اور پھبتی سے پرہیز لازمی ہے۔ ریڈیو چونکہ گھروں میں سنا جاتا ہے، اس لیے بذوقی کی کوئی بات نشر نہ ہونا چاہیے اور نہ کبھی سنسنی خیزی کی طرف جانا چاہیے۔

ریڈیائی صحافت کے یہ وہ بنیادی اور رہنما اصول ہیں جن پر ریڈیو پاکستان کا شعبۂ خبر عمل پیرا ہے اور جن کو وہ خبرناموں کے علاوہ حالاتِ حاضرہ پر اپنے تبصروں اور دوسرے پروگراموں میں بھی ملحوظ رکھتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس سلسلے میں اسلام کی ہدایات کیا ہیں۔

اخباری صحافت کے ضمن میں ہم نے قرآن و حدیث کے جن احکام کا ذکر کیا ہے اُن کا اطلاق ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی صحافت پر بھی ہوتا ہے، لیکن اخباری صحافت کے برعکس ریڈیو اور ٹیلی ویژن کا پیرایہ چونکہ تحریر کے بجائے تقریر و تکلم کا ہے اس لیے ریڈیائی صحافت میں گفتگو سے متعلق احکام و ہدایات کو بطورِ خاص پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔ جیسا کہ ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اس لیے یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن و سنت میں زندگی کے اس مخصوص پہلو کو نظر انداز کر دیا گیا ہو۔ قرآن و سنت نے اس معاملے میں بھی اصولی رہنمائی فرمائی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

فَقُوْلَا لَهٗ قَوْلًا لَّيِّنًا (طٰہٰ - ۱۲)

"اُس سے نرمی کے ساتھ بات کرنا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہدایت حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کو اُس وقت کی گئی جب انہیں اتمامِ حجت کے لیے فرعون کے پاس بھیجا جا رہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مخاطب خواہ فرعون ہی کیوں نہ ہو مومن کو اپنی متانت اور شائستگی میں فرق نہیں آنے دینا چاہیے۔ ریڈیو اور ٹی وی کا خطاب عام ہوتا ہے اس لیے اُن کو تو اور بھی زیادہ اپنے لب و لہجے کا خیال رکھنا اور صرف لب و لہجے کا خیال رکھنا کافی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اچھے لب و لہجے میں بات بھی اچھی ہی کی جائے :

وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا ۔ (البقرہ ۔ ۸۳)

"اور لوگوں سے بھلی بات کہنا"

میٹھا بول بجائے خود ایک نیکی ہے :

قَوْلٌ مَّعْرُوفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّن صَدَقَةٍ يَتْبَعُهَا أَذًى ۗ (البقرہ ۔ ۲۶۳)

"ایک میٹھا بول اور کسی ناگوار بات پر ذرا سی چشم پوشی اُس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دکھ ہو"

قرآن مجید نے یہ بھی ہدایت کی ہے کہ گفتگو ایسے لہجے اور آواز میں نہ کی جائے جس سے تکبر کا اظہار ہوتا ہو۔ کسی کو مرعوب کرنے یا دھونس جمانے کے لیے گلا پھاڑ کر بولنا عقل مندی کی بات نہیں ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :

وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ۝ (لقمان ۔ ۱۹)

"اور اپنی آواز پست رکھ، سب آوازوں سے زیادہ بری آواز گدھوں کی آواز ہوتی ہے"

نرمی اور شائستگی سے بات کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جائے کہ دوسرے لوگ آسانی سے بات سمجھ بھی لیں۔ گفتگو اتنی جلدی جلدی نہ کی جائے کہ مخاطب ہر لفظ کے مفہوم کو اپنی گرفت میں نہ لا سکے۔

"ایک بار حضرت ابوھریرہؓ نے حضرت عائشہؓ کے حجرے کے پاس تیزی سے حدیث بیان کرنا شروع کی تو حضرت عائشہؓ نے اس پر اعتراض کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتنی جلدی جلدی گفتگو نہیں کرتے تھے بلکہ اس طرح ٹھہر ٹھہر کے گفتگو کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص آپؐ کے الفاظ گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔"

(ابوداؤد)

"حضرت جابرؓ کا بیان ہے کہ آپؐ کے کلام میں ترتیل اور ترسیل پائی جاتی تھی، یعنی ہر لفظ جدا جدا ہوتا تھا اور گفتگو میں عجلت نہیں فرماتے تھے۔"

اسی مفہوم کو حضرت عائشہؓ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے:

کان کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلاماً فصلاً یفھمہ کل من سمعہ۔

(ابوداؤد، کتاب الادب، باب الھدی فی الکلام)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا کلام ایک دوسرے سے الگ الگ ہوتا تھا اور جو شخص اس کو سنتا تھا سمجھ لیتا تھا۔"

"آپؐ جب کوئی اہم بات ارشاد فرماتے تو اس خیال سے کہ لوگوں کے ذہن نشین ہو جائے اس کا تین بار اعادہ کرتے۔"

(ابوداؤد)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپؐ نے یہ بھی ہدایت فرمائی ہے کہ مخاطب سے اُس کی استعداد کے مطابق بات چیت کرنا چاہیے۔ اگر مخاطب صاحبِ علم نہیں تو اُس سے مشکل اور ادق زبان میں گفتگو نہ کرنا چاہیے اور موضوعات بھی وہی چھیڑنے چاہئیں جن کو سمجھنے کی اُس میں قابلیت ہو۔ اس کے علاوہ تقریر اور بات چیت میں طولِ کلام سے بچنا چاہیے کیونکہ بعض اوقات سننے والے اُکتا جاتے ہیں اور وہ مقصد فوت ہو جاتا ہے جس کے لیے تقریر یا گفتگو کی جاتی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ میں گفتگو میں اختصار کروں، کیونکہ اختصار بہتر ہے۔" (ابوداؤد)

ٹیلی ویژن پر ناظرین سے مخاطب ہونے والوں کو حضورؐ کی اس ہدایت کا خاص طور سے خیال رکھنا چاہیے:

"جب چند لوگوں کے سامنے کوئی بات کہی جائے تو التفات ایک ہی طرف نہ رہے، بلکہ ٹھہر ٹھہر کر ہر ایک کی طرف منہ کیا جائے تاکہ دوسروں کو عدمِ التفات کی شکایت نہ پیدا ہو۔"

(ادب المفرد باب اذا حدث الرجل یقبل علیٰ احد)

ہمارے ہاں ریڈیو اور ٹی وی پر دوسرے پروگراموں کے علاوہ خبریں بھی خواتین سے پڑھوائی جاتی ہیں۔ خواتین سے خبریں پڑھوانے کی وجہ یہ نہیں ہے کہ خبریں پڑھنے والے مرد دستیاب نہیں ہیں، بلکہ اس کا سبب مغربی تہذیب کی نقالی ہے اور مخالف صنف کے لیے جاذبیت اور کشش کا سامان کرنا ہے۔ ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر نیوز نے ۶ مارچ ۱۹۸۵ء کو ایک چٹھی کے ذریعے تمام نیوز کاسٹروں کو ہدایت کی:

"دیکھنے میں آیا ہے کہ ہمارے بعض نیوز کاسٹر جب خبریں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پڑھتے ہیں تو ان کا چہرہ بہت سنجیدہ اور تاثرات سے عاری ہوتا ہے۔ اُن کے خبریں پڑھنے کے انداز میں ضرورت سے زیادہ ثقاہت اور ضابطہ پسندی کا احساس ہوتا ہے۔ یہ چیز ٹیلی ویژن پر خبروں کی پیش کش کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے۔ ہمارے ناظرین بالخصوص بعض بہت اہم ناظرین نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے کہ ٹیلی ویژن کے نیوز کاسٹروں کو چاہیے کہ (اسکرین پر) پُرسکون اور شگفتہ نظر آئیں اور اُن کے لہجے میں قدرے بے ساختگی ہو۔ بعض بڑے اخبارات نے بھی ہمارے نیوز کاسٹروں کے پُژمردہ چہرے کے ساتھ رسمی اور سپاٹ انداز میں خبریں پڑھنے پر نکتہ چینی کی ہے۔

اس کے پیشِ نظر میں اپنے نیوز کاسٹروں کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے بلیٹن کا آغاز ایک دلآویز مسکراہٹ کے ساتھ کریں اور پرسکون اور بے ساختہ انداز میں خبریں پڑھا کریں۔ میں آئندہ اس بات کا خاص خیال رکھوں گا کہ اس ہدایت پر کہاں تک عمل ہو رہا ہے مجھے اُمید ہے کہ یہ صورتِ حال جلد بہتر ہو جائے گی۔"

اس ہدایت کے باوجود بعض خواتین نیوز کاسٹرز اپنی فطری حیا کے باعث اپنے چہرے پر دلآویز مسکراہٹ سجا کر بلیٹن کا آغاز نہ کر سکیں تو ڈائریکٹر نیوز صاحب نے ۲۰ مارچ ۸۵ء کو یعنی ٹھیک چودہ دن بعد اُنہیں یہ انتباہ کیا :

"میں اُن پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ ۶ مارچ کی چٹھی میں جو ہدایت دی گئی تھی اُسے سرسری نہ لیں۔ ہماری نیوز کاسٹروں کو چاہیے کہ وہ اپنے خبریں پڑھنے کے طرز کو نئے سانچے میں ڈھالنے کی سنجیدہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوشش کریں (جو نیوز کاسٹر، اپنے اندر یہ تبدیلی نہیں لاسکیں گی وہ ٹیلی ویژن پر زیادہ دیر تک خبریں نہیں پڑھ سکیں گی۔"

ٹیلی ویژن کے ڈائریکٹر نیوز صاحب نے "بعض بہت اہم ناظرین" کی فرمائش پر خاتون نیوز کاسٹروں کو جو ہدایت فرمائی ہے اُس کا سبب درحقیقت وہ ذہنیت ہے جو مغرب کی مادہ پرستانہ تہذیب سے مرعوبیت کا خاصہ ہے۔ ورنہ اسلامی تہذیب تو کبھی اس بات کو پسند نہیں کرسکتی کہ ایک عورت اجنبی یا نامحرم لوگوں کے سامنے مسکرا مسکرا کر اُن کی تفریحِ طبع کا سامان فراہم کرے۔ قرآن مجید تو نبیؐ کی بیویوں کو بھی جنہیں امہات المومنین کا مقام حاصل ہے یہ حکم دیتا ہے:

اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ۝ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی۔

(الاحزاب ۔ ۳۲-۳۳)

"اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو کہ دل کی خرابی کا مبتلا کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے، بلکہ صاف سیدھی بات کرو، اپنے گھروں میں ٹِک کر رہو اور سابق دورِ جاہلیت کی سی سج دھج نہ دکھاتی پھرو۔"

مغربی تہذیب و ثقافت کے دلدادہ مسلمانوں کی مشکل یہ ہے کہ وہ مسلمان رہتے ہوئے وہ سب کچھ کرنا چاہتے ہیں جو مغرب کی مادہ پرستانہ تہذیب میں حلال ہے لیکن جسے اسلام نے حرام قرار دے رکھا ہے ورنہ دیکھا جائے تو اسلامی تہذیب کی بنیاد عقیدۂ توحید و رسالت اور آخرت ہے۔ اس بنیاد پہ قائم ہونے والی تہذیب کو یقینی طور پہ اُس تہذیب سے مختلف ہونا چاہیے جس کی بنیاد شرک یا انکارِ آخرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا خالص مادہ پرستی پر رکھی گئی ہے۔ خدا پرست معاشرے کے لوگوں کو قدم قدم پر اس بات کا خیال رکھنا ہوتا ہے کہ اُن سے کوئی ایسی حرکت سرزد نہ ہونے پائے جس سے اُن کی عاقبت خراب ہو جائے اِس کے برعکس مادہ پرستوں کا نظریہ ہی یہ ہوتا ہے کہ حیاتِ مستعار میں شہواتِ نفس کی تسکین کا جتنا زیادہ سے زیادہ سامان فراہم ہو سکتا ہے کیا جائے۔ ایسے لوگ اپنے ذوقِ نظر کی تسکین بھی دوسروں سے زیادہ چاہتے ہیں۔ اور ذوقِ نظر کی تشنگی منظر میں تنوع کا تقاضا کرتی ہے۔ یہ ایک ایسا تقاضا ہے جس کو دوسرے اربابِ ذوق کی طرح صدرِ مملکت نے بھی محسوس کیا۔ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی کی ۱۱ جولائی ۱۹۸۵ء کی اشاعت میں پاکستان ٹیلی ویژن کے خبرنامے کے انداز میں تبدیلی کے عنوان سے شائع شدہ درج ذیل خبر ملاحظہ فرمائیے۔

"راولپنڈی، ۱۰ جولائی (نمائندہ خصوصی) صدر جنرل ضیاء الحق کی ہدایت پر پاکستان ٹیلی ویژن خبرنامے کے انداز میں تبدیلیاں کر رہا ہے، صدر نے یہ ہدایت کی تھی کہ خبرنامے میں نئے چہرے لائے جائیں۔ گزشتہ دنوں اطلاعات ونشریات کے وفاقی وزیر مسٹر حامد ناصر چٹھہ نے پاکستان ٹیلی ویژن کارپوریشن کے ہیڈ کوارٹر کا دورہ کیا تو انہوں نے بھی ہدایت کی کہ خبروں کے شعبے کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے۔ اس حوالے سے پاکستان ٹیلی ویژن نے خبرنامے کا انداز تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔"

جو لوگ اخلاص اور سنجیدگی سے ملک میں اسلام کے نفاذ کے خواہاں ہیں وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں کہ اسلامی نظام کے نفاذ کا مطلب انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنا ہے۔ خواتین نیوز کاسٹروں کو بظاہر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوپٹہ اوڑھنے اور دوپردہ مسکرا مسکرا کر ناظرین کا دل خوش کرنے پر مجبور کرنے میں تضاد اور نفاق کی جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ کسی کی نشاندہی کی محتاج نہیں ہے۔

سورۂ احزاب کی آیت ۳۲ میں دیے جانے والے دبی زبان سے بات نہ کرنے کے مذکورہ بالا حکم کا مقصد یہ ہے کہ عورت جب کسی غیر محرم سے گفتگو کرے تو :

"اُس کے لہجے میں کوئی لوچ نہ ہو، اُس کی باتوں میں لگاوٹ نہ ہو، اُس کی آواز میں دانستہ کوئی شیرینی گھلی ہوئی نہ ہو جو سننے والے مرد کے جذبات میں انگیخت پیدا کر دے اور اسے آگے قدم بڑھانے کی ہمت دلائے بلکہ اس کا اندازِ گفتگو ایسا ہونا چاہیے جس سے مرد کے دل میں کبھی یہ خیال تک نہ گزر سکے کہ اس عورت سے کوئی اور توقع بھی کی جا سکتی ہے۔"

(تفہیم القرآن، سورۂ احزاب ۔۳۲)

یہی وہ مصلحت ہے جس کے تحت اسلام میں عورت کے لیے اذان دینا ممنوع ہے اور حکم ہے کہ نماز باجماعت میں موجود عورت، امام کو اُس کی غلطی پر توجہ دلانے کے لیے مردوں کی طرح زبان سے سبحان اللہ کہنے کے بجائے ہاتھ پر ہاتھ مار کر آواز پیدا کرے تاکہ امام متنبہ ہو جائے۔

ان آیات واحکام کی روشنی میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر عورتوں کے خبریں پڑھنے کا معاملہ بجائے خود محلِ نظر ہے لیکن اگر کسی حقیقی مجبوری کے تحت کسی عورت کو خبریں پڑھنا ہی پڑ جائے تو اُسے صاف اور سیدھے انداز میں پڑھنا چاہیے۔ مسکرانا اور لوچدار لب ولہجہ اختیار کرنا یا ایسا کرنے پر مجبور کرنا اللہ اور اُس کے رسولؐ پر ایمان رکھنے والے کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے، البتہ مرد اگر خبریں پڑھنے سے پہلے مسکرائے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو اس میں نہ صرف کوئی حرج نہیں ہے بلکہ یہ ایک مستحسن بات ہوگی۔ کیونکہ حضورؐ کا ارشاد ہے:

"تمہارے اپنے بھائی کے سامنے مسکرانا بھی صدقہ ہے۔"
(ترمذی)

ٹیلی ویژن کے سلسلے میں جو سمعی کے ساتھ ساتھ بصری بھی ہے، ایک سوال تصویر کا بھی سامنے آتا ہے۔ عام لوگوں میں یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ ٹیلی ویژن پر جو تصویر نظر آتی ہے وہ شرعاً جائز نہیں لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ ٹیلی ویژن اور پردۂ سیمیں پر نظر آنے والی تصویر، فی الحقیقت تصویر نہیں پرچھائیں ہے جو اُسی قسم کا عکس ہوتی ہے جیسا کہ عکس ہمیں پانی اور آئینے میں نظر آتا ہے۔ آئینہ بھی ایک ایجاد تھی۔ ایسی ہی ایجاد ٹیلی ویژن اور فلم بھی ہیں۔ اگر کوئی شخص کسی عمارت میں اس غرض کے لیے ایسے زاویے اور تکنیک سے آئینے نصب کرے کہ اس عمارت میں آنے والی پردہ دار خواتین کو نامحرم مردوں کو دکھا کر اُن کی تفریحِ طبع کا سامان کرے تو یہ درحقیقت آئینے کی ایجاد کا ناجائز استعمال ہوگا جس سے خود آئینے میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔ یہی حال ٹیلی ویژن اور سینما ٹوگراف کا ہے۔ اگر ان ایجادات کا بھی جائز اور بامقصد استعمال ہو تو یہ بہت مفید ثابت ہو سکتی ہیں۔

آج کل ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر جو رنگا رنگ پروگرام اور ڈرامے پیش کیے جا رہے ہیں اُن کے بارے میں اسلام کا نقطۂ نظر پیش کرنا ہمارے موضوع کا حصّہ نہیں ہے۔ یہ باتیں لہو الحدیث میں شامل ہیں جس کے بارے میں قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ
عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ق وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ط

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۔ (لقمان-۶)

"اور انسانوں ہی میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو کلام دلفریب خرید کر لاتا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے راستے سے علم کے بغیر بھٹکا دے اور اس راستے کی دعوت کا مذاق اڑا دے۔ ایسے لوگوں کے لیے سخت ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔"

دورِ جدید کے عظیم مفسرِ قرآن مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر میں لہو الحدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"ایسی بات جو آدمی کو اپنے اندر مشغول کر کے ہر دوسری چیز سے غافل کر دے لُغت کے اعتبار سے تو ان الفاظ میں کوئی ذم کا پہلو نہیں ہے لیکن استعمال میں ان کا اطلاق بری اور فضول اور بے ہودہ باتوں پر ہی ہوتا ہے۔ مثلاً گپ، خرافات، ہنسی مذاق، داستانیں، افسانے اور ناول، گانا بجانا اور اسی طرح کی دوسری چیزیں۔"

ٹیلی ویژن کے لہو الحدیث کے پہلو سے قطع نظر ہمارا موضوع چونکہ ٹیلی ویژن کی صحافت تک محدود ہے، اس لیے ہم صرف اسی پر گفتگو کریں گے۔

ٹیلی ویژن کی صحافت کے سمعی پہلو کے بارے میں اسلام کے احکام کا ذکر اخباری اور ریڈیائی صحافت کی بحث میں کیا جا چکا ہے۔ رہ گیا اس کا بصری پہلو تو اس سے متعلق کچھ باتیں تصویری صحافت کے باب میں بیان کی جا چکی ہیں اور کچھ پر آئندہ سطور میں روشنی ڈالی جائے گی۔

اس سلسلے میں جس بات کی ابتدا ہی میں وضاحت کر دینا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ شریعت کی رو سے ٹیلی ویژن پر دکھائی جانے والی اور اخبارات میں چھپنے والی تصویر میں فرق ہے۔ مولانا مفتی محمد شفیع مرحوم اپنے رسالے "تصویر کے شرعی احکام" کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صفحہ نمبر ۴۴ پر آئینہ اور پانی وغیرہ میں نظر آنے والے عکس اور فوٹو کے فرق کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"لیکن یہ بات کچھ زیادہ غور و فکر کی محتاج نہیں کہ آئینہ اور پانی وغیرہ کے اندر آئے ہوئے عکس اور فوٹو سے حاصل کی ہوئی تصویر میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا محض ایک فریب ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ظل اور سایہ قائم اور پائیدار نہیں ہوتا بلکہ صاحب ظل کے تابع ہوتا ہے جب تک وہ آئینے کے مقابل کھڑا ہے تو یہ ظل بھی کھڑا ہے جب وہ یہاں سے الگ ہوا تو یہ ظل بھی غائب اور فنا ہو گیا۔ فوٹو (یعنی کیمرے) کے آئینے پر جو کسی انسان کا عکس آیا اُس کو عکس اُسی وقت کہا جاتا ہے جب تک اس کو رنگ و روغن اور مسالے کے ذریعے قائم اور پائیدار نہ بنا دیا جائے اور جس وقت اس عکس کو قائم اور پائیدار بنا دیا اُسی وقت یہ عکس تصویر بن گیا۔"

اس سے معلوم ہوا کہ تصویر وہ ہوتی ہے جو قائم اور پائیدار ہو اور جو قائم اور پائیدار نہ ہو وہ عکس ہوتا ہے۔ ٹیلی ویژن اور سینما کے پردے پر دکھائے جانے والے مناظر بھی قائم اور پائیدار نہ ہونے کی وجہ سے ظل اور عکس ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے اُن پر بھی تصویر کا اطلاق نہیں ہوتا لہٰذا وہ حرام بھی نہیں ہیں۔ اب رہی یہ بات کہ اس ظل یا عکس کا دکھانا بھی جائز ہے یا نہیں ؟ تو اس بارے میں ہم یہ عرض کریں گے کہ جس طرح ابھی آئینے کے ناجائز استعمال کی مثال دے کر واضح کیا جا چکا ہے کہ ناجائز استعمال سے آئینہ حرام قرار نہیں پاتا بلکہ اُس کا ناجائز استعمال کرنے والا گنہگار ٹھہرتا ہے اسی طرح ٹیلی ویژن کے صحیح اور غلط استعمال کا بھی معاملہ ہے۔ اگر اُسے اسلامی احکام اور حدود کے اندر رہتے ہوئے خیر و صداقت کے فروغ اور شر اور منکرات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے انسداد کے لیے استعمال کیا جائے تو ایسا کرنا محمود اور پسندیدہ ہوگا اور اگر ٹیلی ویژن کے استعمال کا مقصد اور انداز اس کے برعکس ہو تو ظاہر ہے کہ اُس پر اللہ کے ہاں گرفت یقینی ہے۔

ٹیلی ویژن مؤثر ترین ذریعۂ ابلاغ ہے۔ اس کو اگر کوئی گروہ لوگوں کے ذہنوں میں اپنی کسی محبوب شخصیت کا بُت بنانے کے لیے استعمال کرے تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی پسندیدہ کام نہیں ہوگا۔ انسان کو انسان ہی کے روپ میں دکھایا جانا چاہیے۔ اسی طرح اس ایجاد کو اگر نفرت، عداوت یا تعصبات کو ہوا دینے کے لیے استعمال کیا جائے تو یہ ایک تخریبی کارروائی ہوگی۔ اس کے علاوہ تفریح کے نام پر فحش پھیلانا بھی کوئی شائستہ حرکت نہیں ہے۔ یہ ایک ایسا کام ہے جس پر قرآنِ پاک میں دردناک عذاب کی وعید آئی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط وَاللّٰہُ یَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝

(النور - ۱۹)

"جو لوگ چاہتے ہیں کہ ایمان لانے والوں کے گروہ میں فحش پھیلے وہ دنیا اور آخرت میں دردناک سزا کے مستحق ہیں۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔"

مولانا مودودیؒ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"موقع و محل کے لحاظ سے تو آیت کا براہِ راست مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح کے (یعنی واقعۂ افک جیسے) الزامات گھڑ کر اور اُنہیں اشاعت دے کر مسلم معاشرے میں بداخلاقی پھیلانے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور امتِ مسلمہ کے اخلاق پر دھبہ لگانے کی کوششیں کر رہے ہیں وہ سزا کے مستحق ہیں، لیکن آیت کے الفاظ فحش پھیلانے کی تمام صورتوں پر حاوی ہیں۔ ان کا اطلاق عملاً بدکاری کے اڈے قائم کرنے پر بھی ہوتا ہے اور بداخلاقی کی ترغیب دینے والے اور اس کے لیے جذبات کو اُکسانے والے قصوں، اشعار، گانوں، تصویروں اور کھیل تماشوں پر بھی، نیز وہ کلب اور ہوٹل اور دوسرے ادارے جن میں مخلوط رقص اور مخلوط تفریحات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ قرآن صاف کہہ رہا ہے کہ یہ سب لوگ مجرم ہیں صرف آخرت ہی نہیں دنیا میں بھی ان کو سزا ملنی چاہیے۔"

جناب جسٹس پیر کرم شاہ صاحب اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کی تفسیر یوں کرتے ہیں:

"کسی پر لگائے ہوئے الزام کی بلاتحقیق تشہیر کرنا، برائیوں اور فواحش کے خلاف جو دیوار اسلام نے قائم کر دی ہے اس میں رخنہ اندازی کی قولاً فعلاً کوشش کرنا، ایسی کتابیں لکھنا جن سے شہوانی جذبات میں تحریک ہو، ایسے گانے، ایسی تصاویر، ایسے ڈرامے، ایسی فلمیں جن سے شرم و حیاء کا جذبہ کمزور ہوتا جائے، سب اس میں شامل ہیں۔ وہ لوگ جو محض دولت کمانے کے لیے ایسی فلمیں بناتے ہیں، بڑھ چڑھ کر حیاسوز مناظر پیش کرتے ہیں، ایسے اشتہارات جن میں جنسی عریانیت سے جاذبیت اور کشش پیدا کی جاتی ہے، ایسا لٹریچر جس کی مقبولیت کا انحصار ہی شہوانی محرکات پر ہے۔ مانا کہ وقتی طور پر اُس کی آمدنی میں بے پایاں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس سے جو نقصان ہو گا اُس سے کوئی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ جب قوم کا اخلاق بگڑ جائے گا، جب شرم و حیا کی چادر تار تار ہو جائے گی، بے حیائی اور ہوسناک نگاہیں اُس کی دولتِ عصمت کو لوٹنے میں بھی کوئی تامل محسوس نہیں کریں گی۔ قوم کی اصلاح یافتہ ہونے کی برکات سے جس طرح ہر فرد مستفید ہوتا ہے اُسی طرح اس کے اخلاق باختہ ہونے سے ہر فرد کو حصہ رسدی مل کر رہتا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اُس دروازے کو بند کر دیا ہے جس سے فسق و فجور کا سیلاب اُمنڈ سکتا ہے۔"

فحاشی کے پھیلنے سے چونکہ پورا معاشرہ متاثر ہوتا ہے اس لیے یہ ایک ایسا جرم ہے جس کی روک تھام کے لیے اجتماعی طور پر اقدامات ہونے چاہئیں۔ مولانا مودودیؒ کی رائے ہے :

"لہٰذا ایک اسلامی حکومت کا فرض ہے کہ اشاعتِ فحش کے ان تمام ذرائع و وسائل کا سدباب کرے۔ اُس کے قانونِ تعزیرات میں ان تمام افعال کو مستلزم سزا، قابلِ دست اندازیٔ پولیس ہونا چاہیے، جن کو قرآن یہاں پبلک کے خلاف جرائم قرار دے رہا ہے اور فیصلہ کر رہا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والے سزا کے مستحق ہیں۔"

(تفہیم القرآن جلد چہارم ص ۳۷۰)

ٹیلی ویژن کی صحافت کے سلسلے میں ایک اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ضرورتِ ابلاغ کے تحت جن مناظر کو دکھایا جائے وہ کیسے ہونے چاہئیں یا ان کا کیا معیار ہونا چاہیے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح دو آدمیوں کے لڑائی جھگڑے کی خبر میں اُن کی بکی ہوئی ماں بہن کی گالیوں کو نقل نہیں کیا جا سکتا۔ اُسی طرح ٹیلی ویژن پر ہر قسم کے مناظر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جُوں کا تُوں پیش کر دینا بھی صحیح نہیں ہو سکتا۔ اس بارے میں لازماً اخلاق و شائستگی کے کسی نہ کسی معیار اور اصول پر عمل کرنا ہو گا۔ یہ معیار اور اصول مختلف معاشروں اور تہذیبوں کے لیے مختلف ہو سکتا ہے۔ مثلاً امریکی اور یورپی معاشرے میں مردوں اور عورتوں کے لیے جس لباس کو معیاری اور مہذب تصوّر کیا جاتا ہے مسلم معاشرے میں وہ نہ صرف معیاری اور مہذب نہیں سمجھا جائے گا بلکہ اُسے عُریاں اور غیر مُہذب قرار دیا جائے گا۔ کیونکہ ہر معاشرے کی اخلاقی قدریں اُس کے عقیدے اور نظریۂ حیات پر مبنی ہوتی ہیں۔ اسلامی معاشرے کی خصوصیت ہی یہ ہے کہ اُس کی تشکیل اُس نظریۂ حیات اور اخلاقی اقدار کے مطابق ہوتی ہے جو قرآن و سنّت میں بیان کی گئی ہیں۔ اب اگر پاکستان ٹیلی ویژن پر زندگی کے مادہ پرستانہ نظریۂ حیات پر مبنی اخلاقی قدروں کے مطابق اختیار کیے ہوئے لباس میں ملبوس مرد و خواتین کی مخلوط محفلوں کے مناظر پیش کیے جانے لگیں تو یہ قرآن و سنّت کی دی ہوئی اخلاقی قدروں کی خلاف ورزی ہو گی اور اگر اس کے زیرِ اثر معاشرے میں مغربی تہذیب کے طور طریقے فروغ پانے لگیں تو یہ مغربی تہذیب کو عام کرنے کی خدمت تو بلاشبہ ہو گی لیکن مسلم معاشرے کا اجتماعی ضمیر اسے اسلامی معاشرتی اقدار کی بیخ کنی اور نظریۂ پاکستان کی خلاف ورزی کے سوا ہرگز کوئی اور نام نہیں دے گا۔

اِس سے معلوم ہوا کہ اسلامی معاشرے کے ترجمان ٹیلی ویژن کو بھی نظریاتی، اخلاقی، معاشرتی، ثقافتی اور تہذیبی اصول و اقدار کی پابندی کرنا چاہیے۔ مثلاً عورت کے لیے اسلام نے ستر کے جو حدود مقرر کیے ہیں اور جن شرائط کے تحت اُسے گھر کی چار دیواری سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ اُن شرائط کے ساتھ اُسے ٹیلی ویژن پر بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔ مجرے اور مخلوط محفلیں اسلام کے چادر اور چار دیواری کے نظریے کے منافی ہیں، اس لیے ان کو ٹیلی ویژن پر بھی پیش نہیں کیا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانا چاہیے۔ اسی طرح لڑکیوں سے خبریں پڑھوانا اور انہیں "بعض اہم ناظرین" کی دلجوئی کے لیے ہونٹوں پر دل آویز مسکراہٹ سجائے رکھنے پر مجبور کرنا بھی ایک ایسی بے حیائی ہے جس کا اسلامی تعلیمات کی رو سے کوئی جواز نہیں ہے۔

اس موضوع پر بہت کچھ لکھا جا چکا ہے لیکن چونکہ ہمارا مقصد فقہی مسائل کی کتاب لکھنا نہیں ہے بلکہ شعبۂ صحافت میں اسلامی اصولوں کی پابندی کی ضرورت کی طرف متوجہ کرنا ہے۔ اس لیے تفصیل میں جانے سے گریز کرتے ہیں، اگر ہماری اس کوشش سے کوئی صحافت کے اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے کا تہیہ کر لیتا ہے تو اس کے لیے یہ معلوم کر لینا قطعاً کوئی مشکل نہیں ہے کہ اسلام اس سے کیا تقاضا کرتا ہے اور اسے اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں کن امور کا خیال رکھنا چاہیے۔ اس کی رہنمائی کے لیے قرآن و سنت اور دینی کتب کا وسیع ذخیرہ موجود ہے۔ شہر شہر اور قریہ قریہ علمائے دین موجود ہیں جو اس کی رہنمائی کر سکتے ہیں۔ بس توجہ، عزم اور فکرِ آخرت کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بھی دے دے گا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۶)

اشتہاریات

افراد کے تعارف، تصورات یا منصوبوں کی تشہیر، مصنوعات کو روشناس کرانے اور خدمات کے اشتہار کی ضرورت ہر دور میں محسوس کی گئی ہے۔ پہلے یہ مقصد کوچہ و بازار میں ڈگی پیٹ کر عام اعلان اور منادی کے ذریعے حاصل کیا جاتا تھا۔ چھاپے خانے اور فلم کی ایجاد اور اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ کی ترقی کے بعد یہ کام اشتہار بازی سے لیا جانے لگا جو رفتہ رفتہ باقاعدہ ایک فن بن گیا۔ اور اشتہاریات کو ذرائع ابلاغ خصوصاً اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلیویژن کی معیشت میں شہ رگ کا درجہ حاصل ہو گیا۔ اشتہاریات کے بغیر کسی اخبار کے چھپنے اور پنپنے کا کوئی تصور باقی نہ رہا۔

اشتہارات کی آمدن سے جہاں اخباری صنعت کو فروغ و استحکام ملا وہاں یہ اخبارات کی کمزوری بھی بن گئی۔ پہلے سامراجی اور غیر جمہوری حکومتیں آزاد اور بے باک اخبارات کی تنقید سے جب تنگ اور پریشان ہوتی تھیں تو وہ اخبارات سے ضمانت طلب کرتی تھیں، پریس ضبط کر لیا کرتی تھیں یا پھر خود اخبار کی اشاعت پر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پابندی لگا کر اخبار کا گلا گھونٹ دیا کرتی تھیں لیکن اس طرح انہیں اخبار کو بند کرنے کا الزام اپنے سر لینا پڑتا تھا۔ اشتہار بازی کے ذریعے سے اخبارات کی آمدنی میں غیر معمولی اضافے کے بعد جب اخباری صنعت کی قریب قریب تمام تر مالیات کا انحصار اشتہارات پر ہو گیا تو نازک مزاج حکمرانوں کے ہاتھ میں اشتہارات کی بندش کی شکل میں ایک ایسا مؤثر ہتھیار آگیا جس سے وہ نہایت آسانی کے ساتھ اچھے اچھے اخبارات کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیتے ہیں۔ اب یہ ایک ایسی تلوار ہے جو ہر وقت اخبارات کے سروں پر لٹکتی رہتی ہے۔

اس صورتِ حال نے اخبارات کو حق گوئی کے معاملے میں بہت محتاط اور مصلحت اندیش بنا دیا ہے۔ انہیں سرکاری اشتہارات کی بندش کے خدشے کے ساتھ ساتھ اشتہارات دینے والے نجی کاروباری اداروں کے بارے میں بھی کچھ سوچنے اور چھاپتے وقت بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ وہ اس بات کا پورا پورا خیال کرتے ہیں کہ کوئی ایسی بات نہ چھپنے پائے جس سے حکومت یا اشتہار دینے والی کوئی پارٹی ناراض ہو جائے اور اشتہار دینا بند کر دے۔ اکثر اخبارات شکوہ تو کرتے ہیں کہ حکومت اُن پر پابندیاں لگا رہی ہے اور انہیں اپنے صحافیانہ فرائض ادا کرنے میں دشواری پیش آتی ہے، لیکن وہ خود بھی اشتہارات نہ ملنے یا بند ہو جانے کے ڈر سے قلم پر بہت سی قدغنیں لگاتے رہتے ہیں۔ گویا اشتہارات اخبارات کی معیشت کے لیے ناگزیر ہونے کے ساتھ ساتھ اُن کے لیے امتحان و آزمائش کا درجہ بھی رکھتے ہیں۔

بعض لوگ اشتہارات کے حصول کے لیے حقائق سے چشم پوشی کر لینے، عقیدے اور ضمیر کے خلاف مواد شائع کر دینے اور قلم کی عصمت کو داؤ پر لگا دینے کو حالات کا جبر بلکہ کاروباری تقاضا قرار دے کر اس میں کچھ زیادہ عیب محسوس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کی سزا قیامت اور آخرت کی جزا و سزا پر ایمان رکھنے والوں کے لیے تو یہ ایک بڑی بات ہے۔ وہ کیسے اس کو گوارا کر سکتے ہیں!

مسلمان صحافی، مسلمان مالکِ اخبار اور اشتہار دینے والا مسلمان تاجر یا کوئی بھی فرد مسلمان ہونے کی حیثیت میں بہر حال اسلام کا پابند ہے اور وہ صحافی، مالکِ اخبار اور تاجر ہونے کی حیثیت میں بھی اسلامی ضابطۂ حیات کی پابندی کرنے پر مجبور ہے اس لیے ایک مسلم صحافی کو کوئی اشتہار شائع کرتے وقت اور تاجر کو اشتہار دیتے وقت لازماً یہ دیکھنا ہوگا کہ اسلامی احکام و تعلیمات کی رو سے اس میں کوئی قباحت تو نہیں ہے؟ کیونکہ ایک مسلمان کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ کوئی غلط کام نہ خود کرے نہ اس کا ذریعہ بنے۔

اشتہار بازی کا مقصد لوگوں کو ترغیب دلا کر مصنوعات کے خریدنے اور خدمات کے حصول پر آمادہ کرنا ہے۔ ایسی صورت میں اشتہار بازی کا عمل کسی فرد گروہ یا چیز کی سفارش کی حیثیت رکھتا ہے اور سفارش کے لیے قرآن مجید کا دوٹوک فیصلہ ہے:

مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ۚ وَمَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَّكُنْ لَّهٗ كِفْلٌ مِّنْهَا ۗ (النساء - ۸۵)

"جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔
اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا۔"

یہ درست ہے کہ اشتہار کی اشاعت کا اصل ذمہ دار اشتہار دینے والا ہوتا ہے لیکن اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ بھی چونکہ اُس کی اشاعت کا ذریعہ بنتے ہیں اور معاوضہ وصول کرتے ہیں اس لیے وہ بھی اس ذمہ داری میں شریک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتے ہیں۔ اُن کے تعاون کے بغیر اشتہار کی اشاعت ممکن نہیں ہے اور تعاون کے بارے میں قرآنی اصول یہ ہے :

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ص وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ص (المائدہ - ۲)

"جو کام نیکی اور خدا ترسی کے ہیں اُن میں سب سے تعاون کرو اور جو گناہ اور زیادتی کے کام ہیں ان میں کسی سے تعاون نہ کرو۔"

اشتہار بازی کو ذرائع ابلاغ کی ترقی کے ساتھ جو غیر معمولی فروغ حاصل ہوا ہے اس کی وجہ سے اشتہار بازی بجائے خود ایک فن اور صنعت بن گئی ہے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر ایڈورٹائزنگ ایجنسیاں قائم ہیں جو اشتہارات دینے والوں کو نہ صرف مشورے دیتی اور اُن کی رہنمائی کرتی ہیں بلکہ اُن کے لیے مؤثر اور جاذبِ نظر اشتہارات تیار بھی کرتی ہیں اور پھر اخبارات اور دوسرے ذرائع ابلاغ سے اُن کے نشر و اشاعت کا بھی انتظام کرتی ہیں۔

یہ ایجنسیاں اشتہارات کی تیاری میں جن اصولوں پر عمل کرتی ہیں وہ یہ ہیں :

۱۔ اشتہار ایسا ہو کہ اُس پر نظر پڑتے ہی قاری کی توجہ اُس کی طرف مبذول ہو جائے۔

۲۔ اتنا دلچسپ ہو کہ قاری پڑھنے پر مجبور ہو جائے اور یہ دلچسپی آخر تک قائم رہے تاکہ وہ پورا اشتہار پڑھے بغیر نہ رہ سکے۔

۳۔ اشتہار پڑھتے ہوئے دل میں مشتہر چیز کی آرزو پیدا ہو جائے اور اُسے حاصل کرنے کی ترغیب ہو۔

۴۔ مصنوعات تیار کرنے والے متعلقہ ادارے یا فرد کے لیے خیر سگالی کا جذبہ پیدا ہو۔

اشتہار سازی میں اِن اصولوں کو برتتے ہوئے مختلف بشری کمزوریوں، محرکات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خواہشات کو استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً لذتِ کام و دہن، پُرسکون اور آرام دہ ماحول، خطرے سے تحفظ، جنسی کشش، حُسن پسندی، بال بچوں کی بہبود، بڑا آدمی بننے کی خواہش، زیادہ منافع کمانے کا شوق، کامیابی اور برتری کا حصول، تفریح اور تجسس کا جذبہ اور ایسے ہی دوسرے کئی محرکات ہیں جن کو اشتہار سازی میں اس طرح برتا جاتا ہے کہ پڑھنے والے پر ان کا بالکل غیر محسوس انداز میں اثر ہو۔

مغرب کی مادہ پرست تہذیب کی صورت گری میں دوسرے فلسفیوں کے ساتھ ساتھ مشہور ماہرِ نفسیات سگمنڈ فرائڈ کے فکر نے بھی غیر معمولی کردار ادا کیا ہے۔ فرائڈ جنسی خواہش کو انسانی عمل میں سب سے زیادہ طاقتور محرک جذبہ قرار دیتا ہے۔ مغربی ممالک میں اور مغربی تہذیب سے متاثر دوسرے ملکوں میں بھی مشتہرین جنسی خواہش کو بطور محرک سب سے زیادہ استعمال کرتے ہیں۔ کسی بھی چیز کا اشتہار ہو اُس میں حسن و جوانی کی نمائش سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ پاکستان اور دوسرے اسلامی ملکوں میں بھی بے سوچے سمجھے اس کی تقلید کی جارہی ہے، جو کسی پہلو سے بھی اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ نہیں۔

تہذیب و معاشرت، علوم و فنون کی تشکیل اور ترقی کا رُخ متعین کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ایک معاشرہ جس چیز کو ناپسند کرتا ہے وہ اس میں فروغ نہیں پاسکتی۔ مثلاً مصوّری اور بت سازی کو اسلام نے جائز نہیں رکھا اس لیے یہ چیزیں مسلم ممالک میں ترقی نہیں کرسکیں اور اِن کے بجائے خطاطی اور لکڑی اور سنگِ مرمر میں نقاشی اور گل کاری کے فن نے فروغ پایا۔ لیکن جب جدید علوم و فنون کے ساتھ مغربی تہذیب اور مغرب کے سیاسی غلبے کے اثرات مسلم ممالک کو اپنی لپیٹ میں لینے لگے تو مسلم معاشروں میں وہ چیزیں بھی رواج پانے لگیں جو نہ صرف مسلم تہذیب و معاشرت سے میل نہیں کھاتی ہیں بلکہ شرعاً اور اخلاقاً بھی درست نہیں ہیں۔ اشتہار سازی میں تصویر

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی نہیں بلکہ عورت کے جذبات میں ہیجان پیدا کرنے والی عُریاں اور نیم عُریاں تصاویر کے روز افزوں استعمال کا پس منظر بھی یہی ہے۔ تصویروں کے جا و بے جا استعمال کا ہرگز کوئی جواز نہیں۔ اس کی اصلاح ضروری ہے۔ رہی اشتہارات میں عریانی اور آدمی کے سفلی جذبات کو اپیل کرنے کی کوشش تو یہ فحاشی پھیلانے اور عام شہریوں کو دعوتِ جرم و گناہ دینے کے مترادف ہی نہیں قرآن کے حکم لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا کے بھی منافی ہے۔

یہ تو ہے اشتہارات کا ظاہری پہلو، معنوی اعتبار سے بھی اشتہارات میں کئی اخلاقی خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر اسلام نے اس بات کو پسند نہیں کیا ہے کہ مالِ تجارت کی مبالغہ آمیز تعریف کی جائے اور اس میں وہ خوبیاں بیان کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ حضورؐ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی تجارت بڑھانے والوں سے قیامت کے دن نہ کلام کرے گا نہ اُن کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھے گا اور نہ اُن کو گناہوں سے پاک کرے گا۔"

زیادہ قسمیں کھانے کی ضرورت ایسی صورت میں پیش آتی ہے کہ آدمی کسی کو ایسی بات باور کرانا چاہتا ہے جو بظاہر نظر نہ آتی ہو، یا جو بہت ہی مبالغہ آمیز اور انہونی معلوم ہو۔ ایسی بات بالعموم خلافِ حقیقت ہوتی ہے۔ جیسے آجکل رنگ گورا کرنے کی کریموں کے اشتہارات ہیں۔ ان کریموں کو بنانے اور بیچنے والے خوب جانتے ہیں کہ ان سے چہرے یا جلد کا رنگ کبھی گورا نہیں ہو سکتا۔ اخبارات اور ریڈیو اور ٹیلی ویژن والوں کو بھی معلوم ہے کہ یہ ایک جھوٹا اور بے بنیاد دعویٰ ہے مگر وہ یہ جھوٹ پھیلاتے چلے جا رہے ہیں اور فریب دہی کی اس واردات میں اپنی کوئی ذمہ داری محسوس نہیں کرتے۔ سفیانؓ ابن اسد حضرمی کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا :

" یہ بڑی خیانت کی بات ہے کہ تم اپنے (مسلمان) بھائی سے کوئی بات کہو اور وہ تم کو اس بات سے سچا جانے حالانکہ حقیقت میں تم نے اُس سے جھوٹ بولا ہے " (مشکوٰۃ ۔ ابوداؤد)

وہ اشیاء جن کے بارے میں یقین کے درجے میں معلوم ہے کہ وہ انسانی صحت کے لیے مضر ہیں اُن کو پُرکشش انداز میں پیش کر کے لوگوں میں مقبول بنانا اور اُن کے استعمال کی ترغیب دلانا بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ ایک مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی خیر خواہی کرے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

" دین نصیحت یعنی خیر خواہی ہے "

لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اشتہار بازی کی صنعت اس بات کا کوئی خیال نہیں رکھتی۔ مثلاً سگریٹ کے بارے میں یہ حقیقت کس سے پوشیدہ ہے کہ یہ انتہائی مضرِ صحت ہے، لیکن محض مالی منفعت کے لیے اس حقیقت سے آنکھیں بند کر لی جاتی ہیں اور دن رات سگریٹ کمپنیوں کے اشتہارات کے ذریعے سے لوگوں کو سگریٹ نوشی کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس معاملے میں کسی قسم کی اخلاقی ذمہ داری نہیں محسوس کی جاتی۔

یہی حکم حرام اشیاء، خدمات اور تفریح سے متعلق اشتہارات کا ہے۔ اسلام نے شراب کو حرام کیا ہے۔ سودی لین دین کو اللہ اور اُس کے رسولؐ سے جنگ قرار دیا ہے۔ ناچ گانے اور فحش تفریحات کو لہو ولعب میں شامل کر کے اُن سے مکمل پرہیز کی ہدایت کی ہے۔ ان گناہوں میں ملوث ہونے والوں کے لیے شریعت میں سزائیں مقرر کرنے کے علاوہ قیامت میں پکڑ اور عذاب کی وعید بھی موجود ہے۔ ایسی صورت میں اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان رکھنے والا کوئی شخص یا ادارہ کبھی یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ وہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشتہارات کے ذریعے سے برائیوں کی ترغیب دے کر اُن کے فروغ کا ذریعہ بنے اور قیامت کے دن اللہ کے غضب کا مستحق ٹھہرے۔ ایسے شخص کو تو اس کام کے لیے بڑے سے بڑا معاوضہ بھی دیا جائے تو ٹھکرا دے گا اور یہ کام نہیں کرے گا۔

اسی طرح وہ اشتہارات بھی غیر اسلامی قرار پائیں گے جن کا مقصد کسی کی شہرت اور نیکنامی کو نقصان پہنچانا ہو۔ یا کسی بھی پہلو سے اُسے کوئی نقصان پہنچانا ہو یا جن سے دین و ملت کے مفادات پر کسی طرح کی زد پڑتی ہو یا جن سے دین و ملت کے دشمنوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص یا ادارہ یہ عزم کرلے کہ مجھے ناجائز کام نہیں کرنا ہے تو اُس کا ضمیر قدم قدم پر اُس کی رہنمائی کرتا ہے اور وہ اسلام کی راہِ راست سے کبھی نہیں بھٹکتا۔

اشتہاریات کا منفی پہلو

اشتہار بازی کا یہ فائدہ تو یقینی ہے کہ اس سے مصنوعات کی فروخت بڑھتی ہے مگر اس کے ساتھ ہی کچھ نقصانات بھی ہیں اور وہ یہ کہ فروخت بڑھنے سے مال سستا ہونا چاہیے جو نہیں ہوتا، بلکہ الٹا اُس کی قیمت میں اشتہار بازی کے اخراجات بھی شامل ہو جاتے ہیں اور صارفین کو کمتر درجے کی اشیاء کی زیادہ قیمت ادا کرنا پڑتی ہے۔

اشتہارات کے عوام کی خریداری کی عادتوں پر اثر انداز ہونے کی وجہ سے اُن میں نت نئی مصنوعات کے حصول کی خواہش اور گھر میں پہلے سے موجود اشیاء سے بددلی پیدا ہوتی ہے جو فضول خرچی کی محرک بنتی ہے اور جب قوتِ خرید ساتھ نہیں دیتی تو آدمی میں مایوسی اور دوسری نفسیاتی خرابیاں پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ ناجائز

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذرائع سے دولت کمانے کا غیر صحت مند رجحان بھی پیدا ہوتا ہے۔

بعض اشتہارات میں صارفین کو مصنوعات کی خریداری پر انعام کا لالچ بھی دیا جاتا ہے۔ یہ دراصل ایسی رشوت ہے جو چیز کی قیمت میں شامل کر کے خود خریدار سے وصول کی جاتی ہے۔ اور اگر اسے رشوت کے بجائے انعام بھی مان لیا جائے تو یہ ایسا انعام ہے جو اس بات پر دیا جاتا ہے کہ تم نے اس ناچیز کو خریدنے کا کارنامہ انجام دیا ہے جسے اور کوئی خریدنا پسند نہیں کرتا۔

بعض اوقات مصنوعات کا پیکنگ تبدیل کر کے یہ اشتہار دیا جاتا ہے کہ اس میں اور بہت سی خوبیوں کا اضافہ کیا گیا ہے، جس کے مقابلے میں بہت کم قیمت بڑھائی گئی ہے۔ حالانکہ اصل چیز میں پیکنگ کے سوا کوئی تبدیلی نہیں کی گئی ہوتی۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی حقیقت ہے کہ خالص سونا بیچنے والوں کو اپنے مال کی فروخت بڑھانے کے لیے کبھی اشتہار دینے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۷

تعلّقاتِ عامہ

تعلقاتِ عامہ آدمی کی زندگی کا بڑا حصہ ہیں اور اُس پر ہمہ گیر اثر ڈالتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انسانوں کے درمیان باہمی تعلقات کی ضرورت اور اہمیت تاریخِ انسانی کے ہر دور میں محسوس کی گئی ہے۔ اُس وقت بھی جب انسان نے تہذیبی اور مادی ترقی کی منازل طے نہیں کی تھیں اور آج بھی جب انسان ترقی کے بامِ عروج پر پہنچا ہوا ہے اور کارگاہِ حیات کی شدید مصروفیات کے باعث اسے اپنے انتہائی قریبی عزیزوں اور ہمسایوں تک سے ملنے کی فرصت نصیب نہیں ہوتی۔ سچ پوچھیے تو انسان کبھی اس بات کا متحمل نہیں ہوسکتا کہ وہ اپنے معاشرے اور ماحول سے بالکل کٹ کر رہ جائے یا سب سے الگ تھلگ ہوکر رہنے لگے۔ یا دوسروں کی حمایت و مخالفت سے بے نیاز ہوکر زندگی گزارے۔ اپنے ابنائے نوع کے ساتھ خوشگوار تعلقات کا ہونا ہر آدمی کی بنیادی ضرورت ہے جس کے بغیر زندگی کے کسی بھی شعبے میں کامیابی اور کامرانی کا سرے سے کوئی تصور ممکن نہیں ہے۔

یورپ میں جب صنعتی انقلاب آیا تو ان تعلقات کی ضرورت و اہمیت اور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھ گئی۔ کپڑا جب دستی کرگھوں کے بجائے ملوں میں بُنا جانے لگا۔ مزدوروں کی جگہ مشینیں کام کرنے لگیں اور آسائشوں اور سہولتوں میں بے پناہ اضافے کے باوجود آدمی فرصت کے لمحات کو ترسنے لگا تو دوستوں کی محفلیں اُجڑنے لگیں، باہمی میل جول کے مواقع محدود تر ہوتے چلے گئے۔ آلات احساسِ مروّت کو کچلنے لگے۔ یگانگت اور ہم آہنگی کے صحن میں بے گانگی کے سائے پھیلتے چلے گئے۔ مفادات کے ٹکراؤ نے طبقاتی کش مکش اور نزاع کو جنم دیا۔ شکوک وشبہات اور غلط فہمیوں نے باہمی اعتماد کی دولت چھین لی تو اس بات کو اور شدّت سے محسوس کیا گیا کہ انسانی معاشرہ تعلقات کے بحران کا شکار ہو گیا ہے۔

بیسویں صدی کے شروع میں امریکہ کے تجارتی اور صنعتی اداروں نے تعلقات کی اصلاح کی ضرورت سب سے پہلے اس وقت محسوس کی جب مزدوروں کا ظالمانہ استحصال کرنے پر عوام میں اُن کے خلاف نفرت اور غصّے کا طوفان اٹھ کھڑا ہوا۔ مزدور اپنے حقوق کے تحفّظ کے لیے تنظیمیں بنانے لگے۔ اُن میں بے چینی بڑھی اور کارخانہ داروں کے لیے اُن کے مطالبات سے پیچھا چھُڑانا مشکل ہو گیا۔ اس مرحلے پر مزدوروں کے ساتھ خوشگوار تعلقات کی ضرورت محسوس کی گئی اور رفتہ رفتہ تعلّقاتِ عامّہ کا باقاعدہ ایک فن وجود میں آگیا، جس کی مختلف لوگوں نے مختلف تعریفیں کی ہیں۔ اُن میں سے ایک آسان اور مختصر تعریف یہ ہے:

"تعلقاتِ عامّہ کسی ادارے اور عوام (یعنی جن لوگوں سے ادارے کا کسی بھی قسم کا کاروباری واسطہ پڑتا ہے) کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرنے اور اسے قائم رکھنے کے لیے سوچی سمجھی، منظّم اور مسلسل کوششوں کا نام ہے۔"

اس فن کے ماہرین کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ جس ادارے یا شخصیت کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وابستہ ہوں، اس کی نیک نامی کے لیے کوشاں رہیں۔ عوام کی توجہ اُس کی طرف مبذول کراتے رہیں۔ اُس کے لیے خیر سگالی اور ہمدردی اور پسندیدگی کے جذبات اُبھارنے اور انہیں برقرار رکھنے کی فکر و تدبیر کرتے رہیں۔ اپنے ادارے سے متعلق اطلاعات اور خود ادارے کا نقطۂ نظر اور خیالات اُس کے عوام تک پہنچائیں اور اگر ضروری سمجھیں تو اِن اطلاعات و خیالات کی مناسب تشریح و توضیح بھی کریں تاکہ کوئی غلط فہمی باقی نہ رہے۔ اسی طرح ماہرینِ تعلقاتِ عامّہ کا کام یہ بھی ہے کہ عوام کے رجحانات اور خیالات پر نظر رکھیں، اُن کے مسائل اور شکایات کا تجزیہ کر کے ادارے کو صحیح صورتِ حال سے باخبر رکھیں تاکہ ادارے اور اس کے عوام کے درمیان اعتماد کی فضا قائم رہے۔ کاروبار یا ادارے کے مفادات کو متاثر کرنے والے عوامی رجحانات، معلومات اور حالات میں غیر متوقع تبدیلیوں سے ادارے کی انتظامیہ کو باخبر رکھنا بھی ان ماہرین کا کام ہے تاکہ انتظامیہ اُن کے بُرے نتائج سے بچنے کی مؤثر تدابیر اختیار کر سکے۔

ماہرینِ تعلقاتِ عامہ کو جہاں کوئی چیز تیار کرنے والے کسی ادارے اور اُس کی مصنوعات کے خریداروں کے باہمی تعلقات کو خوشگوار رکھنے کی کوشش کرنا ہوتی ہے وہاں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ خود اس ادارے کے اندر کام کرنے والے کارکنوں (جنہیں تعلقاتِ عامّہ کی اصطلاح میں اندرونی عوام کہا جاتا ہے) اور ادارے کی انتظامیہ کے مابین تعلقات میں بگاڑ تو نہیں پیدا ہو رہا ہے۔ اور جب معاملہ حکومت اور ملک کے عوام کے تعلقات کا ہو تو ماہرینِ تعلقاتِ عامّہ کو رائے عامّہ کی تشکیل و تنظیم کا اہم اور نازک کام انجام دینا پڑتا ہے۔ یہاں بھی کوشش یہی ہوتی ہے کہ حکومت اور عوام کے تعلقات اچھے اور خوشگوار رہیں۔

ماہرینِ تعلقاتِ عامّہ، تعلقات کی استواری کے لیے جو طریقِ کار اختیار کرتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں وہ کچھ اس طرح ہوتا ہے :

۱۔ تحقیق یا حقائق سے آگاہی۔

۲۔ منصوبہ بندی۔

۳۔ مؤثر ذرائع ابلاغ۔

۴۔ ردِ عمل معلوم کرنا۔

۵۔ انتظامیہ سے رابطہ اور تعلقاتِ عامہ کے حوالے سے مشورے دینا۔

پہلے مرحلے میں یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ عوام ہم سے کیا توقع رکھتے ہیں۔ پھر اس کے مطابق اپنی بات اُن تک پہنچانے کی منصوبہ بندی کی جاتی ہے اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہ کیا مفید اور مؤثر ذرائع ہیں جن کو اگر اختیار کیا جائے تو آسانی سے مطلوبہ مقاصد حاصل ہو سکتے ہیں۔ منصوبہ تیار ہونے کے بعد اس پہلو سے اُس کی نوک پلک درست کی جاتی ہے کہ عوام تک جو پیغام پہنچانا مقصود ہے اُس کے مؤثر ابلاغ کی کیا شکل ہو سکتی ہے اور جب اس پہلو سے بھی اطمینان ہو جائے تو پھر آخری کام یہ رہ جاتا ہے کہ تعلقات کی استواری کے لیے جو کوشش کی گئی ہے وہ کس حد تک نتیجہ خیز ہوئی ہے اور اُس پر عوام کا ردِ عمل کیا ہے ؟ ردِ عمل اچھا ہو یا برا دونوں صورتوں میں اُس سے انتظامیہ کو آگاہ کیا جاتا ہے اور اُسے تعلقاتِ عامہ کے حوالے سے تجاویز یا مشورے دیے جاتے ہیں۔

دراصل شعبۂ تعلقاتِ عامہ کی ضرورت یوں پیش آتی ہے کہ کسی ادارے کے سربراہ یا کسی کارخانے کے مالک کی گوناں گوں مصروفیات اُسے اس بات کا موقع نہیں دیتیں کہ وہ خود اپنے عوام سے یا جن لوگوں سے اُس کو واسطہ پڑتا ہے ذاتی طور پر تعلقات استوار کر سکے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے وہ شعبۂ تعلقاتِ عامہ قائم کرتا ہے۔ یہ شعبہ ایک طرف عوام کے اندر اُس کے لیے خیر سگالی کے جذبات

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُبھارنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسری طرف اُس کو عوام کے جذبات، تاثرات اور ردِّ عمل سے آگاہ کرتا رہتا ہے اور اس طرح باہمی تعلقات خوشگوار رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔

تعلقاتِ عامّہ کے ماہرین اپنے مقاصد کے حصول کے لیے درج ذیل ذرائع سے کام لیتے ہیں:

۱۔ ذاتی رابطے

۲۔ اخبارات

۳۔ ریڈیو

۴۔ ٹیلی ویژن

۵۔ سینما یا فلم

۶۔ کیسٹ

۷۔ خط و کتابت

۸۔ ٹرانسپورٹ

۹۔ نمائش اور میلے

۱۰۔ مصنوعات کے پیکنگ اور کیلنڈر

۱۱۔ نوٹس بورڈ اور سائن بورڈ۔

تعلقاتِ عامّہ کے اس جدید فن کو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش بھی قرار دیا جاتا ہے۔ کسی صحافی کا یہ قول بہت مشہور ہے:

"اگر آپ ناقابلِ ستائش معلومات کی پردہ پوشی کرنا چاہتے ہیں تو تعلقاتِ عامہ کے کسی ماہر کی خدمات حاصل کیجیے۔"

یہ قول اس بات کی غمّازی کرتا ہے کہ تعلقاتِ عامہ کا استعمال منفی اغراض کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے بھی ہوتا ہے۔ یا ہو سکتا ہے۔ اس اندیشے کے پیشِ نظر تعلقاتِ عامہ کی امریکی سوسائٹی نے تعلقاتِ عامہ کے کچھ اصول وضع کیے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ ہم عہد کرتے ہیں :

۱۔ ہم اپنی نجی اور پیشہ وارانہ زندگی میں عوام کی بہبود کے تقاضوں کے مطابق خدمات انجام دیں گے۔

۲۔ اپنی تمام تر سرگرمیوں میں سچائی، صحت و درستی، دیانتداری اور راست بازی کے تسلیم شدہ اصولوں سے رہنمائی حاصل کریں گے۔

اِس کے ساتھ ہی سوسائٹی نے سولہ نکات پر مشتمل ایک ضابطۂ اخلاق کی بھی منظوری دی ہے جس میں اور باتوں کے علاوہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کوئی ممبر ایسی کوئی حرکت نہیں کرے گا جس سے ابلاغِ عامہ کے وسائل کی دیانتداری اور غیر جانبداری پر حرف آئے اور یہ کہ کوئی ممبر دانستہ طور پر غلط یا گمراہ کن اطلاع بہم نہیں پہنچائے گا اور اس امر کا پابند ہو گا کہ کسی غلط یا گمراہ کن اطلاع کی فراہمی سے بچنے کے لیے احتیاط سے کام لے۔

تعلقاتِ عامہ کا منفی استعمال دوسرے لوگوں کے لیے تو محض ایک برائی ہو گا مگر ایک مسلمان ماہرِ تعلقاتِ عامہ کے لیے اس کی حیثیت ارتکابِ گناہ کی ہے۔ کیونکہ وہ اس رسولِ برحق پر ایمان رکھتا ہے جس نے تاجروں کو ہدایت کی ہے :

"جب کوئی چیز فروخت کرو اور تمہیں علم ہو کہ اُس میں کوئی عیب یا نقص ہے تو خریدار کو اُسی مخفی عیب سے آگاہ کر دو۔"

مسلمان اس لحاظ سے خوش نصیب ہیں کہ وہ جس دینِ اسلام پر ایمان لائے ہیں وہ خود ایک ایسا جامع ضابطہ ہے جو زندگی کے ہر شعبے اور ہر گوشے کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ حیاتِ انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں ہے کے بارے میں اسلام نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہدایت و رہنمائی مہیا نہ کی ہو۔ اُنہیں نہ اِس بات کی ضرورت ہے نہ اس کی اُنہیں اجازت نہیں کہ وہ اپنے لیے اسلام کے دیے ہوئے ضابطۂ اخلاق کو نظر انداز کر کے کوئی ضابطۂ اخلاق مرتب کرتے پھریں۔ اس لیے تعلقاتِ عامہ کے معاملے میں رہنمائی کے لیے اُنہیں اسلام ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔

اِس نقطۂ نظر سے جب ہم اسلامی لٹریچر پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں تعلقاتِ عامہ کے ایسے سنہری اصول بلکہ ایک ایسا مکمل ضابطۂ اخلاق دکھائی دیتا ہے جس کی نظیر دنیا کی کوئی تہذیب بھی پیش نہیں کر سکتی۔

تعلقاتِ عامہ کا فن جسے بعض اہلِ علم نے "لوگوں کے ساتھ میل جول کا فن" بھی قرار دیا ہے پچھلے ڈیڑھ دو سو سال میں مغرب کے مادہ پرست معاشرے کے مختلف طبقات کے مفادات میں تال میل پیدا کرنے کی غرض سے وجود میں آیا ہے لیکن اسلامی معاشرے میں تعلقاتِ عامہ کو اوّل دن سے بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں باہمی تعلقات کو استوار کرنے کی ہر کوشش موجبِ اجر و ثواب اور انہیں کمزور کرنے اور نقصان پہنچانے والی ہر حرکت قابلِ مواخذہ ہے۔

اسلام نے خدا اور بندے اور بندے اور بندے کے درمیان تعلق کا جو تصوّر دیا ہے اُس کے مطابق تمام انسان بحیثیت انسان برابر ہیں۔ اُن کے درمیان اگر کوئی فرق ہے تو ایمان اور کفر کی بنا پر ہے۔ اہلِ ایمان توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان لانے کی وجہ سے ایک ملّت ہیں اور کفار خواہ کسی بھی برانڈ کے ہوں توحید و رسالت کو نہ ماننے کی وجہ سے دوسری ملّت ہیں، لیکن اس کے باوجود مسلمانوں پر یہ لازم ہے کہ وہ غیر مسلموں کے ساتھ بھی عدل و انصاف اور خیر خواہی کا رویّہ اختیار کریں کیونکہ حُسنِ خلق بجائے خود ایمان کی ایک بنیادی صفت ہے۔ جہاں تک مسلمانوں کے باہمی تعلقات کا معاملہ ہے۔ قرآن نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس کی نوعیت اور حقیقت کو یوں بیان کیا ہے :

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ۔ (الحجرات ۔ ۱۰)

"مومن تو ایک دوسرے کے بھائی ہیں"

عقیدے، فکر اور نصب العین کی یکسانیت کی بنیاد پر مسلمانوں کے درمیان جو رشتۂ اتحادِ وجود میں آتا ہے وہ اتنا مستحکم، گہرا اور پاکیزہ ہوتا ہے کہ جسے رشتۂ اخوت کے سوا کوئی اور نام دیا ہی نہیں جاسکتا۔ یہ تعلق اتنا اہم ہے کہ جس میں معمولی سی کبھی بھی اسلام کو گوارا نہیں ہے، چنانچہ اسی آیت کے آگے کے الفاظ دیکھیے :

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۔

"لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو"

اس سے معلوم ہوا کہ تعلقاتِ عامّہ کے کارکن اگر اخلاص اور خیر خواہی سے اصلاحِ تعلقات کی خدمت انجام دیں تو وہ گویا قرآنی حکم کی تعمیل کر رہے ہوں گے۔ بھائی بھائی کے اس تعلق کا تقاضا ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا خیر خواہ ہو۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

الدین نصیحۃ ۔ (مسلم)

"دین سراسر خیر خواہی ہے"

حضرت جریرؓ بن عبداللہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے تین باتوں پر بیعت لی تھی۔ ایک یہ کہ نماز قائم کروں گا۔ دوسرے یہ کہ زکوٰۃ دیتا رہوں گا تیسرے یہ کہ ہر مسلمان کا خیر خواہ رہوں گا۔ (بخاری)

مسلمانوں کا خیر خواہ رہنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی نہ خود کبھی کسی مسلمان کو نقصان پہنچائے نہ اُس کی برائی سوچے اور نہ کسی سے اُس کی برائی سُنے۔ اُس کے لیے وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا : "مسلمان مسلمان کا بھائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے وہ اُس پر ظلم نہیں کرتا، اُس کا ساتھ نہیں چھوڑتا اور اس کی تذلیل نہیں کرتا۔ ایک آدمی کے لیے یہی شر بہت ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر کرے۔"

اس خیر خواہی کا تقاضا ہے کہ آدمی اپنے بھائی کے لیے ایثار کرے۔ یہ ایثار ضروریات اور آرام و آسائش سے آگے بڑھ کر مزاج کے تقاضوں کے سلسلے میں بھی کیا جانا چاہیے۔ آدمی اگر دوسرے کے ذوق و پسند کو ترجیح دینا سیکھ جائے تو نہایت مستحکم اور مخلصانہ تعلقات قائم کر سکتا ہے۔

خیر خواہی کا تقاضا یہ بھی ہے کہ عدل سے کام لیا جائے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر احسان کا رویہ اختیار کیا جائے یعنی فیاضانہ برتاؤ کیا جائے۔ جیسے حضورؐ نے فرمایا ہے:

"جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں اور جو مجھ کو حق سے محروم کرے میں اس کو اُس کا حق دوں اور جو میرے اوپر ظلم کرے میں اس کو معاف کر دوں۔"

یہ جبھی ممکن ہے کہ انسان رحمدلی اور سوز و گداز کی دولت سے مالا مال ہو۔ آیت رُحَمَآءُ بَیۡنَہُمۡ میں مسلمانوں کی اسی صفت کی طرف اشارہ ہے۔ اس صفت کی عدم موجودگی آدمی کو سنگ دل اور غصیلا بنا دیتی ہے اور ایسا شخص جو اپنے اوپر قابو نہیں رکھ سکتا وہ صبر اور عفو و درگزر بھی نہیں کر سکتا۔ عفو و درگزر کی تعلقات کی استواری کے سلسلے میں جو اہمیت ہے اُس کا اندازہ اس سے کیجیے کہ حضورؐ نے نادم ہو کر معافی مانگنے والے کو معاف نہ کرنے کو بھی گناہ قرار دیا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو جو غیر معمولی اہمیت دی ہے اُس کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ مسلمان خود بھی اُن کی قدر و قیمت کو سمجھیں اور ان کی حفاظت اور پاسبانی کریں اور کسی قیمت پر اُن کا ٹوٹنا گوارا نہ کریں۔ اللہ اور اُس کے رسولؐ نے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمانوں کو ان تمام باتوں سے منع کر دیا ہے جن سے آپس کے تعلقات میں خرابی پیدا ہو سکتی ہے۔

اِن منع کی جانے والی باتوں میں سے پہلی چیز حقوق العباد کا اتلاف ہے۔ حقوق العباد کا معاملہ حقوق اللہ سے بھی زیادہ سخت ہے کیونکہ حقوق العباد پر دست درازی اس وقت تک معاف نہیں ہوگی جب تک خود متعلقہ شخص معاف نہ کر دے۔ حقوق پر دست درازی تعلقات کے لیے سمِ قاتل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی کا حق مار کر اُس کو دوست نہیں بنایا جا سکتا۔ اسی طرح کسی کے جسم و جان کو نقصان پہنچانا بھی اُسے دشمن بنانا ہے۔ سورۂ نساء آیت ۹۲ میں کسی مومن کو قصداً قتل کرنے والے کو ہمیشہ کے لیے جہنم کا ایندھن بننے کی وعید سنائی گئی ہے اور خود حضورؐ نے خطبۂ حجۃ الوداع میں فرمایا:

"اور دیکھو میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔"

مسلمان کو گالی دینے سے یہ کہہ کر منع فرمایا:

"مسلمان کو گالی دینا فسق اور اُس سے لڑنا کفر ہے۔"

اس کے ساتھ ہی اپنے بھائی کی غیبت کرنے، اُس کی چغلی کھانے اور اُسے عار دلانے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اُس سے تمسخر کرنا، اُسے حقیر سمجھنا، بدظنی اور بدگمانی کرنا، بہتان باندھنا، دلآزاری کرنا، دھوکا دینا اور حسد کرنا بھی ممنوع ہے۔ یہ تمام وہ باتیں ہیں جو نہایت مخلصانہ تعلقات کو بھی ذرا کی ذرا میں دشمنی میں بدل سکتی ہیں۔

اسلام نے مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تعلقات کے قیام و استحکام کے لیے جو ہدایات دی ہیں اُن سے تعلقات کے قیام اور فروغ کے اسلامی طریق کار کی نشاندہی ہوتی ہے۔ جس سے تعلقاتِ عامہ کے مسلمان کارکنوں کو لازماً آگاہ ہونا چاہیے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہاں ہم اس طریقِ کار کے کچھ بنیادی اصول بیان کرتے ہیں ؛

سلام

سلام اگر بہتر انداز میں کیا جائے تو یہ کسی بھی شخص کو اپنی طرف متوجہ کرنے کا نہایت عُمدہ ذریعہ ہے۔ اس سے جہاں جذبات کا اظہار ہوتا ہے وہاں ایک دعا بھی ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ سلام کرنے والا اپنے مسلمان بھائی کا خیر خواہ ہے اور چونکہ سلام کو ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے حقوق میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اس لیے یہ سلام کرنے والے شخص کے احساسِ ذمہ داری کا بھی ثبوت فراہم کرتا ہے اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ وہ اپنے بھائی کا حق ادا کرنے والا ذمہ دار شخص ہے۔ پھر جب دو مسلمان باہم ایک دوسرے کو سلامتی اور رحمت کی دعا دیتے ہیں تو اُن کے درمیان ایک دوسرے کی محبت اور خیر خواہی کا جذبہ تازہ ہوتا ہے

ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے میں جو پہلا خطبہ دیا اُس میں چار باتوں کی ہدایت کی تھی جن میں سے ایک یہ تھی ؛

"سلام کو اپنے درمیان پھیلاؤ"

ایک اور موقع پر فرمایا :

"سلام میں پہل کرنے والا تکبّر سے پاک ہوتا ہے"

ایک مرتبہ آپؐ نے فرمایا :

"کیا میں تمہیں ایسی چیز کا پتہ نہ دوں جس کو اختیار کر کے تم باہم محبت کرنے لگو تو وہ یہ ہے کہ تم آپس میں سلام پھیلاؤ"

سلام کے یہ فوائد اسی صورت میں حاصل ہو سکتے ہیں جب یہ اس شعور کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا جائے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی سلامتی کی دعا کر رہا ہے۔

مُصافحہ

سلام کے اندر خیر کا جو جذبہ ہے اُس کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے کیونکہ سلام کے بعد مُصافحہ کرنے سے ایک دوسرے سے گرمجوشی کا اظہار ہوتا ہے۔ نبی اکرمؐ کا ارشاد ہے:

"تمہارے باہمی سلام کی تکمیل مصافحہ سے ہوتی ہے۔"

(مسند احمد اور ترمذی)

مصافحہ کے بارے میں آپؐ کا ایک اور ارشاد یہ بھی ہے:

"مصافحہ کیا کرو، اس لیے کہ اس سے بغض دور ہوتا ہے۔"

اچھّے نام سے بُلانا

شریعت نے بُرا نام رکھنے یا نام بگاڑنے سے منع کیا ہے جس کی ایک بڑی وجہ تو یہ ہے کہ جس کا نام بگاڑا جائے اُس کی تحقیر ہوتی ہے اور کوئی بھی شخص اپنی توہین پسند نہیں کرتا۔ اس کے برعکس ہر آدمی کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ اُسے بہتر سے بہتر انداز میں پکارا جائے۔ عزت اور محبت سے مخاطب کیا جائے۔ کسی کو جتنے اچھے طریقے سے پکارا جائے گا وہ پکارنے والے کی محبت اور خلوص سے اتنا ہی متاثر ہوگا۔ حضرت عمرؓ نے یہ بتاتے ہوئے کہ دوستی کن چیزوں سے مستحکم ہوتی ہے ایک اصول یہ بھی بتایا ہے کہ "دوست کو اچھے نام سے بلائیے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہتر انداز سے جواب دینا

تعلق چونکہ یک طرفہ طور پر پروان نہیں چڑھتا۔ اس لیے اگر کسی ایک طرف سے بھی سرد مہری برتی جائے تو محبت کا پودا مرجھا جاتا ہے اس لیے مسلمانوں کو ہدایت کی گئی ہے کہ وہ سلام کا جواب بہتر سلام سے دیں، یعنی اگر کوئی السلام علیکم کہے تو جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا جائے اور اگر سلام کرنے والا السلام کے ساتھ رحمۃ اللہ بھی کہے تو جواب میں رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کہا جائے۔ اس طرح ایک اچھی بات کا جواب اچھی بات سے اور اُس سے بہتر انداز میں دیا جائے۔ آپؐ نے فرمایا :

"وہ محبت کرنے والوں میں بہتر وہ ہے جو اپنے بھائی کے لیے محبت کرے۔"

عزّت و آبرو کا تحفظ

جس طرح کوئی شخص یہ پسند نہیں کرتا کہ اُس کے ساتھ تحقیر کا سلوک کیا جائے یا اُسے غیر اہم جانا جائے اسی طرح اس کی یہ بھی خواہش ہوتی ہے کہ اُس کی عزّت کی جائے اور اُسے اہمیت دی جائے۔ تعلقات کے قیام و استحکام میں انسان کی اس فطری خواہش کی مناسب تکمیل بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے، لیکن اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ میرا فلاں مسلمان بھائی صرف خود ہی میری عزّت نہیں کرتا بلکہ وہ میری غیر موجودگی میں میری عزّت کا تحفظ اور دفاع بھی کرتا ہے تو ظاہر ہے کہ اس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل میں اپنے اس بھائی کی قدر و منزلت اور بڑھے گی۔ اسی لیے اسلام نے جہاں مسلمانوں کو اس بات سے منع کیا ہے کہ وہ کسی بھی طریقے سے اپنے بھائی کی عزت پر حملہ آور نہ ہوں، وہاں اس بات کو ایک مسلمان بھائی پر دوسرے مسلمان بھائی کا حق قرار دیا ہے کہ وہ اُس کی عزت کی حفاظت کرے۔ اگر کسی مسلمان کی غیبت یا چغلی ہو رہی ہو، اُسے بُرا بھلا کہا جا رہا ہو، اُس پر تہمت دھری جا رہی ہو تو اُس کا مقابلہ اُسی طرح کیا جائے جس طرح آدمی خود اپنی عزت پر حملے کا دفاع کرتا ہے۔ کتبِ احادیث میں اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد ارشادات ملتے ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک حدیث نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں:

"حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد کرنے پر قادر ہو اور وہ اس کی مدد کرے تو اللہ دنیا و آخرت میں اُس کی مدد کرے گا اور مدد پر قادر ہونے کے باوجود اُس کی مدد نہ کرے تو اللہ دنیا و آخرت میں اُسے پکڑے گا۔"

ذاتی معاملات میں دلچسپی لینا

ذاتی معاملات میں دلچسپی لینا جتنی اچھی بات ہے دوسروں کے ذاتی معاملات میں دخل دینا اُتنی ہی بری بات ہے۔ ایک سے تعلقات بڑھتے ہیں۔ دوسری سے تعلقات میں رخنہ پڑتا ہے۔ شخصی اور ذاتی معاملات میں دلچسپی لینے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے بھائی سے جب ملے تو اُس کے ذاتی حالات دریافت کرے۔ اُن میں گہری دلچسپی ظاہر کرے، اُس کو مفید مشورے دے، اُس کی ہمت بندھائے،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اگر عملی طور پر مدد کر سکتا ہو تو اس کی پیش کش کرے۔ شخصی معاملے میں دلچسپی لینے کی ایک اہم صورت یہ بھی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جب ایک آدمی دوسرے آدمی سے بھائی چارہ کرے تو اُس سے اُس کا نام، اُس کے باپ کا نام اور اُس کے قبیلے کا نام پوچھ لے اس لیے کہ اس سے باہمی محبت کی جڑیں مضبوط ہوتی ہیں"

یعنی جب آدمی کسی کی ذات میں دلچسپی لے گا تو یقیناً دوسرا بھی اُس کی طرف متوجہ ہو گا اور یوں تعلقات کی جڑیں مضبوط ہوں گی۔ ذاتی معاملات میں دلچسپی لینے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی پر اپنے ذاتی معاملات میں اعتماد کیا جائے۔ اس سے بھی محبت اور یگانگت میں اضافہ ہوتا ہے۔

اظہارِ جذبات

جس طرح حق کو دل میں حق جانتے رہنا ہی کافی نہیں ہے۔ اقرارٌ باللسان بھی ضروری ہے۔ اسی طرح محبت کے دلی جذبات کو زبان سے ظاہر کرنا بھی بہت اہمیت رکھتا ہے۔ جذبات اگر دل میں گھٹتے رہیں تو ان پر مُردنی چھا جاتی ہے اور متعلقہ شخص کو بھی اُن کی خبر نہیں ہو پاتی لیکن اگر جذبات کے اظہار کا موقع دیا جائے تو اُن میں تازگی آتی ہے۔ گرمجوشی بڑھتی ہے اور دوسرے شخص پر اُن کے خوشگوار ردِ عمل سے محبت کے جذبات اور نکھرتے ہیں۔ یہ بالکل فطری بات ہے کہ آدمی کو یہ معلوم ہو کہ اُس کا بھائی اُس سے دلی محبت رکھتا ہے تو اس کے دل میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اُس بھائی کی قدر نہ پیدا ہو، پھر جس طرح محبت کے جذبات کو صرف ظاہر کر دینا ضروری ہے ان جذباتِ محبت کی قدر اور شکر گزاری بھی بیحد ضروری ہے تاکہ محبت کرنے والا یہ نہ سمجھے کہ اُس کی محبت کی قدر نہیں کی گئی۔ اپنے بھائی کو اپنے دلی جذبات سے آگاہ کر دینے کی ہدایت خود اللہ کے رسولؐ نے کی ہے:

"جب کوئی اپنے بھائی سے اللہ کے لیے محبت کرے تو اُسے چاہیے کہ اُسے خبر کر دے کہ میں تم سے محبت رکھتا ہوں"

(ابوداؤد، ترمذی)

اظہارِ جذبات کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ شیریں کلامی اختیار کی جائے۔ زبان سے نکلی ہوئی اچھی بات دل پہ محبت کا ایسا گہرا نقش چھوڑتی ہے کہ بسا اوقات محض ایک جملہ ہی آدمی کو اپنا گرویدہ بنانے کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔ یہی کیفیت کسی اچھے کام پہ داد دینے اور حوصلہ افزائی کرنے اور دکھ اور مصیبت میں ہمدردی کے دو کلمات ادا کرنے کی بھی ہے۔ کسی مسلمان بھائی کا دل خوش کرنا کتنی بڑی سعادت ہے اس کا اندازہ اس حدیث سے کیجیے:

"جو میری امت میں سے کسی کی حاجت پوری کرے اور اُس کا مقصد یہ ہو کہ اُسے خوش کرے تو اُس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اُس نے اللہ کو خوش کیا اور جس نے اللہ کو خوش کیا اللہ نے اُس کو جنت میں ڈال دیا۔ (بیہقی، مشکوٰۃ)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملاقات

تعلقات کے قیام و استحکام میں ملاقات کو بھی بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ محبت سچی ہو تو دل لازماً ملنے کو چاہے گا اور محبت اور خوش اخلاقی سے ملنا ہو تو ملاقات کی خوشگواری کے گہرے اثرات کا مرتب ہونا بھی ضروری ہے۔ جب کسی شخص کو یہ پتہ چلے کہ کوئی شخص یا کچھ لوگ محض اس سے ملنے کے لیے اُس کے پاس آئے ہیں تو اُسے اپنی اہمیت اور عزت افزائی کے ساتھ ساتھ یوں ملاقات کے لیے آنے والوں کی محبت اور خلوص کا بھی احساس ہوتا ہے۔ اس ملاقات کے بھی کچھ اصول ہیں :

الف ۔ ملاقات اللہ کے لیے سچی محبت اور خلوصِ نیت کے ساتھ جائز مقاصد کے لیے ہونا چاہیے۔

ب ۔ ملاقات کے چونکہ اخلاقی اثرات بھی مرتب ہوتے ہیں صحبتِ صالح آدمی کو صالح بناتی ہے اس لیے میل ملاقات اچھے لوگوں سے رکھنا چاہیے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ صالح ہم نشیں تنہائی سے بہتر ہے۔

ج ۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں ہے کہ غیر صالح لوگوں سے قطع تعلق کر لیا جائے اُن سے بھی ملنا چاہیئے لیکن اس نیت سے کہ اُن کی اصلاح کرنا ہے اور اس عزم کے ساتھ کہ اُن کے غیر صالح اثرات سے خود کو بہر حال بچانا ہے۔

د ۔ ملاقات میں درشتی، کھردرے پن اور لاپروائی سے مکمل پرہیز کیا جانا چاہیے۔ اس کے بجائے نرمی، ملائمت اور خندہ پیشانی سے ملنا چاہیے۔ ملاقات کے لیے آنے والے یا جس سے ملاقات کے لیے جایا جائے اُس سے خود ہی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں کرتے چلے جانے کے بجائے اُسے زیادہ سے زیادہ بات کرنے کا موقع دیا جانا چاہیے۔

ھ۔ اگر آدمی کی طبیعت افسردہ بھی ہو تو بھی جب کوئی اس سے ملے تو عالی ظرفی اور بلند اخلاقی یہی ہے کہ اس کے ساتھ خندہ پیشانی سے پیش آیا جائے اور ہو سکے تو اُسے دیکھتے ہی مسکرا دیا جائے۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا:

"نیکیوں میں سے کسی کو حقیر نہ سمجھو اگرچہ وہ اتنی ہی ہو کہ تم اپنے بھائی سے خندہ پیشانی سے ملو۔" (مسلم)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"اپنے بھائی کو دیکھ کر مسکرا دینا بھی صدقہ ہے۔"

و۔ بے توجہی سے نہ ملے۔ توجہ اور دلچسپی سے ملاقات کرے اور دوسرے پر ظاہر کر دے کہ اُس سے مل کر دلی خوشی ہو رہی ہے۔

آپؐ کے بارے میں صحابہ کرامؓ کا کہنا یہ ہے کہ آپؐ جس کی طرف متوجہ ہوتے، پورے جسم سے متوجہ ہوتے۔ ایک بار مسجد میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا تو آپؐ نے اُس کے لیے اپنے جسم کو حرکت دی۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! جگہ میں کافی گنجائش ہے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا:

"مسلمان کا حق یہ ہے کہ جب اُس کا بھائی اُسے دیکھے تو اُس کے لیے حرکت کر جائے۔" (ترجمان السنہ)

ز۔ جب کوئی ملاقات کیلئے آئے اور کوئی عذر شرعی مانع نہ ہو تو فوراً اور سب کام چھوڑ کر اُس سے ملنا چاہیے اور مناسب الفاظ میں اُس کا خیر مقدم کرنا چاہیے۔

"حضرت عائشہؓ کہتی ہیں کہ جب زید بن حارثہؓ مدینے آئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور رسول اللہ سے ملاقات کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ باندھے بغیر صرف چادر کو کھینچتے ہوئے باہر تشریف لے گئے اور جوشِ محبت میں زیدؓ کو گلے لگایا اور بوسہ دیا۔

اسی طرح جب حضرت جعفر طیارؓ حبشہ سے واپس آئے تو رسول اللہ نے ان کو گلے لگا کر آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔

اسی طرح جب حضرت عکرمہؓ بن ابوجہل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا: "ہجرت کرنے والے سوار کو مرحبا"

عیادت

عیادت بھی ملاقات ہی کی ایک مخصوص صورت ہے جس کو ایک مسلمان پر اُس کے بھائی کا حق قرار دیا گیا ہے۔ اپنے بیمار بھائی کی بیمار پرسی کو عیادت کہتے ہیں۔ بیماری اور آزادی میں آدمی ذہنی اور نفسیاتی طور پر پریشان ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی اُس کے بارے جائے۔ اُس سے اظہارِ ہمدردی کرنے کے علاوہ اُس کی کوئی خدمت بجالائے اور اُس کی تندرستی کی دعا کرے تو یہ اُس کے دل پر گہرا اثر چھوڑے گی جس سے تعلقات کی جڑیں اور مضبوط ہو جائیں گی۔ آپ نے فرمایا:

"مریض کی عیادت کرنے والا اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ یا پیشانی پر رکھ دے اور اُس سے پوچھے کہ وہ کیسا ہے؟"

آپ عیادت کرتے وقت مریض کو تسلی دینے کے بعد اُس سے یہ بھی پوچھتے کہ کسی خاص چیز کو دل چاہتا ہے؟

آپ نے یہ بھی فرمایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"عیادت کے وقت مریض کی صحت کے لیے دعا کرو اور اپنے لیے بھی اُس سے دعا کراؤ کیونکہ مریض کی دُعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔"

دکھ درد میں شرکت

تعلقات کی استواری میں دکھ درد میں شرکت بھی بہت اہم کردار ادا کرتی ہے، دوست وہی ہوتا ہے جو مصیبت میں کام آئے۔ اللہ کے رسولؐ نے اس کی اہمیت پر ایک مثال سے روشنی ڈالی ہے۔ فرمایا:

"تم مومنوں کو رحمدلی، باہم الفت و محبت اور ایک دوسرے کی تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اُس کے بخار اور بے خوابی کے ذریعے سے شرکت کرتا ہے۔" (بخاری و مسلم)

ہدیہ

تعلقات کے قرار و استحکام میں ہدیہ بھی بہت مؤثر چیز ہے۔ دلوں کو جوڑنے اور اپنی طرف کھینچنے کے سلسلے میں اب تک جن باتوں کا ذکر کیا گیا ہے اُن کی نوعیت زبانی اور جسمانی کوششوں کی ہے۔ مادی ہدیے اس سے ایک قدم آگے اس بات کا ثبوت فراہم کرتے ہیں کہ ہدیہ دینے والے کے دل میں اپنے بھائی کے لیے اتنی محبت ہے کہ وہ اس کے لیے مالی ایثار بھی کر سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدیہ دینے کی ترغیب دیتے ہوئے اس کا یہ فائدہ بتایا ہے کہ یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلوں کی کدورتوں کو دور کرتا ہے :

" ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو اس سے باہم محبت پیدا ہوگی اور دلوں سے دشمنی اور بُعد دور ہو جائے گا "

(مشکوٰۃ)

آپؐ خود بھی اپنے ساتھیوں کو اور صحابہ کرامؓ آپس میں ایک دوسرے کو ہدیے دیا کرتے تھے۔ اس سلسلے میں اصول یہ ہے کہ ہدیہ اپنی استطاعت کے مطابق دیا جائے اور یہ خیال نہ کیا جائے کہ میں کوئی قیمتی چیز نہیں دے سکتا۔ اس لیے معمولی ہدیہ کیا دوں۔ ہدیہ دراصل خلوص اور محبت کی علامت ہوتا ہے اور خلوص اور محبت انمول ہیں۔

دوسری طرف یہ ہے کہ ہدیہ کچھ بھی ہو اُسے شکریے کے ساتھ قبول کرنا چاہیے اور ہدیہ دینے والے کے جذبے کی قدر کرنا چاہیے۔ ہدیے کے بدلے ہدیہ ضرور دینا چاہیے اور جس کو دیا جائے اُسے لینے سے انکار نہیں کرنا چاہیے۔ کیونکہ ہدیے کو ٹھکرانا، دینے والے کے خلوص اور محبت کو ٹھکرانا ہوگا۔

شُکریہ

جب بھی ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی کوئی مدد کرے یا اُس کے ساتھ کوئی حُسنِ سلوک کرے یا اُس کی خدمت کرے یا کوئی ہدیہ دے تو اُس بھائی کا فرض ہے کہ وہ اُس کا شکریہ ادا کرے۔ خوشی اور تشکر کے جذبات کے اظہار سے اُس پر واضح ہو جائے گا کہ اُس کے بھائی نے اُس کے خلوص اور محبت کی قدر کی ہے۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ بھی یہی تھا :

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جب کوئی آپؐ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کرتا تو آپؐ اُس کا شکریہ ادا کرتے اور اُس چیز کو قبول کر لیتے اور جب کوئی آپؐ کا کام کر دیتا تو اُس پر ممنونیت کا اظہار فرماتے۔"

(شمائل ترمذی)

دعوتِ طعام

ساتھ مل کر کھانے سے بھی تعلقات میں قربت پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ہدیے ہی کی قسم کی ایک چیز ہے ایسے موقع پر بے تکلفی سے باتیں ہوتی ہیں۔ جس کو دعوت دی جاتی ہے۔ اُسے اپنے بھائی کی محبت کا احساس کر کے اپنی عزت افزائی پر خوشی ہوتی ہے اور دعوت دینے والا اس بات سے محسوس کرتا ہے کہ میرا بھائی میرے بلانے پر بغیر میرے گھر چلا آیا۔ اس طرح وہ بھی اپنی عزت افزائی محسوس کرتا ہے۔

ہدیے کی طرح دعوت بھی حسبِ استطاعت ہونا چاہیے۔ ہاں اگر تھوڑا بہت اہتمام ہو سکے تو ضرور کرنا چاہیے کیونکہ اس کا اچھا اثر پڑتا ہے جس کو دعوت دی جائے اُس کا بھی یہ فرض ہے کہ دعوت قبول کر لے اور اگر کھانا معمولی بھی ہو تو اُس کو حقیر نہ سمجھے بلکہ دعوت دینے والے کے اخلاص اور محبت پر نظر رکھے اور خوشی کے اظہار کے ساتھ اُس کا شکریہ ادا کرے۔

❖

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعا

اسلام میں دعا کی بڑی اہمیت ہے۔ اس کو مغزِ عبادت کہا گیا ہے۔ یہ بھی تعلقات میں اخلاص کا رنگ پیدا کرتی ہے۔ سلام بھی ایک طرح کی دعا ہی ہے جس میں اپنے بھائی کے لیے اللہ سے سلامتی، رحمت اور برکت کی درخواست کی جاتی ہے۔ چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے والے کے لیے یرحمک اللہ کہہ کر رحمت کی دعا کی جاتی ہے۔ عیادت کے وقت مریض کی صحت کی دعا کی جاتی ہے۔

اخوت و محبت کا تقاضا ہے کہ جس سے محبت ہے اور جس کی خیر خواہی مطلوب ہو اُس کے لیے غائبانہ بھی دعا کی جائے اور ہو سکے تو متعلقہ شخص سے اُس کا ذکر بھی کر دیا جائے تاکہ اُس کا دل بھی دعا مانگنے والے کی محبت اور خلوص کا قائل ہو جائے اور اُس کے قلبی تعلق میں اضافہ ہو۔ اپنے طور پر اپنے بھائی کی بھلائی اور بہتری کی دعا کرنا ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا حق ہے لیکن اگر ایک دوسرے سے اپنے لیے دعا کی درخواست کی جائے اور اصرار کر کے دعا کرائی جائے تو اس سے بھی باہمی تعلقات کو استحکام حاصل ہوتا ہے۔

احتساب

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک ہی جسم کے مختلف اعضاء کے مانند قرار دیا ہے آپ فرماتے ہیں:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"تم مومنوں کو رحمدلی، باہم اُلفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم۔ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم اُس کے بخار اور بے خوابی کے ذریعے سے شرکت کرتا ہے۔"

یعنی جسم کے کسی ایک عضو میں بھی تکلیف ہو تو دوسرے اعضاء بھی اُس سے بے تعلق نہیں رہتے، بلکہ پوری طرح اُس کے دکھ درد میں شریک ہوتے ہیں۔ اس مثال کا ایک دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ اگر جسم کے کسی ایک حصے پر کوئی داغ دھبہ لگ جائے یا کسی قسم کی نجاست سے بھر جائے تو آنکھیں اُسے دیکھتے ہی دماغ کو مطلع کرتی ہیں۔ دماغ فوراً اُس داغ کو دھونے اور صاف کرنے کی تدبیر کرنے لگتا ہے۔ ہاتھ پاؤں حرکت میں آجاتے ہیں اور اُس وقت تک چین نہیں لیتے جب تک اُس داغ یا نجاست کو دور نہیں کر لیتے۔ داغ دھبہ یا نجاست جب تک دور نہ ہو دماغ یہ گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے بھی اُسے دیکھیں۔ اگر داغ گہرا ہو تو اُسے صاف کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے کہ اس کوشش میں جسم پر خراش نہ آنے پائے۔ آدمی کے دل میں جسم پر لگنے والی نجاست سے کراہت ضرور پیدا ہوتی ہے لیکن وہ اس حصۂ جسم سے نفرت نہیں کرتا۔ اُس کی زبان اُسے برا نہیں کہتی، بلکہ وہ پوری خیر خواہی اور دردمندی سے جسم کو پاک صاف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بالکل اسی طرح ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کے اعمال و افعال اور کردار و رفتار پر نظر رکھے اور جہاں اُسے راہِ راست سے ہٹتا اور بھٹکتا دیکھے یا اس کی کسی کمزوری اور کوتاہی سے آگاہ ہو تو اس کی اصلاح کی فکر کرے۔ اُسے سہارا دے اُسے نصیحت کرے اور اس کے غلط طرزِ عمل

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی انتہائی احتیاط اور دردمندی سے نشاندہی کرے تاکہ اُس کا بھائی اپنے اوپر تنقید سن کر بھی اُس کی خیرخواہی کا اثر لیے بغیر نہ رہ سکے اور یہ محسوس کر کے اُس کا شکرگزار ہو کہ میرے بھائی نے مجھے تباہ ہونے سے بچالیا۔

تنقید و احتساب کے اس نازک کام کو بھی خیرخواہی کے جذبے کے بغیر کما حقہٗ انجام دینا بہت مشکل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک اپنے بھائی کا آئینہ ہے پس اگر کوئی اپنے بھائی میں کوئی خرابی دیکھے تو اُسے دور کر دے۔" (ترمذی)

ابوداؤد کی روایت میں یہ حدیث اس طرح آئی ہے:

"ایک مومن دوسرے مومن کا آئینہ ہے اور ایک مومن دوسرے کا بھائی ہے اور اُس کے حق کو اس کی عدم موجودگی میں بھی محفوظ رکھتا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات میں دراصل اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کو نصیحت کرتے وقت کن باتوں کا خیال رکھے۔ ان حدیثوں کی بنیاد پر اہلِ علم نے احتساب و نصیحت کے مندرجہ ذیل اصول وضع کیے ہیں:

۱۔ برائیوں کا تجسس نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ آئینہ کبھی تجسس نہیں کرتا۔ وہ اس وقت ظاہر کرتا ہے جب آپ اُس کے سامنے جا کھڑے ہوں۔

۲۔ پیٹھ کے پیچھے تنقید نہ ہو اس لیے کہ آئینہ کسی کی شکل اس وقت تک ظاہر نہیں کرتا جب تک وہ روبرو نہ ہو۔

۳۔ تنقید میں کوئی اضافہ نہ ہونا چاہیے اس لیے کہ آئینہ بلاکم و کاست اور بلامبالغہ نقوش واضح کرتا ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ تنقید بے لاگ ہونا چاہیے اور کسی بدنیتی اور غرض سے پاک، اس لیے کہ آئینہ جس کا نقش ظاہر کرتا ہے اُس سے کینہ نہیں رکھتا۔

۵۔ بات کہہ دینے کے بعد اُسے پالنا نہیں چاہیے اس لیے کہ سامنے سے ہٹ جانے کے بعد آئینہ شکل کو محفوظ نہیں رکھتا یا دوسرے الفاظ میں پردہ دری نہ ہونا چاہیے۔

۶۔ اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس میں (نصیحت میں) انتہائی سوز، دکھ، درد، خلوص اور محبت کارفرما ہو جس کا احساس ہی اس ناگواری کے ہلکے سے احساس کو فنا کر دے جو ہر شخص میں فطری طور پر اپنے اوپر تنقید سُن کر اُبھرنے لگتا ہے۔ اس لیے "مراۃ المسلم" کے ساتھ "اخوۃ المسلم" بھی کہا گیا ہے۔ یہ دلسوزی اس وقت پیدا ہو سکتی ہے جب ایک طرف یہ احساس ہو کہ میرے بھائی کی یہ خرابی اس کی ہلاکت کا سبب بن سکتی ہے اور دوسری طرف اپنے آپ کو اپنے بھائی سے بڑا نہ سمجھے بلکہ بہتر یہ ہے کہ اس سے کمزور اور اس سے زیادہ خطا کار اور گناہ گار سمجھے۔

تعلقات میں خرابی کی اصلاح

اجتماعی زندگی میں تعلقات کو مضبوط و مستحکم بنانے کے متعلق قرآن و حدیث میں نہایت تفصیلی ہدایات ملتی ہیں۔ یہاں چونکہ تفصیل کی گنجائش نہیں ہے اس لیے ہم نے کچھ اصولی باتیں مختصراً بیان کر دینے پر اکتفا کیا ہے جس سے یہ اندازہ کیا جا سکتا کہ اسلام انسان کے انفرادی اور اجتماعی تعلقات کو کتنی اہمیت دیتا ہے اور اُس کی نظر میں ان تعلقات کا قیام و استحکام کتنی بڑی نیکی ہے کہ جس پر آخرت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غیر معمولی اجر و ثواب کی بشارت دی گئی ہے اور ان کو کمزور کرنا یا نقصان پہنچانا کتنا بڑا گناہ ہے کہ جس پر آخرت میں خسران اور عذاب کی وعید سنائی گئی ہے۔ تعلقات کی اس اہمیت کا تقاضا تھا کہ اسلام اپنے ماننے والوں کو اس کے بارے میں وہ تفصیلی ہدایات دے دیتا جن کا ایک اجمالی نقشہ ہم نے ان صفحات میں پیش کیا ہے۔ اِن ہدایات پر عمل کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ انسانوں کے درمیان باہم نہایت مخلصانہ اور انتہائی خوشگوار تعلقات قائم نہ ہوں، لیکن چونکہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انسان فطرتاً خطا کا پُتلا ہے وہ نہ چاہتے ہوئے بھی غلطی کر جاتا ہے۔ اُس سے کسی بھی وقت بشری کمزوری کے تحت کوئی ایسی کوتاہی اور بے احتیاطی ہو سکتی ہے جو آپس کی شکر رنجی کا باعث بن جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ محض عجزِ بیان یا مناسب لفظوں کے انتخاب میں غلطی کی وجہ سے اس کی کہی ہوئی کوئی بات کسی غلط فہمی کا سبب بن جائے اور اُس سے دوسرے بھائی کے دل میں شکایت اور تلخی پیدا ہو جائے۔ ایسی صورتوں میں وجہِ شکایت خواہ بڑی ہو یا چھوٹی اگر اس کو جلد دور کرنے کی کوشش نہ کی جائے تو دلوں میں پیدا ہونے والا بُعد مخالفت اور عداوت کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی مسلمان کے لیے یہ بات حلال نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ ناراض ہو کر چھوڑ دے۔ دونوں میں سے ایک اپنا منہ ادھر کرے اور دوسرا ادھر پھیرے۔ ان دونوں میں بہتر وہ شخص ہے جو سلام سے ابتداء کرے (یعنی خفگی دور کرنے میں پہل کرے)۔"

(بخاری و مسلم)

آپ نے مزید بتایا:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"لوگوں کے اعمال ہفتے میں دو دن، پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے ہیں اور ہر بندۂ مومن کو بخش دیا جاتا ہے سوائے اُس کے کہ جس کی اپنے مسلمان بھائی سے کوئی عداوت ہو۔ کہا جاتا ہے کہ ان کو کچھ دن کے لیے چھوڑ دو تاکہ یہ آپس میں صلح کریں۔" (مسلم)

اور یہ صلح نہ کر لینا کتنا سنگین فعل ہے اس کا اندازہ حضورؐ کے ان ارشادات سے بآسانی ہو سکتا ہے:

"کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کو تین دن سے زیادہ کے لیے چھوڑ دے۔ جو شخص تین دن سے زیادہ الگ رہا اور اس عرصے میں مر گیا تو وہ دوزخ میں جائے گا۔"

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

"جو شخص اپنے مسلمان بھائی کو ایک سال کے لیے ترک کر دے تو وہ ایسا ہے جیسا کہ اُس نے اُس کا خون بہایا۔ (یعنی اتنا گناہ ہوگا)"

(ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

جب دو بھائیوں میں ناراضی ہو جائے تو جہاں ان دونوں کا یہ فرض ہے کہ باہم صلح صفائی میں اپنے طور پر پہل کریں وہاں دوسرے مسلمانوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اُن میں مصالحت کرا دیں۔ قرآن کا حکم ہے:

فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ (الحجرات - ۱۰)

"لہٰذا اپنے بھائیوں کے درمیان تعلقات کو درست کرو۔"

ایک حدیث کی رو سے تعلقات کی اصلاح کے عمل کا ثواب نماز، روزے اور صدقے سے بھی زیادہ ہے اور تعلقات میں خرابی ڈالنا، دین کو مونڈ ڈالنے کے مترادف ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعلقات کے قیام و ثبات کے سلسلے میں اسلامی حکمتِ عملی یہ ہے کہ پہلے قدم پر اجتماعی زندگی کی اکائی یعنی فرد کی سیرت کی اس طرح تشکیل و تعمیر کی جائے کہ اُس کے حُسنِ خلق سے باہمی محبت پیدا ہو، معاشرے کے افراد ایک دوسرے سے جُڑیں اور دِلوں کے حُسنِ خلق کا کم سے کم درجہ یہ ہے کہ اُس کے ہاتھ اور زبان سے اُس کے مسلمان بھائی محفوظ رہیں۔ اور خدانخواستہ کسی غلطی یا کوتاہی اور بے احتیاطی کے باعث شکر رنجی کی صورت پیدا ہو جائے تو فریقین میں سے کوئی ایک خود ہی پہل کر کے اپنے بھائی کی شکایت یا غلط فہمی دور کرنے کی کوشش کرے۔ ایسی صورت میں دوسرے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بھائی کے عذر کو قبول کر لے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جس نے اپنے کسی مسلمان بھائی سے اپنی غلطی پر عذر کیا اور اُس نے اُس کو معذور نہ سمجھا یا اُس کے عذر کو قبول نہ کیا، اس پر اتنا گناہ ہوگا جتنا ناجائز محصول لینے والے پر اُس کے ظلم کا ہوتا ہے۔"

اور جب آپس کی کوشش کے باوجود شکایت دور نہ ہو تو معاملے کو سُلجھانے کے لیے معاشرے کو آگے آنا چاہیے۔ اور زیادتی کرنے والے فریق کو سیدھا کرنے کے لیے طاقت کے استعمال سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیے۔

تعلقاتِ عامہ کے قیام و استحکام سے متعلق ان دینی احکام و ہدایات میں بظاہر فرد سے فرد کے بارے میں فرد کے طرزِ فکر و عمل اور انداز اظہار و گفتار ہی کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے، اس لیے ان کو دیکھ کر کسی کے ذہن میں یہ خیال بھی آسکتا ہے کہ اسلام کی یہ ہدایات تعلقاتِ عامہ کے لیے نہیں بلکہ افراد کے ذاتی تعلقات کی استواری کے لیے دی گئی ہیں۔ اوّل تو یہ تاثر درست نہ ہوگا کیونکہ تعلقات کی بنیاد جس اخوت اور خیر خواہی کو قرار دیا گیا ہے وہ تمام اسلامی معاشرے کے لیے عام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے بلکہ ایک مسلمان کی خیر خواہی کے حقدار وہ ابنائے آدم بھی ہیں جنہیں اسلام قبول کرنے کی سعادت حاصل نہیں ہو سکی ہے۔

دوسرے یہ کہ اسلام نے انفرادی اور اجتماعی زندگی کے لیے دو ہرے اخلاق کی تعلیم نہیں دی ہے۔ جس طرح ایک فرد دوسرے فرد کے ساتھ تعلقات میں ان اخلاقی تعلیمات پر عمل کرنے کا پابند ہے اسی طرح مختلف مسلمان گروہوں جماعتوں حتیٰ کہ اسلامی مملکتوں کو بھی باہمی تعلقات کے قیام و استحکام کے معاملے میں ان اصولوں کی پاسداری کرنا ہوگی۔

تیسرے یہ کہ گروہ ہوں یا جماعتیں ادارے ہوں یا حکومتیں اُن کے سربراہ اور کرتا دھرتا افراد ہی ہوتے ہیں۔ ان کی نفسیات اور محسوسات دوسرے انسانوں ہی جیسی ہوتی ہیں بس فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ انفرادی سطح پر انفرادی مقاصد اور مفادات آدمی کے پیش نظر ہوتے ہیں اور اجتماعی سطح پر پیش نظر مقاصد اور مفادات کی نوعیت اجتماعی ہوتی ہے۔

تعلقاتِ عامہ کے جدید فن میں بھی عام آدمی کی نفسیات کو ملحوظ رکھ کر ہی تعلقات بڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور تعلقاتِ عامہ کو کمپنی یا ادارے کے ہر فرد کا کام سمجھا جاتا ہے۔ ایک بڑی کارپوریشن کے شعبۂ تعلقاتِ عامہ کے ڈائریکٹر کا کہنا ہے:

"ہم تعلقاتِ عامہ کے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہم سب جو کچھ کہتے اور کرتے ہیں جس سے لوگوں کو ہماری کمپنی کے بارے میں کوئی تاثر ملتا ہے وہ تعلقاتِ عامہ سے متعلق ہوتا ہے۔ ہمارا شعبہ جو کام انجام دیتا ہے وہ اس وسیع کام کا صرف ایک حصہ ہے جو ہمارے تمام ملازمین روزانہ کرتے ہیں۔" (تعلقات عامہ ص۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ کمپنی کے مالک، اعلیٰ حکام اور عام ملازمین سب کے سب ایک دوسرے اور خود کمپنی کے خیر خواہ ہوں۔ اُن کے درمیان ہم آہنگی اور خیر سگالی پائی جاتی ہو اور وہ اس بات کا خیال رکھیں کہ اُن کے کسی قول یا عمل سے باہم یا خود کمپنی کے ساتھ تعلقات کو نقصان نہ پہنچے۔ کمپنی کی نیک نامی ہو۔ اس کی مصنوعات کی فروخت بڑھے۔ دوسری طرف کمپنی کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے ملازمین اور کاروبار میں مددگار اور معاون لوگوں کے ساتھ عدل و احسان کا رویہ اختیار کرے۔ اُن کے جائز حقوق کا خیال رکھے اور کاروبار میں کسی قسم کی کوئی بددیانتی روا نہ رکھے۔ حقوق کی ادائیگی سے آدمی صرف مطمئن ہوتا ہے لیکن عالی ظرفی اور کردار کی بلندی دیکھ کر عزت کرنے لگتا ہے جس ملازم کو یہ معلوم ہو کہ اُس کی کمپنی ملاوٹ، چور بازاری، ذخیرہ اندوزی، ٹیکس چوری یا ایسی ہی دوسری برائیوں میں ملوث ہے۔ اُس کا ضمیر کبھی اپنی کمپنی کی حمایت نہیں کرے گا۔ ایسی کمپنی کے ملازمین یعنی اندرونی عوام کو تعلقاتِ عامہ کے فن کی بڑی سے بڑی مہارت بھی مطمئن نہیں رکھ سکتی۔

اسی طرح اگر کسی کمپنی کی مصنوعات کا یا کسی ادارے کی خدمات کا معیار اچھا نہیں ہے تو لوگوں کو اُس کی طرف متوجہ کرنے کے لیے خواہ کچھ بھی کر لیا جائے، کمپنی کی اعلیٰ کارکردگی کا یقین دلانے کی کیسی ہی کوشش کر لی جائے۔ مصنوعات اور خدمات کا گھٹیا معیار جب خود اپنا تعارف کرائے گا تو تعلقاتِ عامہ کی ساری کوششوں پر پانی پھر جائے گا۔ اس لیے اسلام پر ایمان رکھنے والے لوگوں کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ذاتی معاملات میں بلکہ اپنی تجارت اور صنعت میں بھی پوری دیانت داری سے کام لیں اور ایسے تاجروں اور اداروں کے لیے کام کرنے والے تعلقات عامہ کے کارکنوں کا بھی فرض ہے کہ وہ اپنے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشہ وارانہ فرائض انجام دیتے ہوئے تعلقاتِ عامہ کے اسلامی اصولوں پر سختی سے کاربند رہیں اور یہ جبھی ممکن ہے کہ اُن کا ذاتی کردار اُس حُسنِ خلق سے مزین ہو جس کی اسلام نے اپنے ماننے والوں کو تعلیم دی ہے اور جس کے لیے رسولِ کریم کو اللہ تعالیٰ نے معلمِ اخلاق بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

تعلقاتِ عامہ کے مقاصد کے حصول کے لیے دورِ جدید کی بہت سی ایجادات اور وسائل کو کام میں لایا جا رہا ہے، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے تو درجِ ذیل چار بنیادی باتیں جو روبرو گفتگو میں پائی جاتی ہیں وہی ان تمام ایجادات اور وسائل کے استعمال میں بھی کارفرما نظر آئیں گی :

۱۔ پیغام دینے والا

۲۔ پیغام

۳۔ پیغام سننے یا پانے والا

۴۔ پیغام سننے یا پانے والے کا ردِعمل۔

ایسا اس لیے ہے کہ جس طرح تحریر، تقریر کی قائم مقام ہے اُسی طرح اظہار و ابلاغ کے دوسرے تمام ذرائع اور وسائل بھی زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچنے کے لیے اختیار کیے جاتے ہیں اور اُن کی حیثیت بھی شخصی رابطے اور تعلق کے قیام کے فطری طریقوں کے قائم مقام کی ہے۔ اس لیے تعلقاتِ عامہ کے لیے اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، اشتہارات اور ایسے جو بھی ذرائع استعمال کیے جائیں ہمیں ان سے کام لیتے ہوئے تعلقاتِ عامہ کے اسلامی اصولوں کی بہرحال پابندی کرنا ہوگی۔ کیونکہ یہ ایک مسلمان کے ایمان کا بنیادی تقاضا ہے جس پر اُسے آخرت میں اجر و ثواب بھی ملے گا اور باز پُرس بھی ہوگی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۱۸)

صحافت میں عدل واحسان

یہ کائنات جس میں ہم رہتے ہیں اس کی ساخت اور نظام پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سارا کارخانۂ قدرت عدل واعتدال کے اصول پر قائم ہے اور زمین، چاند، سورج، ستارے اور تمام ذی روح اور بے روح اشیاء سب ایک مشین کی طرح اُس خدمت کو بے چون وچرا انجام دیے جارہے ہیں جو خالقِ کائنات نے اُن کے سپرد کر رکھی ہے۔ مگر اس کائنات کے روحِ رواں انسان کا معاملہ قدرے مختلف ہے۔ وہ اشرف المخلوقات ہے۔ ذی روح ہونے کے ساتھ ساتھ ذی عقل اور ذی شعور بھی ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے زمین پر اپنا خلیفہ بنا کر کچھ اختیارات بھی عطا کیے ہیں جن کو وہ اپنی مرضی سے استعمال کر سکتا ہے جبکہ دوسری جاندار اور غیر جاندار مخلوقات کو کوئی اختیار نہیں اور وہ سختی کے ساتھ اس نظامِ عدل پر کاربند رہنے کی پابند ہیں جو روزِ اوّل سے اُن کے لیے مقرر کر دیا گیا ہے۔ انسان کو حاصل یہ اختیار اُس کا اعزاز بھی ہے اور ذمہ داری اور آزمائش بھی ہے۔ جس میں کامیابی اور ناکامیابی پر ہی آخرت کی جزا و سزا کا انحصار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔

اس اختیار کی بنا پر ایک انسان عدل کا رویہ اختیار کر کے اللہ تعالیٰ کے انعام کا مستحق بنتا ہے اور دوسرا اعتدال کی روش اختیار نہ کرنے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے غیظ و غضب کا سزاوار ٹھہرتا ہے۔ گویا انسان کی آزمائش اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تکوینی اعتبار سے اُسے جس عدل پر قائم کیا ہے آیا وہ اپنی تشریعی حیثیت میں بھی اُس عدل کا اہتمام کرتا ہے یا نہیں!

اب رہی یہ بات کہ تشریعی حیثیت میں یہ مطلوبہ عدل قائم کرنے اور برتنے کا طریقہ کیا ہے؟ تو یہ ایسا سوال ہے جس کا جواب فلسفیوں نے بھی دینے کی کوشش کی ہے اور مختلف مذاہب نے بھی کچھ جوابات دیے ہیں۔ فلسفیوں نے جو جوابات دیے ہیں اُن کی حیثیت اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مارنے سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ رہے وہ جوابات جو مختلف مذاہب نے دیے ہیں تو اُن میں سے بھی بعض وہ ہیں جو ایسے مذاہب کی طرف سے دیے گئے ہیں جن کی بنیاد محض توہم پرستی ہے۔ جیسے ہندومت اور آتش پرست۔ اور بعض مذاہب وہ ہیں جو تھے تو آسمانی مذاہب لیکن جن کو خود ان کے ماننے والوں نے مسخ کر ڈالا جیسے عیسائیت اور یہودیت۔ اس لیے اُن کے جوابات بھی میزانِ عدل پر پورے نہیں اُترتے، لیکن اللہ تعالیٰ چونکہ عادل ہی نہیں، رحمٰن و رحیم بھی ہے۔ اس لیے اُس نے انسانِ اوّل حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا نبی بنایا اور ان کو یہ بات بتائی کہ وہ اپنی تشریعی حیثیت میں کس طرح عدل قائم کریں۔ اُن کے بعد بھی پیغمبرِ اعظم و آخر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے اور بالآخر کلام اللہ اور حدیثِ رسول اللہ کی شکل میں قیامِ عدل کا ایسا جامع و مانع ضابطۂ اخلاق مہیا کر دیا جو قیامت تک اللہ سے ڈرنے والوں کی رہنمائی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا رہے گا۔ قرآن مجید میں انسانوں کو حکم دیا گیا ہے :

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ج ۔ (النحل - ۹۰)

" اللہ عدل اور احسان اور صلۂ رحمی کا حکم دیتا ہے اور بدی و بے حیائی اور ظلم و زیادتی سے منع کرتا ہے "

اس حکم کے تحت لازم ہے کہ انسان ہر معاملے میں یہ دیکھے کہ عدل و انصاف کا تقاضا کیا ہے کیونکہ عدل نہ کرنا ہی ظلم ہے۔ جب کوئی شخص عدل نہیں کرتا تو گویا ظلم کرتا ہے۔

عدل کی دو قسمیں ہیں، ایک عدل وہ ہے جو اللہ کے مقرر کیے ہوئے حدود و قوانین توڑنے پر عدالت کرتی ہے۔ یہ قانونی عدل ہے اور اس سلسلے میں حکم یہ ہے کہ جرم ثابت ہو جائے تو مجرم کو سزا دینے میں نرمی ہرگز نہ برتو کیونکہ ایسا کرنا معاشرے میں امن و امان برقرار رکھنے کے لیے ضروری ہے :

وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِيْنِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ۔

(النور - ۲)

" اور ان (زانی اور زانیہ پر) ترس کھانے کا جذبہ اللہ کے دین کے معاملے میں تم کو دامنگیر نہ ہو اگر تم اللہ تعالیٰ اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتے ہو "

سزا دینے میں نرمی نہ کرنے کا یہ حکم اس لیے دیا جا رہا ہے کہ اس جرم پر خدا کے ہاں جو سزا ملے گی وہ یقیناً دنیا کی سزا سے زیادہ سخت ہو گی۔ دنیا ہی میں سزا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے دینا دراصل اپنے گنہگار بھائی پر احسان کرنے کے مترادف ہے۔

عدل کی دوسری قسم عدلِ اخلاقی ہے جس کو ہمیں آپس کے تعلقات اور اپنی روزمرّہ کی زندگی اور اُس کے معاملات میں برتنے کا حکم دیا گیا ہے اس حکم کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی اپنے دائرۂ اختیار میں عدل کرے۔ اس کا ہر قول اور ہر فعل عادلانہ ہو، جو نعمتیں اور قوتیں خدا نے دی ہیں وہ بھی عدل کے ساتھ استعمال کی جائیں، انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عدل و قسط کو اس طرح اپنایا جائے کہ عدل فرد اور معاشرے دونوں کی شناخت بن جائے۔ فرد معاشرے سے، معاشرہ فرد سے، عوام حکومت سے، حکومت عوام سے، رہنما پیروکاروں سے، پیروکار رہنما سے، استاد شاگرد سے، شاگرد استاد سے، والدین اولاد سے، اولاد والدین سے، شوہر بیوی سے، بیوی شوہر سے، تاجر خریدار سے، خریدار تاجر سے، مزدور کارخانہ دار سے، کارخانہ دار مزدور سے، سب لوگ ایک دوسرے سے بلکہ خود اپنے آپ سے بھی عدل و انصاف کا سلوک کریں۔

عدل زندگی کے دوسرے سب شعبوں کی طرح شعبۂ صحافت کے لیے بھی ضروری ہے۔ ہر صحافی کا فرض ہے کہ وہ بحث و مباحثہ میں، تنقید اور نکتہ چینی میں، کسی بارے میں رائے دینے اور رائے قائم کرنے میں، کسی بات کے حق ہونے یا نہ ہونے کی شہادت دینے میں، کسی مسئلے کی وکالت میں، حق کی حمایت اور باطل کی مخالفت میں، کسی زیردست کو تلقین کرنے میں اور بالادست کو مخاطب کرنے اور مشورہ دینے میں کبھی بھی عدل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

مذکورہ بالا آیت میں عدل کے علاوہ جن دو باتوں کا حکم دیا گیا ہے وہ احسان اور صلہ رحمی ہے۔ احسان سے مراد، نیک برتاؤ، فیاضانہ معاملہ، ہمدردانہ رویّہ، رواداری، خوش خلقی، درگزر، باہمی مراعات، ایک دوسرے کا پاس و لحاظ، دوسرے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو اُس کے حق سے کچھ زیادہ دینا اور خود اپنے حق سے کچھ کم پر راضی ہو جانا، یہ عدل سے زائد ایک چیز ہے جس کی اہمیت اجتماعی زندگی میں عدل سے بھی زیادہ ہے۔ عدل اگر معاشرے کی اساس ہے تو احسان اُس کا جمال و کمال ہے۔ عدل اگر معاشرے کو تلخیوں سے بچاتا ہے تو احسان اس میں خوشگواریاں اور شیرینیاں پیدا کرتا ہے۔"

(تفہیم القرآن جلد دوم صفحہ ۵۶۵)

اس آیت میں جس تیسری بات کا حکم دیا گیا ہے وہ صلہ رحمی ہے جو خود غرضی اور مفاد پرستی کی ضد ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ اسلامی معاشرے کے تمام افراد صرف اپنی ذات اور اپنے بال بچوں ہی کا بھلا نہ چاہتے رہیں بلکہ اپنے عزیز و اقارب کی بھی مدد امداد کریں۔ اگر اللہ نے مال و دولت دی ہے تو اپنے غریب رشتہ داروں پر بھی خرچ کریں۔ یہ بات عدل، احسان اور صلۂ رحمی کے منافی ہے کہ ایک شخص تو عیش کر رہا ہو اور اُس کے قریبی عزیز اور بھائی بند روٹی کپڑے تک کے محتاج ہوں۔ متعدد احادیث میں اس کی تصریح ہے کہ آدمی کے اوّلین حقدار اُس کے والدین، اُس کے بیوی بچے اور اُس کے بھائی بہن ہیں۔ پھر وہ جو اُن کے بعد قریب تر ہوں اور پھر وہ جو اُن کے بعد قریب تر ہوں۔ جس معاشرے میں اس اصول پر عمل ہو رہا ہو اُس میں نام نہاد طبقاتی شعور جسے طبقاتی منافرت کہنا زیادہ صحیح ہو گا، کیسے پیدا ہو سکتا ہے!

ایک صحافی اس سلسلے میں نہایت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ اُسے چاہیے کہ اپنے زورِ قلم سے عدل و احسان اور صلۂ رحمی کی خوبیوں کو لوگوں کے ذہنوں میں زیادہ سے زیادہ راسخ کرے تاکہ معاشرے میں محبت، اخوت اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان تین بھلائیوں کا حکم دینے کے ساتھ ہی تین

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسی برائیوں سے منع کیا ہے جو انفرادی حیثیت سے افراد کو اور اجتماعی حیثیت سے معاشرے کو خراب کرنے والی ہیں۔

پہلی چیز فحشا ہے جس کا اطلاق ہر اُس برائی پر ہوتا ہے جو اپنی ذات میں نہایت قبیح اور شرمناک ہے۔ جیسے بخل، زنا، برہنگی، عریانی، عمل قوم لوط، چوری، شراب نوشی گداگری، گالیاں بکنا اور بدکلامی کرنا۔ برائیوں کو پھیلانا بھی فحش کی تعریف میں آتا ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹے پروپیگنڈے، تہمت تراشی، پوشیدہ جرائم کی تشہیر، بدکاریوں پر اُبھارنے والے افسانے اور ڈرامے اور فلم میں عُریاں تصاویر، عورتوں کے بن سنور کر منظرِ عام پر آنے، اختلاطِ مرد و زن، اسٹیج پر عورتوں کے ناچنے تھرکنے اور بھاؤ بتانے کو بھی فحاشی کے سوا کوئی اور نام نہیں دیا جا سکتا۔

دوسری چیز جس سے اس آیت میں روکا گیا ہے وہ "مُنکَر" ہے۔ مُنکر معروف کا متضاد ہے۔ اس سے مراد ہر وہ برائی ہے جسے انسان بالعموم برا جانتے ہیں۔ ہمیشہ برا کہتے رہتے ہیں وہ مسلّمہ برائیاں ہیں۔

تیسری چیز جس سے منع کیا گیا ہے وہ "بَغْی" ہے جس کے معنی اپنی حد سے تجاوز کرنا اور دوسرے کے حقوق پر دست درازی کرنا ہے، چاہے وہ حقوق خالق کے ہوں یا مخلوق کے، گویا "بَغْی" عدل کی ضد ہے۔

اب دیکھیے عدل اور احسان کی حقیقت کو سورۂ شعراء کی ذیل کی آیت میں کس طرح واضح کیا گیا ہے:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ

"برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے پھر جو کوئی معاف کر دے اور اصلاح کرے اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِس آیت کی رو سے اگر آدمی برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی کر کے لے لے تو یہ عدل ہوگا اور اگر بدلہ نہ لے اور زیادتی کرنے والے کو اس لیے معاف کر دے کہ اس سے اُس کی اصلاح ہوگی تو یہ احسان ہوگا جس کا اجر اللہ نے اپنے ذمے لے رکھا ہے اِس لیے آدمی کو اس بات کی پروا نہ کرنا چاہیے کہ کوئی بدلہ نہ لینے کو اُس کی کمزوری اور بُزدلی پر محمول کرتا ہے بلکہ پیشِ نظر یہ بات رہنا چاہیے کہ عفو و درگزر اللہ کے لیے ہو تو وہ کمزوری نہیں بلکہ ایک ایسی نیکی ہے جو اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے اور اللہ تو ظاہر ہے کہ اچھا ہی بدلہ دے گا۔ وہ خود کہتا ہے :

هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ۝

(الرحمٰن ۔ ۶۰)

"نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے"

اس اصول کی پابندی صحافت میں بھی ضروری ہے۔ مخالف خواہ کیسی ہی غلیظ اور اشتعال انگیز زبان استعمال کرے، کیسے ہی غلط الزامات لگائے ایک مومن صحافی کو بہر حال عدل و احسان سے ہی کام لینا چاہیے۔

عدل و انصاف کی اسلام میں جو اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ قرآن پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار یہ تاکید کی گئی ہے کہ اے محمدؐ! معاملات کے فیصلے انصاف سے کرو :

قُلْ اَمَرَ رَبِّیْ بِالْقِسْطِ (الاعراف ۔ ۲۹)

"اے محمدؐ! ان سے کہو، میرے رب نے تو راستی و انصاف کا حکم دیا ہے"

وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ ۔ (الشوریٰ ۔ ۱۵)

"اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تمہارے درمیان انصاف کروں"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انصاف کرنے کی ہدایت کے ساتھ ہی اس بات سے بھی خبردار کیا جا رہا ہے کہ فیصلہ صرف خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق کرو ایسا نہ ہو کہ دوسروں کا اثر قبول کر کے اُن کی خواہشات کے مطابق فیصلے کرنے لگو:

فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ ۔

(المائدہ ۵ - ۴۸)

"لہٰذا تم خدا کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اُس سے منہ موڑ کر اُن کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔"

اور یہ بے لاگ انصاف کرنا ایسی خوبی ہے جو اللہ کی پسندیدہ ہے لہٰذا ارشاد ہوتا ہے:

وَإِنْ حَكَمْتَ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ۝ (المائدہ ۵ - ۴۲)

"اور فیصلہ کرو تو پھر ٹھیک ٹھیک انصاف کے ساتھ کرو کہ اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔"

اللہ اور اُس کے رسولؐ نے عدل و احسان کا حکم صرف ایمان لانے والوں ہی کو نہیں دیا ہے بلکہ خود بھی اس پر عمل کیا ہے اور مسلمانوں کو جو تعلیم دی ہے اس میں بھی اس کا لحاظ رکھا ہے، مثال کے طور پر سورہ لقمان میں حکم دیا گیا ہے:

وَأْمُرْ بِالْمَعْرُوفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۔

(لقمان - ۲)

"اور نیکی کا حکم دے اور بدی سے منع کر۔"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب بظاہر اس حکم کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ ایک مسلمان کہیں بھی کوئی برائی ہوتے ہوئے دیکھے تو فوراً اُسے روکنے کی کوشش کرے، چاہے اُس کے اندر اتنی طاقت ہو یا نہ ہو اور آنکھیں بند کر کے ہر ایک کو بھلائی کا حکم دینا شروع کر دے خواہ اس کی بات کوئی سنے یا نہ سنے، لیکن یہ بات عملاً نہ اس طرح ممکن ہے نہ کوئی یہ خیال کر سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حکیم و دانا ہستی ہے وہ کوئی ایسا ناقابلِ عمل حکم دے سکتا ہے، جب یہ بات نہیں ہے اور یقیناً نہیں ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ قرآن کے اس حکم پر کیسے عمل کیا جائے؟ اس سوال کا جواب حضورؐ کی اس حدیث میں دیکھیے:

"بدی کو اپنے ہاتھ سے روکنا اور مٹانا ہر مسلمان کا فرض ہے اگر ہاتھ سے نہ مٹا سکے تو زبان سے مٹائے (یعنی اسے برا کہے) اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو اس کو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کی سب سے کمزور حالت ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان)

یعنی جو آدمی بدی کو ہاتھ سے یعنی طاقت اور اختیار سے مٹا سکتا ہے اُس کا فرض ہے کہ وہ بدی کو مٹانے کے لیے طاقت استعمال کرے، جو ایسا نہ کر سکتا ہو وہ بدی کو زبان سے برا کہے اور اگر کوئی شخص اپنے اندر اس کی بھی ہمت نہیں پاتا تو وہ اس کو دل سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا آخری درجہ ہے۔

یہ حدیث بیک وقت عدل و احسان دونوں کا بہترین نمونہ ہے۔ عدل کا نمونہ اس اعتبار سے کہ آدمی پر اُس کی قوت کے مطابق بوجھ ڈالا گیا ہے اور احسان کا نمونہ یہ اس لیے ہے کہ اس میں کسی مسلمان پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ ارشاد ہوتا ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ ط (البقرہ ۲ - ۲۸۶)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"اللہ کسی متنفس پر اُس کی مقدرت سے بڑھ کر ذمہ داری کا بوجھ نہیں ڈالتا۔ ہر شخص نے جو نیکی کمائی ہے اُس کا پھل اُسی کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اُس کا وبال اُسی پر ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے ہی انسان کو بنایا ہے اس لیے یہ بات وہی اچھی طرح جان سکتا ہے کہ اس کا بنایا ہوا انسان کتنا بوجھ آسانی سے سہار سکتا ہے اور وہ چونکہ رحمٰن و رحیم بھی ہے اس لیے بھی اپنے بندوں کے ساتھ سختی نہیں کرنا چاہتا:

يُرِيدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ۔

(البقرہ ۱۸۵)

"اللہ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے سختی کرنا نہیں چاہتا۔"

انسانوں میں استعداد کے فرق کو اللہ تعالیٰ نے احکام و فرائض میں بھی ملحوظ رکھا ہے۔ مثلاً فرمایا:

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝

(آل عمران ۱۰۴)

"تم میں کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جو نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں۔ جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔"

فرقِ استعداد کی وجہ سے چونکہ سب لوگ یہ کام یکساں طور پر نہیں کر سکتے اس لیے کہا جا رہا ہے کہ کچھ لوگ تو ایسے ضرور ہی رہنے چاہئیں جن کا ایمان اتنا مضبوط ہو اور جو ایسے اولوالعزم اور اربابِ ہمم ہوں کہ وہ کسی برائی کو کسی قیمت پر برداشت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہ کریں۔ لوگوں کو علانیہ نیکی کی طرف بلائیں، بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکیں۔ وہ یہ کام ہاتھ اور زبان دونوں سے کریں اور اس میں اپنی قوت اور توانائی صرف کر دیں۔

رہے باقی لوگ جو اپنے اندر باطل قوتوں کو ٹوکنے اور للکارنے کی ہمت اور سکت نہیں پاتے اور اُن کا ایمان صاحبِ عزیمت لوگوں جیسا مضبوط اور معیاری نہیں ہے تو انہیں رخصت ہے کہ وہ بدی کو بس دل سے برا سمجھیں، لیکن اس حالت پر مطمئن ہو کر بیٹھ نہ رہیں کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض، جو درحقیقت فریضۂ اقامتِ دین ہی ہے، اُن پر سے اس حالت میں بھی ساقط نہیں ہو جاتا، بلکہ اُن پر لازم ہے کہ جس حیثیت اور دائرے میں بھی انہیں کچھ اختیار حاصل ہے اُس کے بقدر اس فرض کو ادا کریں اور اگر کسی پر بھی کوئی اختیار حاصل نہیں ہے، تو خود اپنی ذات اور اپنے نفس کو بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے روکتے رہیں اور جو لوگ علانیہ بدی کو مٹانے کی جدّوجہد کر رہے ہوں اگر کھل کر ان کا ساتھ نہ دے سکتے ہوں تو دل میں اُن سے ہمدردی ضرور رکھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلے میں ایک ایسا جامع اصول طے کر دیا ہے جس کو ملحوظ رکھ کر ہر استعداد اور صلاحیت کا مسلمان ہر حال میں اقامتِ دین کا فرض ادا کر سکتا ہے۔ وہ اصول یہ ہے:

کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ۔ (صحیح بخاری)

"تم میں سے ہر ایک دوسرے کا ذمہ دار اور نگران ہے اور اُس سے اس کی ذمہ داری اور نگرانی میں آئے ہوئے لوگوں کی نسبت پوچھا جائے گا۔"

اس حدیث کے مطابق امیر اپنی رعیت کا ذمہ دار اور نگران ہے، مرد اپنے اہل و عیال کا، بیوی اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور ان میں سے ہر ایک کا فرض

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ اُسے جس دائرے اور جس سطح پر بھی ذمہ داری اور نگرانی کا منصب حاصل ہے اُس میں کوئی برائی تو نہیں پروان چڑھ رہی ہے اور اللہ کی ہدایت اور شریعت پر پورا پورا عمل ہو رہا ہے۔ اس اصول کے تحت صحافی اور مالکانِ اخبار بھی اپنے اپنے دائرے میں جوابدہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی حقیقی مجبوریوں کے خیال سے یہاں تک اجازت دے دی ہے کہ اضطراری حالت میں اگر بھوک سے جان پر بن جائے تو آدمی مردار، خون اور خنزیر کا گوشت یا کوئی ایسی چیز جس پر غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو اتنی مقدار میں جس سے موت ٹل سکتی ہو، کھالے:

فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔

(البقرہ ۲-۱۸۳)

"ہاں جو شخص مجبوری کی حالت میں ہو وہ ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ قانون شکنی کا ارادہ رکھتا ہو یا ضرورت کی حد سے تجاوز کرے، تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

اس آیت کی رو سے جو سہولت دی گئی ہے شریعت کی اصطلاح میں اُسے رخصت کہتے ہیں۔ رخصت یہ ہے کہ جان بچانے کے لیے قوت لایموت کی حد تک مردار کھانے اور زبان سے کلمۂ کفر کہہ دینے کی اجازت[1] ہے، لیکن اگر کوئی اس رخصت سے فائدہ

[1] ظلم کی تاب نہ لاتے ہوئے محض جان بچانے کے لیے کلمۂ کفر کہہ دینے کی رخصت اس آیت سے بھی ثابت ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ إِيْمَانِهٖٓ إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّۢ بِالْإِيْمَانِ۔ (النحل۔ ۱۰۶)	جو شخص ایمان لانے کے بعد کفر کرے (وہ اگر) مجبور کیا گیا ہو اور دل اُس کا ایمان پر مطمئن ہو (تب تو خیر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اٹھانے کے بجائے نواسۂ رسول حسین ابنِ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ظلم و جبر کی طاقت کے مقابلے میں ڈٹ جائے اور حق کا کلمہ بلند رکھنے کی کوشش میں اپنی جان تک قربان کر دے تو یہ عزیمت ہوگی۔ اس غیر معمولی کارنامے کا اجر بھی اللہ کے ہاں غیر معمولی ہے کیونکہ صاحبِ عزیمت اس طرح باطل کا راستہ روک کر برائی کو دل سے برا سمجھنے والوں پر احسان کرتا ہے۔ اگر وہ اپنی جان کی بازی لگا کر باطل کا زور نہ توڑے تو سب کو باطل کے زیرِ تسلط ذلت کی زندگی بسر کرنا پڑے۔

اس احسان کی اور بھی بہت سی صورتیں ہیں، زیادتی کا بدلہ نہ لینا، عفو و درگزر سے کام لینا، مقروض قرض ادا نہ کر سکتا ہو تو اُسے مہلت اور رعایت دینا، بالکل معاف کر دینا، تنگ دست اور نادار کی مدد کرنا، قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا، لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کرنا وغیرہ۔

بخاری شریف میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا: جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔

فتح مکہ کے بعد آپؐ نے جو اسوۂ حسنہ پیش کیا تاریخ عالم میں اُس کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آپؐ نے اپنے خون کے پیاسے بدترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے اپنا ذاتی انتقام نہیں لیا اِلّا یہ کہ اُس نے خدا کے کسی حکم کو توڑا ہو تو اُس کو (قانوناً) سزا ملی ہو۔" (صحیح بخاری)

حضرت انسؓ کہتے ہیں:

"میں نے حضورؐ کی خدمت میں قصاص کا کوئی مقدمہ پیش ہوتے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں دیکھا لیکن یہ کہ اُس میں آپؐ نے معاف اور درگزر کرنے کا مشورہ دیا ہو۔" (ابوداؤد و نسائی)

"معمولی چھوٹے جرائم کے بارے میں صحابہؓ سے فرمایا: آپس میں گناہوں کو معاف کر دیا کرو، لیکن مجھ تک جب وہ واقعہ پہنچے گا تو سزا ضروری ہو جائے گی۔" (ابوداؤد)

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک صاحب ایک چادر اوڑھے سو رہے تھے۔ ایک شخص نے چپکے سے چادر اتار لی۔ وہ پکڑا گیا اور عدالتِ نبویؐ میں پیش کیا گیا۔ آپؐ نے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ جن صاحب کی چادر تھی انہوں نے آکر عرض کیا یا رسول اللہ! کیا تیس درہم کی چادر کے لیے ایک انسان کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ میں یہ چادر اس کے ہاتھ فروخت کر دیتا ہوں۔ فرمایا: میرے پاس لانے سے پہلے یہ کیوں نہیں کیا۔"

(ابوداؤد۔ کتاب الحدود)

"قرابت کا حق ادا کرنے والا وہ نہیں ہے جو احسان کے بدلے میں احسان کرتا ہے بلکہ وہ ہے جو بدسلوکی پر سلوک کرتا ہو۔"

(صحیح بخاری)

"ایک دفعہ ایک صحابی نے عرض کیا کہ اے خدا کے پیغمبرؐ! میرے کچھ رشتہ دار ہیں جن کے ساتھ میں تو سلوک کرتا ہوں مگر وہ بدسلوکی کرتے ہیں، میں نیکی کرتا ہوں اور وہ بدی کرتے ہیں، میں حلم اور بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ جہالت کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: اگر ایسا ہی ہے جیسا تم کہتے ہو تو تم ان کے منہ میں مٹی بھر رہے ہو، یعنی نیکی کے بدلے سے ان کا منہ بند کر رہے ہو اور جب تک تم اس روش پر قائم رہو گے خدا

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی مدد شامل رہے گی۔" (صحیح مسلم)

ایک اور موقع پر فرمایا:

"تم کہتے ہو اگر لوگ ہمارے ساتھ بھلائی کریں گے تو ہم بھی کریں گے اور اگر وہ ظلم کریں گے تو ہم بھی کریں گے۔ یہ مناسب نہیں، بلکہ اپنے کو پُرسکون اور مطمئن رکھو۔ لوگ تمہارے ساتھ بھلائی کریں تو بھلائی کرو اور اگر برائی کریں تو بھی ظلم نہ کرو۔" (جامع ترمذی)

آپؐ کا ایک اور ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اگر کسی کو (شرعی حکم کے سبب سے) جان سے مارنا بھی پڑے تو اس کام کو اچھائی کے ساتھ کرو، کسی جانور کو ذبح بھی کرنا چاہو تو خوبی کے ساتھ کرو، چھُرے کو خوب تیز کر لیا کرو اور اپنے ذبیحے کو راحت دو۔"

(صحیح مسلم)

آپؐ نے مزید فرمایا:

"بدگمانی سے خبردار رہو، کیونکہ بے شک بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے۔ کھوج نہ لگاؤ، عیب جوئی نہ کرو، باہم حسد نہ کرو، نہ بغض و عداوت کرو اور اے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن کر رہو، جیسا کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے، مسلمان مسلمان کے لیے بھائی ہے۔ وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔ اُسے چھوڑتا نہیں، نہ اُس کی تحقیر کرتا ہے، اس لیے کہ یہ بات آدمی کے شر کے لیے کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ہر مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال، خون اور آبرو حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے بدن اور صورت کی طرف نظر نہیں کرتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن وہ تمہارے دل اور عمل پر نظر کرتا ہے۔ تقویٰ (پرہیزگاری) یہاں ہے اور (یہ کہتے ہوئے آپؐ) اپنے سینے کی طرف اشارہ فرماتے تھے۔" (بخاری، کتاب الادب)

حضرت نافعؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور بلند آواز سے پکار کر فرمایا:

"اے وہ جماعت جو زبان سے اسلام لائی ہے اور اُس کے دل تک ایمان نہیں پہنچا، مسلمانوں میں عیب نہ نکالو اور نہ اُن کے متعلق ننگ و عار کی باتیں کرو اور نہ اُن کی پوشیدہ باتوں کے پیچھے لگو جن کا ظاہر کرنا برا سمجھا جاتا ہو، کیونکہ جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی ایسی پوشیدہ بات کے پیچھے پڑے گا اور اُسے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالنے کی کوشش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اُس کے عیب کے پیچھے پڑے گا۔ اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اُس کا پردہ چاک کر کے اُس کو ذلیل و رسوا کر دے گا۔ اگرچہ وہ اپنے محل کے اندر ہو۔"

"حضرت نافعؒ مزید بتاتے ہیں کہ ایک دن حضرت ابن عمرؓ نے کعبے کی طرف نظر کی اور فرمایا سبحان اللہ! کیا کہنے ہیں! تو کس قدر عظمت والا ہے اور تیری عزت و حرمت کتنی ہے مگر مومن کی عزت و حرمت اللہ کے نزدیک تجھ سے بھی زیادہ ہے۔" (ترمذی)

مومن کی حرمت جو کعبے سے بھی زیادہ ہے، ہماری صحافت میں اُس کا بہت کم خیال رکھا جاتا ہے۔ تھانوں میں پولیس کی درج کی ہوئی جھوٹی سچی رپورٹوں کی بنیاد پر ہر طرح کی خبریں چھاپ دی جاتی ہیں۔ حالانکہ ہمارے عامل صحافی اس بات سے بخوبی واقف ہوتے ہیں کہ پولیس والے اپنی کارگزاری دکھانے کے لیے اور کبھی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خارجی اثرات کے تحت ان رپورٹوں میں ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا دینے کے عادی ہیں، لیکن اس کے باوجود اُن کی مہیا کی ہوئی تفصیلات کو اپنی منصبی ذمہ داری کا احساس اور آخرت کی جوابدہی کا خیال کیے بغیر مصدقہ خبر کے طور پر شائع کر دینے میں کوئی خرابی نہیں سمجھی جاتی۔ حالانکہ یہ عین ممکن ہے کہ پولیس کے پکڑے ہوئے لوگ بالکل بے گناہ ہوں، جس معصوم بچی کو آوارہ اور بدچلن ٹھہرایا گیا ہے وہ پاکدامن ہو۔ اور اس کے خلاف یہ گھناؤنا الزام کسی نے بدنیتی سے تصنیف کیا ہو۔ شرعاً کسی کو زنا اور بدکاری کے ارتکاب کا ملزم ٹھہرانے کے لیے ضروری ہے کہ چار ثقہ آدمی اُس کے جرم کے عینی شاہد ہوں اور اگر الزام لگانے والا عینی شاہد پیش نہ کر سکے تو وہ خود مجرم ہے۔ اُسے جھوٹا الزام لگانے کے جرم میں اسّی کوڑے لگائے جائیں گے، لیکن کیا ہمارے تھانوں میں اس بات کا خیال رکھا جاتا ہے؟ بدکاری کا الزام لگانے والے سے چار گواہ طلب کیے جاتے ہیں؟

ایسے کسی واقعے کو "مُبیّنہ" کے سابقے کے ساتھ چھاپنا بلاشبہ ملکی عدالتوں میں رائج سیکولر قانون کی زد میں نہیں آتا لیکن کیا یہ مبیّنہ کا "بابرکت" لفظ اللہ تعالیٰ کی سچی عدالت میں بھی کسی اخبار یا عامل صحافی کو بری الذمہ قرار دینے کے لیے کافی ہوگا؟ اگر نہیں تو خدا، رسولؐ اور قیامت پر ایمان رکھنے والے صحافیوں اور اخبارات کو اپنے انجام کی خیر منانا چاہیے!

اس صورتِ حال کا یہ انسانی پہلو اور بھی زیادہ دردناک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"جس شخص نے جو نیکی کمائی اُس کا پھل اُس کے لیے ہے اور جو بدی سمیٹی ہے اُس کا وبال بھی اُسی پر ہے۔"

یعنی باپ کے جرم میں بیٹا اور بیٹے کے جرم میں باپ کو نہیں پکڑا جائے گا،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن ہمارے اخبارات میں جب کسی ملزم کی خبر چھپتی ہے تو خبر کو دلچسپ بنانے اور کارگزاری دکھانے کے شوق میں صرف ملزم کے نام پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا اُس کے باپ کا نام اور پتہ بھی شائع کیا جاتا ہے اور اس طرح انہیں رسوا کر کے خود گناہ سمیٹا جاتا ہے۔ اغوا اور بدکاری کی وارداتوں کی صورت میں تو معاملہ اور سنگین شکل اختیار کر لیتا ہے۔ مغویہ لڑکی یا عورت کے مبینہ جرم کی فحش تفصیلات مختلف عنوانات کے تحت مہینوں اور برسوں اخبارات کی زینت بنتی رہتی ہیں۔ اور اُس ایک عورت یا لڑکی کی لغزش کی وجہ سے اُس کے پورے خاندان کی عزت خاک میں مل کر رہ جاتی ہے لیکن بسا اوقات عدالت میں ملزم کا جرم ثابت ہی نہیں ہوتا بلکہ الٹا پولیس کی مداہنت ثابت ہو جاتی ہے اور ملزمہ اور ملزمان بری ہو جاتے ہیں مگر یہ بری ہو جانا خصوصاً ملزمہ کو کوئی فائدہ نہیں دیتا، اس عرصے میں اُس کی اور اس کے خاندان کی وہ بے عزتی اور رسوائی ہو چکی ہوتی ہے کہ پھر کوئی خاندان اُسے یا اُس کی بہنوں کو قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتا، لیکن ہمارے اخبارات کو اس صورتِ حال کی سنگینی کا کوئی احساس نہیں۔

بعض اخبارات اپنی اشاعت بڑھانے کے لیے ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی خبریں نکالتے ہیں جن سے لوگوں کے سفلی جذبات کو تسکین ہو لیکن اس بات کا کوئی خیال نہیں کرتے کہ اس سے متعلقہ لوگوں پر کیا گزرے گی۔

ایسی دو ایک مثالیں ملاحظہ ہوں:

کرکٹ کے مشہور و ممتاز کھلاڑی محسن خاں نے بھارت کی فلمی اداکارہ ریناراے سے شادی کی تو ایک اخبار نے اُن کے بارے میں طرح طرح کی "خبریں" چھاپنا شروع کر دیں۔ محسن خاں نے اس صورتِ حال سے پریشان ہو کر جو کچھ کہا ملاحظہ ہو:

"ہمارے بارے میں مبالغہ آمیز اور من گھڑت خبریں دی گئی ہیں جس سے ہماری ذاتی زندگی متاثر ہوئی ہے۔ اس لیے ہم صحافیوں سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں یہ کیا معلوم کیا چاہتے ہیں؟ شادی میرا ذاتی معاملہ ہے۔ اخبارات اگر میرے بارے میں اچھا نہیں لکھ سکتے تو میرے بارے میں غلط خبریں بھی نہ دیں۔ میری شادی کے بارے میں مختلف خبریں گھڑی گئیں لیکن یہ نہ سوچا گیا کہ اس سے میری خانگی زندگی تباہ ہو گی بہر حال اُن کے اخبار بک چکے ہیں۔"

(نوائے وقت ۲۶ ستمبر ۱۹۸۵ء)

اسی طرح چند سال پہلے ٹیلی ویژن کے ممتاز نیوز ریڈر جناب خالد حمید کے بارے میں اسی اخبار نے یہ بالکل بے بنیاد خبر چھاپ دی کہ ٹی وی اناؤنسر..... سے اُن کی منگنی ہو گئی ہے۔ اس خبر سے خالد حمید کو اپنی جگہ سخت کوفت ہوئی اور جس لڑکی سے منگنی کی اطلاع دی گئی تھی اُسے اور اُس کے گھر والوں کو الگ شدید ذہنی صدمے اور پریشانی کا سامنا کرنا پڑا۔

سوال یہ ہے کہ یہ کس قسم کی صحافت ہے؟ یہ کس قسم کا اخلاق ہے؟ ایک اسلامی معاشرے میں اس طرح کی رکیک حرکات کی آخر کیا گنجائش ہو سکتی ہے؟ حضورؐ نے تو فرمایا ہے:

"مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔"

(کنز العمال)

اور یہ بھی فرمایا:

"جو آدمی کسی پر فسق کا الزام لگائے یا اُسے کفر سے منسوب کرے تو اگر وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کفر و فسق الزام لگانے والے کی طرف لوٹ آئیں گے۔" (بخاری، کتاب الآدب)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عدل و احسان کی جو تعلیم دی ہے وہ تو یہ ہے کہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوئی مسلمان اگر سچ مچ بھی کسی جرم کا مرتکب ہو تو اسے برا نہ کہو، گنہگار نفرت کا نہیں ہمدردی کا مستحق ہے:

"عبداللہ نامی ایک شخص تھا جس کا لقب حمار ہو گیا تھا۔ یہ کبھی کبھی حضورؐ کو ہنسایا کرتا تھا۔ حضورؐ نے اُسے شراب نوشی کی سزا میں کوڑے لگوائے تھے، لیکن اسے دوبارہ پھر اسی جرم میں پکڑا گیا۔ آپؐ نے پھر اسے سزا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی گویا ہوا اے اللہ! اس شخص پر لعنت کر۔ کیسا بار بار اس جرم (شراب نوشی) میں لایا جاتا ہے۔ یہ سن کر آپؐ نے ارشاد فرمایا: اس پر لعنت نہ بھیجو، خدا کی قسم میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ آدمی اللہ اور اُس کے رسولؐ سے محبت رکھتا ہے۔" (بخاری، کتاب الحدود)

اللہ اور اُس کے رسولؐ نے مسلمانوں کو جس عدل و احسان کا حکم دیا ہے اُس کا تقاضا یہ ہے کہ کسی میں اگر کوئی خامی اور کمزوری دیکھی جائے تو اس پر پردہ ڈالا جائے اور اگر اس کی خامی اور کمزوری دین و ملت کے مفاد میں ناقابلِ معافی ہو تو بھی اُس کو بدنام کرنے سے پرہیز ہی کیا جائے اور کسی حالت میں بھی عدل و انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی سے وہی رویہ اختیار کرنا چاہیے جو ایک بھائی کو زیب دیتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا:

"جس نے اپنے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز کے بارے میں ظلم کیا ہو اُسے چاہیے کہ آج اُس سے معاف کرالے قبل اس کے کہ درہم و دینار نہ رہیں۔ اگر اُس کا کوئی عمل نیک ہو گا تو (قیامت کے دن) اس میں سے بقدر اس کے ظلم کے لے لیا جائے گا۔ اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گی تو اس مظلوم کی بدیاں لے کر اُس پر لاد دی جائیں گی۔"
(صحیح بخاری، کتاب المظالم)

کتابیات

۱۔ تفہیم القرآن	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۲۔ تفسیر ضیاء القرآن	جناب جسٹس پیر کرم شاہ
۳۔ مشکوٰۃ شریف	
۴۔ سیرۃ النبی	مولانا شبلی نعمانی، مولانا سید سلیمان ندوی
۵۔ رسائل و مسائل	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ
۶۔ خلافت و ملوکیت	〃
۷۔ بنیادی حقوق	جناب محمد صلاح الدین
۸۔ اسلامی سیاست	مولانا گوہر رحمٰن
۹۔ فنِ صحافت	ڈاکٹر عبدالسلام خورشید
۱۰۔ فنِ ادارت	ڈاکٹر مسکین علی حجازی
۱۱۔ تعلقاتِ عامہ	زاہد ملک
۱۲۔ ابلاغِ عامہ	پروفیسر مہدی حسن
۱۳۔ تحریکِ اسلامی میں کارکنوں کے باہمی تعلقات	خرّم مراد
۱۴۔ تصویر کے شرعی احکام	مولانا مفتی محمد شفیع
۱۵۔ تذکارِ صحابیات	طالب ہاشمی

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

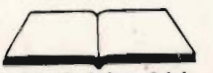

اِدارہ معارفِ اِسلامی، منصورہ

لاہور ——— ۱۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ